UNIVERSAL LIBRARY

OU_226257

UNIVERSAL LIBRARY

ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب

الحمد للہ کہ این کتاب لاجواب از تالیف فاضل متین عالم عدیم النظیر مولانا مفتی حکیم محمد عبد الکریم صاحب

جواہر الایقان فی حفظ الایمان

بتصحیح و تحشیہ جناب مولانا مولوی حکیم محمد عبد الرحیم صاحب دہلوی مفتی ریاست الور خلف

در اکمل المطابع دہلی باہتمام مرزا محمد عبد الغفار طبع گردید

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں)

صحت نامہ کتاب مستطاب جوہر الایقان فی حفظ الایمان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
حاشیہ صفحہ	۱۲	امام ابن مالک	ابن مالک
حاشیہ صفحہ	۴	اباؤکم واخوانکم	آباؤکم وابناؤکم واخوانکم
حاشیہ صفحہ	۲۳	الحدیبۃ	الحدیبیۃ
ایضاً	۳۵	اپنے نفس جو کچھ	اپنے نفس کو دوزخ سے مانگ جو کچھ
صفحہ		پس ہرہم	درہم پس
حاشیہ صفحہ ۱۲	۳	پھر باپ سے	تیرے باپ سے
ایضاً	۲۱	اللہ کے اور رسول کے	اللہ کے اللہ اور رسول کے
ایضاً	۳۷	نےاپنی	نے اپنی
ایضاً	۴۲	اصحاب محمداً	اصحاب محمد محمداً ص
ایضاً	۳۹	دفدت	دو وفدت
ایضاً	۴۳	اون	ان
حاشیہ صفحہ ۱۳	۵۲	وبا	وبا
۱۴	۱۴	توبتۃ	توبتہ
۱۶	۲۳	بالکا	بالگا
۲۱	۷	اَزْوَاجُہٗ	اَزْوَاجَہٗ
۲۶	۱۳	یسد	بِسَاقٍ
۲۷	۱۲	ثقل	
۲۷	۱۵	ثقل	
۲۹	۴	کہ باعث	ث
۳۰		اصطلاحی میں	اصطلاحی میں
حاشیہ صفحہ ۳۳	۲	نہیں اغل ہوا	نہیں داخل کر سکا
۳۴	۳	مین حکم	نہیں حکم
۳۶	۱۳	اِنّی	اَنّی
۴۰	۱۷	ہاتھ رکھ کر زمین	ہاتھ رکھ کر زمین
حاشیہ صفحہ		مثل نبی اسرائیل	مثل انبیاء بنی اسرائیل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
حاشیہ صفحہ	۰	پاؤں پھسل گیا	پاؤں سن ہو گیا
ایضاً	۰	وامحمد کہا	وامحمداہ کہا
۴۶	۱۸	الحمراء	الحمراء
ح صفحہ ۴۶	۰	ملکہ کشادہ میدان میں تھیں وہ ملکی ہوئیں	بچھی ہوئی تھیں کنکریاں سرخ میدان کی
۴۸	۱	واجعلها	فجعلها
رر	۲	القتال	لقتال
رر	۱۸	نقل ہو گئے	یہ نشان ہندسہ ۶ کا اس جگہ غلطی سے لکھا گیا در حقیقت یہ حاشیہ صفحہ ۱۰ کے سطر ۴ میں لفظ استحبابا پر ہے
۴۸	۱۲	مردود قول	مردود ہی قول
ح صفحہ ۴۹	۰	طاعتک	طاعتک
ایضاً	۰	للنبین	النبیین
بقیہ ح صفحہ ۴۹ بر صفحہ ۵۰		بابی انت و امی حیا	بابی انت وامی طبت حیاً
ایضاً		قتل	فقبّل
۵۴	۱۷	کرامت	امت
۵۵	۱۵	درخواست شفاعت	درخواست کنندہ شفاعت
۵۶	۹	اوقات	اوقاف
۵۷	۱۹	ظنیۃ	ظنیہ
۵۸	۶	کا ہے	کا بھی
۶۰	۱۸	اور ایسی مستثنیٰ ہی حدیث	اور ایسی ہی مستثنیٰ حدیث
۶۵	۲	وغیرہ مثل	وغیرہ اور مثل
۶۷	۵	مختلف میں	مختلف ہیں
۶۸	۵	مردودین	مردود دین
۷۳	۸	بدسمت	بدعت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۳	[illegible]	دصنافاتہ	منافاتہ
۷۳	۲۳	مشروعیتہ	مشروعیتہ
۷۴	۲۱	داری	واسطے
۷۴	۱۴	معین مین	معین ہیں
۷۶	۲۲	ادتیت	اوتیت
ح صفحہ ۷۶	۰	اور نہ چھڑک	اور نہ جھڑک
۷۹	۲	شیا	نیا
۸۱	۱۵	جانا ہے	جانتا ہے
۸۱	۱۶	کلی کرنے ناک میں	کلی کرنے یا ناک میں
۸۱	۱۷	مثل اسکے	یا مثل اسکے
۸۱	۲۱	فقط مباح	فقط مداومت
۸۵	۱۲	نیا رہا ہے	نیاز ہا ہے
۹۲	۱۱	ہوتے چاہییں	ہونے چاہییں
ح صفحہ ۹۵	۰	نہ ڈرسے انکو عنم	نہ ڈرسے انکو نہ غم
ح صفحہ ۱۰۱	۰	واتخذوا وسیلۃ	واتخذوہ وسیلۃ
۱۰۶	۶	حنتھی	منتہی
۱۱۰	۱۴	ما ذبائح	ذبائح
۱۱۴	۱۹	عید	عبد
۱۱۴	۲۰	لم تصر حوانا	لم تصر حرانا
۱۲۵	۱۷	ناردینا	ماردینا

واضح ہو کہ اس کتاب پر کوئی حاشیہ مصنف رح کا نہیں تھا اب جسقدر حواشی درج ہوئے ہیں خواہ ترجمہ یا اور کوئی حاشیہ وہ سب مولوی حکیم محمد عبد الرحیم صاحب خلف الصدق مصنف رح کے ہیں جو بعض جگہ بجائے نام مولوی عبد الرحیم صاحب لفظ منہ لکھا گیا العفو

۷۸۶

CHECKED 1956

سوانح عمری بطور ایجاز حضرت مؤلف علیہ رحمۃ الغفران

اُٹھ گئیں ہیں سامنے سے کیسی کیسی صورتیں ۔۔ روئیے کس کے لئے کس کس کا ماتم کیجئے

اے حضرات اس مجموعۂ دین و ایمان کے مؤلف فاضل اجل مولانا الجلیل الفخیم مولوی مفتی حکیم محمد عبد الکریم صاحب غفر اللہ لہ میرے اُستاد تھے اور یہی واسطہ اس مختصر سوانح عمری کے لکھنے کا باعث ہوا +

دوسرے یہ بھی سبب تھا کہ اس کتاب کے دیباچہ میں حضرت مؤلف کے حال کی کم و بیش کچھ تصریح بھی نہ تھی جس سے ناظرین کو کلی یا جزوی واقفیت حاصل ہوتی بناءً علیہ مناسب سمجھا گیا کہ کسیقدر احوال جناب موصوف بطور ایجاز اس نسخہ کے ضرور شامل کر دیا جاوے +

مولوی صاحب ممدوح کے والد ماجد کا نام حافظ عبد الوہاب تھا قوم سے شیخ فاروقی تھے دہلی آپکا مولد و ملجا تھا خانم کے بازار میں آپ رہا کرتے تھے بتاریخ چہارم شعبان ۱۲۳۵ھ ہجری چہار شنبہ کے دن مطابق جیٹھ سدی ۶-سمت ۱۸۷۶ بکرمی ۳۰ پل شب باقیماندہ کو عالم ارواح سے عالم اجسام کی طرف قدم رنجہ فرمایا +

جسم کے ہلکے پھلکے تھے گندمی رنگ تھا سر پر تھوڑے تھوڑے بال تھے میانہ قد تھا جب کہیں آتے جاتے تھے تو سر پر چھوٹا سا عمامہ باندھا کرتے تھے ٹانگوں میں اکثر ڈھیلا پائجامہ رہا کرتا تھا گھر میں دو پلڑی ٹوپی ململ وغیرہ کی اوڑھے رہا کرتے تھے +

آپکی دو شادیاں ہوئیں اول دفعہ مرزا عباد اللہ بیگ صاحب خوشنویس کے ہاں جو میر صاحب مرحوم کے بڑے شاگردوں میں مشہور ہو گزرے ہیں ان بیوی کے گزر جانے پر دوسری مرتبہ حکیم سید معزز علیخان عرف حکیم میرن صاحب دہلوی کے ہاں شادی ہوئی +

حکیم میرن صاحب موصوف دہلی میں مشہور طبیب تھے حبش خاں کے پھاٹک مسکن تھا شاہی ملازم تھے +

ان بیوی سے ایک صاحبزادے مولوی حکیم محمد عبد الرحیم صاحب جو میرے خلیفہ ہوئے ہیں اسوقت نوجوان موجود ہیں +

آپ فرمایا کرتے تھے کہ فارسی کی متداولہ کتابیں میں نے اپنے والد ماجد سے پڑھیں اور انشا پردازی کی مشق بھی انہیں سے کی چونکہ مبداء فیاض سے طبیعت عمدہ پا ہی چکے تھے پھر کیا تھا فارسی سے فرصت پا کر حسب مقولہ حضرت شیخ سعدی شیرازی رح

ع کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی - علوم اور فنون کی تحصیل پر کمر باندھی اور اپنے عمر کے بڑے حصے کو طالبعلمی میں صرف کیا اور دہلی میں اپنے وقت کے بڑے بڑے عالموں اور فاضلوں کی خدمت اور درس میں حاضر ہو کر قرأت

اور ساعت کی اور وہ وہ علوم جنکا آج نام ہی نام باقی رہگئے ہین حاصل کئے اور اپنی محنت اور مشقت کی بدولت نام آور ہوئے
طب حکیم حسن بخش خانصاحب علیہ الرحمہ عرف حکیم گوڈیا تھا نیسری سے جو دہلی مین حضور سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ کیطرف سے صاحب عالم
مرزا فخر الدین بہادر کی سرکار مین عہدۂ طبابت پر مامور تھے حاصل کی وجہ تسمیہ اس گوڈیا کی یہ ہے کہ حکیم صاحب
ممدوح ہمیشہ اپنے چہرہ کو چھپائے رکھتے تھے اور بجز آنکھ ناک کے آپکے چہرے سے کوئی عضو مرئی نہین ہوتا تھا اسی نظر
سے بیگمات اہل قلعہ اس نام سے آپکو یاد کیا کرتی تھین اور شہر مین حکیم اوڑھنی والے مشہور تھے +

پھر بعد انفراغ تحصیل طب جناب مولوی صاحب نے کچھ دنون مطب حکیم نصر اللہ خانصاحب وصال خلف حکیم ثناء اللہ خان
صاحب فراق تلمیذ ارشد جناب حکیم محمد شریف خانصاحب دہلوی کی خدمت مین کیا حکمت اور منطق کی کتابین
فاضل اجل حضرت مفتی صدر الدین احمد خانصاحب آزردہ تخلص سے ملاحظہ کین حدیث اور فقہ کو جناب مولوی شاہ
محمد اسحٰق صاحب نور اللہ مرقدہ سے حاصل فرمایا اور اکثر رسالے علوم اور فنون متفرقہ کے متفرق طور پر دہلی مین کملائے
وقت سے دیکھے اور پڑھے چنانچہ علم معانی سے آگاہ تھے اوفاق و تکسیر مین دستگاہ تھی جفر کے بعض بعض قاعدے جانتے تھے
اور ہیئت اور ہندسہ سے ماہر اور واقف تھے کسیقدر فارسی شعرگوئی کا بھی فن وق رکھتے ایکروز اپنا ایک قصیدہ
فارسی کہا ہوا مجھکو بھی دکھلایا تھا فارسی نثر کی ترکیب اچھی تھی مگر اردو کا رنگ قدیم طرز کا تھا +
فرمایا کرتے تھے کہ دہلی مین ہنگام طالبعلمی اچھے اچھے طالب علمون سے علمی مباحثہ ہوا کرتا تھا اور اکثر علماء اور کملائے وقت
میرا امتحان لیا کرتے تھے اور خوب رد و کد ہوا کرتی تھی ایکروز حکیم امام الدین خانصاحب نے (زبان فارسی) کے معالجہ
مین ایک سوال کیا اور مین نے اُسکا جواب دیا کہ حکیم صاحب نے اُسکو پسند فرمایا +
ایکدفعہ عند المکالمہ راقم کے عمو صاحب قبلہ حاجی حکیم محمد زکریا بیگ صاحب مدظلہ نے جناب مولوی صاحب کے علو
استعداد کے ثبوت مین فرمایا کہ غدر سے پہلے اکبرآباد مین عربی کالج قائم ہوا اور معلمین مدرسہ نے جناب مفتی محمد
صدر الدین خانصاحب مرحوم مغفور سے درخواست کی کہ آپ اپنے تلامذہ وغیرہ مین سے کوئی عالم ہمکو دین مفتی صاحب نے جناب مولوی
صاحب اور مولینا محمد نور الحسن صاحب شاگرد رشید حضرت مولوی محمد فضل حق صاحب دہلوی کو وہان بھیجنے کے واسطے
تجویز فرمایا اور دونو حضرات کا امتحان لیا گیا +
الغرض بعد تکمیل تحصیل ریاست بلبگڈھ مین حکیم حسن بخش صاحب کے صاحبزادے حکیم عبد الحق صاحب کی وساطت سے
عہدۂ طبابت پر مامور فرمائے گئے اور تخمیناً پندرہ بیس برس تک اُسی ریاست مین رہے غدر کے بعد مہاراجہ
شیودان سنگھ جی بکنٹھ باشی کے عہد مین ہمارے شہر نامور الور مین تشریف لائے۔ اور محکمہ اجلاس خاص مین سررشتہ

کا کام تفویض ہوا مگر افسوس کہ ناقدردانی والی ریاست سے وہ عظمت کہ جو ہونی چاہیئے تھی نہ ملی بعد انتقال مہاراجہ صاحب ممدوح اب بعہد مہاراجہ و معراج سوائی منگل سنگھ صاحب بہادر جی سی ایس آئی آپ راج کی مفتی گری پر مامور فرمائے گئے

ابتدائے تعلیم سے انتہائی عمر تک آپکو کتاب بینی کا نہایت شوق رہا مین نے اچھی طرح دیکھا کہ کوئی وقت خاص ہی ایسا ہوتا ہوگا کہ مولوی صاحب کے ہاتھوں سے کتاب علیحدہ رہتی ہو یا انکا ہونٹ سے درود ہوتی ہو اکثر صبح کے وقت درس کے واسطے طلبا شہر حاضر ہوا کرتے تھے کوئی فارسی کی بڑی بڑی کتابین پڑھا کرتا تھا کوئی عربی کی صرف و نحو دیکھا کرتا تھا بعض بعض طالب علم نے طب اور منطق اور حدیث اور فقہ وغیرہ وغیرہ کی مولوی صاحب سے پوری تکمیل و تحصیل کی + آپ بڑی دل نہادی کے ساتھ ہر امیر اور غریب چھوٹے بڑے کو درس دیتے تھے اور اس پر طرہ یہ کہ بے شائبہ معاد و طمع دنیوی خالصاً و مخلصاً سرگرم افادہ رہتے +

یہ بے پروائی خداداد تھی کچھ اس سے ہوا بندی یا گرم بازاری کا منشا تھا اور اسی استغنا کے باعث ذرا سی بھول اور ذرا سی چوک مین تلامذہ پر ناراض ہو جایا کرتے تھے مزاج بالکل بھولا بھالا سا تھا عداوت اور بغض کی ہوا پاس ہو کر بھی نہین نکلی تھی گویا اس شعر کے مصداق تھے ؎ آزادہ رو ہوں اور مرا مسلک ہے صلح کل ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہین مجھے +

زیادہ ملنا جلنا خلاء ملاء پسند نہین کرتے تھے شہر مین صرف چند متعدد جگہ ہی آپکی آمد و رفت تھی وہ بھی گاہے ماہے تعلی یا خودنمائی بالکل مزاج مین نہ تھی +

مین نے آپکو علاج معالجہ کرتے ہوے بھی دیکھا مگر مریضون کی رجوعات خال خال رہا کرتی تھی اکثر معالجے آپنے اچھے اچھے کئے جو شہر مین مشہور ہین +

تصنیف و تالیف کا بھی شوق تھا مختلف علمون مین آپکی تالیفات موجود ہے چنانچہ بحران کے بیان مین ایک بہت بڑی کتاب لکھی۔ ہندسہ مین (تثلیث زاویہ حادہ) بزبان فارسی ایک رسالہ تحریر فرمایا۔ یہ رسالہ مطبع انصاری دہلی مین آٹھ برس کا عرصہ ہوا کہ چھپ بھی چکا ہے شائقین ملاحظہ فرماوین اور اسی رسالہ پر کسی صاحب نے خان بہادر مولوی محمد انعام الحق صاحب میر منشی رزیڈنٹی راجستان سلمہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے دو اعتراض فرمائے تھے کہ اُنکے جوابات بھی حضرت مولوی صاحب نے بہت معقول دیئے +

اسیطور ہیئت مین تشریح الافلاک کی شرح اردو کی - بلاغت مین (ریاض البیان) چند جزو کی کتاب

تحریر فرمائی فارسی کے اضافات مین بھی ایک سالہ یادگار ہے علاوہ اِنکے اور بہت سی تصانیف ہر + بینے اکثر اُن تالیفات و تصنیفات کے اختتام کی تاریخین بھی نکالکر ہر ایک نسخے پر لکھدی ہین اور انشاء اللہ تعالیٰ بشرط زندگی جو کتاب آپکی طبع ہوگی مین اُسکی تاریخ طبع بھی ضرور لکھونگا +

آخر کار بقول شاعر ؎ لائی حیات آئے قضا لیچلی چلے + اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے +

جناب مولویصاحب نے بعارضۂ تپ محرقہ ۷۳ سال کی عمر شریف پاکر بتاریخ ۲۳ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۸ ہجری مطابق ۳۰ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء روز پنجشنبہ وقت بارہ بجے دن کے اِس جہان ناپائدار سے عالم جاودانی کو انتقال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ؎

الٰہی بر آن تربت نامدار	لبفضلت تو باران رحمت ببار

آپکا جسوقت یہ واقعہ ہوا ہے اور جنازہ لیکر چلے ہین اُسوقت ابر سیاہ محیط آسمان تھا گویا اُسنے لباس ماتمی پہن رکھا تھا اور پھوارین پڑ رہی تھین یعنی اشک غم اُسکی آنکھون سے گر رہے تھے جنازہ کے ساتھ دو سو آدمی کے قریب افسوس ہزار افسوس کا وظیفہ پڑھتے چلے جاتے تھے +

شہر کے باہر لال دروازے کے قریب مور سرائے اور کیڈل گنج کے پاس بھونرا شاہ کے تکیے مین جہان اکثر لوگ مدفون ہین آپکو دفن کیا۔ راقم سراسیمہ حال نے آپکی تاریخ وفات کے جو چار مصرعے موزون کئے تھے وہ بنظر یادگار یہانپر درج کیے جاتے ہین۔ وہو ہذا ؎

سدھارے وہ جنت الخلد کو	مرے تھے جو استاد عبد الکریم
اُسیوقت تاریخ رحلت فصیح	یہ لکھی ہوا ہائے مرگ عظیم
	۱۳۱۸ھ

مین بھی بعد اظہار افسوس و ملال اِس واقعہ و دعائے مغفرت حضرت مولٰینا و مخدومنا کے شکریہ اِس امر کا بدرگاہ جناب باری ادا کرتا ہون کہ آپکی آسامی مفتی گری آپکے لائق فرزند و شاگرد مولوی منشی محمد عبد الرحیم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اپنی خوش قسمتی کی بدولت راج سے مقرر فرمائے گئے اور یہ عہدہ مفتی گری اُنکو تفویض ہوا اللہم زد فزد +

محررہٗ احقر محمد عمر اللہم حفظہ من الشر و الضر خلف الصدق

حضرت حکیم محمد یحییٰ بیگ صاحب دہلوی ملازم

قدیم راج الور فقط

ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب

الحمد للہ کہ این کتاب لاجواب از تالیف فاضل المتین عالم عدیم السہیم مولانا مفتی حکیم محمد عبد الکریم صاحب دہلوی

سنہ ۱۳۰۹ھ

جواہر الایقان فی حفظ الایمان

بتصحیح و تحشیہ جناب مولانا مولوی حکیم محمد عبد الرحیم صاحب دہلوی مفتی ریاست الور خلف مصنف مرحوم

در اکمل المطابع دہلی باہتمام مرزا محمد عبد الغفار طبع گردید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی لا شریک لہ فی الالوھیۃ وکمال صفاتہ المتعالی عن جمیع سمات النقص فی صفاتہ وذاتہ - فسبحان ذی الملک والملکوت الذی تنزہ عن الوالد والمولود وصار بذاتہ واجب الوجود تعالٰی فی احدیتہ عن العدد و عز فی عظمتہ ان ینحصرہ الحد - تقدس ان تحیط بعظمتہ العلوم و ان تدرک کنہ جلالہ الفھوم لا اول لاولیتہ ولا آخر لاخریتہ - اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ المتعالی عن الحصر و احاطۃ العبارات والمقدس ان تعلوذاتہ بالتصریح والاشارات - واشھد ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم رسولہ المعظم ونبیہ المکرم شمس العلم والھدایۃ وبدر الکمال والدرایۃ قائد المرسلین وخاتم النبیین سید الاولین والاخرین وشفیع المذنبین و المرسلین - صاحب لواء الحمد والمقام المحمود مفتاح خزائن الجود والوجود قائل اوتیت جوامع الکلم واتباعہ صراط الاقوم المبعوث الی کافۃ الامم المتبوع بالوجوب بما جاء من عند اللہ الاعظم - والمصدوق بما نزل بہ الروح الامین علی قلبہ الافخم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ بدر الدجی واصحابہ نجوم الھدی و جمیع اتباعہ من الصلحاء والعلماء اما بعد جو کہ ایک عرصہ سے ہندوستان میں حکومت اسلام نہیں تھی اس سبب سے بعض لوگوں نے موقع پاکر باغوائے شیطان عقائد مذاہب باطلہ

(خوارج ونواصب کہ ہر معصیت کو کفر کہتے ہین اور ظاہر یہ کہ منکر قیاس ہین اور نجدیہ کہ اہانت انبیا وصلحا انکا شعار ہے) تقریر پلٹ کر بصورت دیگر ظاہر کرنے شروع کئے کہ عوام کو تمیز نہوئی نہ کوئی حاکم اسلام تھا کہ بندوبست انکا بہ ممانعت وتخرجہ کرتا شدہ شدہ ایک فریق کا عقیدہ ہی موافق اِن مذاہب باطلہ کے ہوکر گمراہ ہوگئے اور اسکو عین توحید او راتباع سنت جاننے لگے اور علم دین بیان سے کم ہوگیا - مدار وعظ گوئی کا ترجمۂ اردو بعض احادیث اور آیات قرآن اور چند مسائل اردو فقہ پر رہگیا - انکو یہ خبر نہین کہ علماءِ اہل سنت کے نزدیک اس آیت اور حدیث کے کیا معنی ہین اور اہل مذاہب باطلہ نے کیا سمجھے ہین اور ہم عقیدہ کن لوگون کا اختیار کرتے ہین آیا ہمارا ایمان درست رہا یا نہین - اور اکثر واعظین اس زمانہ کا یہ حال ہے کہ اردو بھی اچھی طرح نہین پڑھ سکتے اور اگر پوچھو تو فرائض اور سنن نماز اور وضو بھی اچھی طرح مفصل نہین بیان کرسکتے اور آیات ناسخ اور منسوخ کا تو کیا ذکر ہے مگر دیہات مین وعظ کہتے پھرتے ہین اور فشان انکی غلط بیانی اور دروغگوئی کا یہ ہے کہ کوئی آیت یا حدیث پڑھکر اپنے قیاس اور اجتہاد سے جو کچھ منہ مین آتا ہے اور جی چاہتا ہے کہتے ہین حوالہ کسی تفسیر کا نہین دیتے کہ فلان تفسیر مین اس آیت کے یہ معنی لکھے ہین یا فلان مجتہد نے فلان کتاب مین اس حدیث سے یہ مسئلہ بیان کیا ہے تاکہ صحت اسکی معلوم ہو بلکہ بڑی دلیل یہ ہوگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایسا نہین ہوا یہ بدعت ضلالت ہے - اگرچہ یہ قول مخالف علماءِ اہل سنت ہے جیسا آگے آویگا مگر جو تسلیم کیا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین جو کچھ نہین ہوا وہ سب ضلالت ہے تو چاہیے کہ قرآن مجید کے اعراب اور حدیث کی تدوین اور بناءِ مدارس سب بدعت ضلالت ہو اور جہاد مین توپ اور بندوق سے لڑنا ضلالت ہو بلکہ جب یہ لوگ ایک وقت کسی قدر قرآن شریف کسی طرح پر بیٹھ کر ہاتھ مین لیکر یا رحل پر رکھ کر پڑھین تو چاہیے کہ ثابت کرین کہ اسوقت اسی طرح بیٹھ کر اسی قدر قرآن آنحضرت صلعم اور صحابہ رض نے پڑھا ہے نہین تو یہ پڑھنا بدعت ضلالت ہے اور ظاہر ہے کہ دیکھکر پڑھنے والے تو سب بدعت ضلالت مین مبتلا رہین اسلئے کہ کہین دیکھکر پڑھنا قرآن کا آنحضرت صلعم سے ثابت نہین بلکہ لکھنا قرآن کا بھی بعد آنحضرت صلعم کے ہوا ہے پس خدا پناہ مین

رکھا لینے ہب وعظ سی کہ جس سے حلالِ خدا حرام اور عبادتِ خدا ضلالت ہو غرض یہ طریقہ وعظ کا
مثل پیرزادون کے معاش کا ذریعہ مقرر کر لیا ہے کہ جو کوئی دعوت کرے یا کچھ نذرانہ دے وعظ کہتے
ہین اپنی استعداد کو نہین دیکھتے کہ ہم اس قابل ہین یا نہین اور مسائل توحید اور عقائد جو بیان کرتے
ہین کہان سے کرتے ہین آیا صحیح ہین یا غلط ہین - غرض مقصود دعوت کھانی اور نذرانہ ہوتا ہے الحاصل
اِس زمانہ کے واعظون نے اپنی معاش طلب کرنے کا نام وعظ رکھا ہے اور بعض نے مسجدون یا
مدرسون مین بیٹھکر فتویٰ لکھنے کو اپنا ذریعہ معاش کا کیا اور مال زکوٰۃ اور خیرات کھاتے ہین باوجود
قدرت حاصل کرنے معاش کے اپنی محنت اور کسب سے - اور یہ نہین جانتے کہ طلبِ حلال فرض ہے
اور آیاتِ الٰہی کو اِس ثمنِ قلیلِ دُنیا پر بیچنا حرام ہے - داخل ہوتے ہین اِس آیت کے حکم مین
وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط غرض مزدوری وغیرہ جو حلال ہے اُسکو عیب سمجھتے
ہین اور خیرات اور صدقات کا مال یا اُجرتِ وعظ کو کہ حرام مطلق ہے اپنی معاش مقرر کی ہے
اور حالِ استعداد یہ ہے کہ سوائے اُردو کے عربی زبان مطلق نہین سمجھتے ہین اور عقیدۂ اہلِ سنت
وجماعت سے خبر نہین - تمام عقائد خوارج اور ظاہریہ کے بیان کرتے ہین اور ایسے غلط مسائل
بے اصل کہتے ہین کہ جنکا کہین پتہ نہین - مثلاً کہتے ہین کہ فاتحہ دینے سے کھانا حرام ہوجاتا ہے اور
واسطے دعا کے جو فاتحہ مین ہاتھ اُٹھاتے ہین یہ بدعتِ سیئہ ہے کہ کہین کوئی اسکا قائل نہین ہے اور
اسیطرح مردون کی فاتحہ دلانے کو اور زیارت قبور والدین وغیرہ کو بروزِ معین بدعتِ سیئہ کہتے ہین
واسطے تخصیص یوم کے فاتحہ اور زیارت مین اگرچہ حدیث مین وارد ہے کہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے مَن زار قبر ابويه او احدهما في كل جمعة غفر له وكتب برا مگر تحقیق اور دریافت نہین جو کچھ جی مین آتا
ہے کہتے ہین ایک قاعدہ اپنے دل سے مقرر کیا ہے کہ جو کچھ کہ پیغمبر خدا صلعم کے وقت مین نہین ہوا سب بدعت
ضلالت ہے اسپر صدہا مسائل کو خلاف ائمۂ دین حرام کہتے ہین غرض ایسے کامونکو شرک اور بدعت کہتے ہین
کہ کہین فقہا نے انکو حرام اور شرک اسطرح پر نہین لکھا بلکہ فعل پر حکم شرک بے عقیدہ کے مذہب خارجیون کا ہے
اگرچہ بعض مسائل کو بشرائط فقہا نے حرام اور مکروہ لکھا ہے اور بعض افعال کو بشرط اعتقاد عبادت شرک کہا ہے مگر
عموماً جیسے یہ نادان لوگ کہتے ہین کہین فقہ مین نہین پایا جاتا اور اگر حوالہ فقہ دیجئے تو کہتے ہین کہ فقہ خود
بدعت ہے مسائل قیاسی بے اصل ہین یہ انکارِ قیاس مذہب ظاہریہ ہے کہ اول موجد اسکا داؤد ابن علی

اصبہانی تھا کہ ایک رسالہ ردِّ قیاس مین لکھا تھا اور قرآن کو مخلوق کہتا تھا آخر ہر طرف سے نفرین اور سرزنش اسقدر ہوئی کہ نیشا پور سے نکالا گیا اور محمد بن یحییٰؒ اور اسحاق ابن راہویہؒ اور دیگر علمانے نکلوایا اور بغداد مین جب آیا امام احمد حنبلؒ نے اُسے اپنی مجلس مین نہ آنے دیا اور اُسکی ضلالت پر فتوے لکھے گئے سنہ دوسو ستر مین بحال خراب مر گیا۔ بعد اسکے ابن حزم ظاہری حکومت بنی عباس مین پیدا ہوا اور مجمع علما مین اُسکی کتابین جلائی گئین اور حکم ضلالت کا اِس عقیدہ پر لکھا گیا اور سنہ چارسو چھپن مین مرا اور اُسکے رد مین حافظ الحدیث قطب الدین حلبی اور عبد الحق ابن عبد اللہ انصاری نے رسالہ لکھا اور اُسکی غلطیان ظاہر کین اور گستاخی جو ائمہ کبار کی نسبت کی تھی اُسپر حکم ضلالت لکھا اور اُسکی ضلالت سے ایک یہ بھی تھا کہ مزامیر کو حلال بلکہ مستحب کہتا تھا اور اس باب مین اُسنے اور اُسکے شاگردون نے رسالے لکھے ہین بعد اُسکے سنہ سات سو پانچ مین ابن تیمیہ ظاہری پیدا ہوا کہ خدا کو مجسم کہتا تھا اور سفر زیارت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حرام اور تحقیر اور توہین بعض خلفائے راشدہ اور ائمہ مجتہدین طریقہ اُسکا تھا صراط مستقیم کتاب اُسکے اسباب مین موجود ہے آخر علمائے عصر شیخ ابو داؤد دستان اور شیخ کمال الدین اور تقی الدین سبکی نے اُسکے عقیدۂ باطل کو رد کیا اور اُسے گرفتار کر کے مدرسہ کاملیہ مصر مین لیگئے مجلس منعقد ہوئی اور تمام قاضی اور مفتی جمع ہوے اور اُسکو قائل کیا اور حکم سلطان تمام بلاد مین جاری ہوا کہ عقیدۂ ابن تیمیہ خلاف اجماع ہے جو کوئی اُسکی پیروی کریگا سزایاب ہوگا پھر تحقیر اولیاء اللہ اور توسل نبی الرحمۃ مین گفتگو ہوئی آخر اس مقدمہ مین قید ہوا کہ اہانت اولیا و مشائخ و علما کفر ہے اور توسل نبی الرحمۃ متفق علیہ علمائے امت ہے منکر اسکا گمراہ ہے چنانچہ زمانۂ دولت ناصریہ مین ابن تیمیہ نے توبہ کی اور رہائی پائی جب شام مین آیا تو پھر ایسی باتون سے قید خانۂ دمشق مین قید ہوا اور حکم عام بادشاہی جاری ہوا کہ جو کوئی ابن تیمیہ کے عقیدہ پر ہوا اُسکا خون اور مال حلال ہے اور ابن تیمیہ قطع نظر ظاہری ہونیکے خارجی بھی تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی جناب مین بے ادبی کرتا تھا غرضکہ ایام حکومت اسلام مین جسنے خلاف دین کوئی بات کہی سزایاب ہوا اسیطرح عبد الوہاب نجدی اگرچہ دعوی حنبلی مذہب کا رکھتا تھا مگر جب بقصد حصول حکومت بے ادبی جناب سیالتمآب اور اہل بیت رسول الثقلین اور دیگر صلحائے مومنین کی کرنی شروع کی اور گستاخی حرمین

بقتل سادات اور غارتگری کرنے لگا بادشاہ اسلام نے استیصال اُسکا مع اتباع اُسکے کیا اور یہان
ہندوستان مین بسبب نہونے حکومت اسلام کے کوئی مانع نہین ہر ناخواندہ اپنی فروغ معاش
اور حصولِ جاہ کے لئے عقیدۂ باطلۂ نجد مین سابقین تھے برخلاف اہلِ سنت جو چاہتا ہے کہتا ہے
اور عقائدِ عوام الناس کے خراب کرتا ہے لہذا بیان معنی شرک و بدعت مع چند مسائل متعلقہ اُسکے
جیسے علماءِ حرمین نے تحقیق کی ہے سن بارہ سو ترانوے مین اردو زبان مین واسطے ہدایت عوام
کے لکھے ہین اگر کوئی مُصِر اپنے ابتداع پر نہو اور بچشم انصاف اور طلب حق کے مطالعہ کرے تو شاید
راہ یاب ہو وما علینا الا البلاغ المبین - واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم

صحیح بخاری مین عبداللہ بن عمر رض سے مروی ہے دربارۂ نجد کے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
ھناك الزلزال والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان مصداق اس حدیث کا کہتے ہین کہ
عبدالوہاب نجدی ہے جو سلطنت ترکی میں بدنظمی واقع ہونے سے موقع پاکر دن جمعہ کے سنہ
بارہ سو اٹھارہ ہجری (١٢١٨) مین ایک مجمع عام کیا اور سردارون کو جمع کرکے یہ بات کہی کہ شرع میں
ہونا خلیفہ کا واجب ہے واسطے اقامتِ جمعہ اور عیدین اور حدود اور قصاص اور داد رسی مظلومان
کے اور سلطان روم فقط برائے نام ہے اُسکا نام خطبہ مین جھوٹ پڑھنا حرام ہے کسیکو
اپنے اوپر حاکم کرو اور اُسکی اطاعت کرو - سبنے اُسی کو پسند کرکے حاکم کیا اور اُسیکا نام خطبہ
مین بمقام نجد وغیرہ پڑھا گیا اور اطراف وجوانب نجد مین اُسی کی طرف سے قاضی اور نائب
اور عامل مقرر ہوے اور وہ خود اختراعِ دینِ جدید مین مصروف ہوا بعض مسائل مذہب
معتزلہ اور خوارج اور ظاہریہ اور بعض اپنی طبیعت سے نکالکر اپنی رائے کے موافق اُنکو مدلل بآیات
واحادیث کیا اور ایک کتاب بنائی بعدہ اُسکے بیٹے محمد نام نے اُسمین ایک مقدمہ اور ملایا
اور اُسکو مفصل آراستہ کرکے اُسکا نام کتاب التوحید رکھا اور اسمین دو باب کئے ایک رد شرک
اور دوسرا ردِ بدعت مین اور خلاصہ اُسکا یہ کہ جو کام متعلق بہ تعظیم وتکریم انبیا اور اولیا تھے یا
برکت حاصل کرنیکے آثار متبرکہ اُنکے سے سب پر حکم شرک اور بدعت جاری کیا گویا فصل
مقوم اس مذہب کی اہانت اور تحقیر انبیاء اور اولیا ہے اور روضۂ اقدس رسول اللہ صلعم کا
نام صنم اکبر رکھا اور یہ ساری تدبیر اسلئے تھی کہ لوگون کے دلون مین سے عظمت رسول الثقلین

اور اہلِ بیت کرام اور تعظیمِ حرمین جاتی رہے اور آمادۂ غارتگری اور قتلِ اہلِ حرمین پر بصورت جہاد
ہو جائین پھر وہ کتاب سب نائبون پاس واسطے دعوت عوام الناس کے بھیجی گئی جب
سب نے باغوائے شیطان قبول کیا کہ حرمین قابلِ جہاد ہے ساتھ قتل اور غارتگری کے
حرمین مین ثواب جہاد حاصل کرنا چاہیئے۔ تب ایک شخص سعود نام سنہ بارہ سو اکیس مین
بنام نہاد زیارتِ کعبہ آخر زمانۂ سلیم ثالث مین روانہ ہوا ہر چند لوگون نے شریف سے واسطے
جمعیت لشکر کے کہا مگر شریف نے یہی کہا کہ وہ مشہور قامع شرک و بدعت ہے ہتک حرم اور
غارتگری کیونکر کریگا اسی گفتگو مین وہ قرن المنازل تک آیا اور کعبہ کو چھوڑ کر طائف گیا اور
سب کو بہ بہانۂ ملاقات کے بلا کر قتل کیا اور خوب غارتگری کی اور وہان سے مراجعت طرف
مکہ معظمہ سیف زنان اور غارت کنان کر کے جو حق غارتگری اور قتل کا تھا خاص بیت اللہ
مین کیا اور تمام شریف اور سادات کو قتل کیا جو بھاگ گئے وہ بچ رہے غرضکہ کوئی گھر مکۂ
معظمہ مین قتل اور غارتگری سے خالی نرہا اور بعض مساجد اور مقابر متبرکہ اور آثار صحابہ اور اہلِ بیت
مثلِ مسجد امام ابن مالک وغیرہ تمام منہدم کر کے ارادۂ قتل و نہیب اہالیانِ مدینہ کیا اور
قصد ڈھانے روضۂ مقدسۂ نبویہ کا مصمم رکھتے تھے اسلئے کہ اُسکو صنمِ اکبر کہتے تھے مگر سنا ہے
کہ جب لوگ اس ارادۂ ناپاک سے وہان پہونچے اور دروازہ کھولا فوراً ایک اژدہائے عظیم نکلا
کہ اُسکی گرمیِ سانس سے سب لوگ مر گئے اور کہتے ہین کہ لاشین بھی متعفن ہو گئی تھین کہ
نوبت غسل اور کفن اور دفن کی نہ پہونچی بہزار دقت شہر کے باہر کھینچکر پھینک دیا غرض بعد
طے مراتب جور و ستم ایک سردار کو وہان مع فوج چھوڑ کر معاودت مکہ معظمہ مین کی اور تمام اطراف
ملحقۂ حجاز اور نجد مین نہیب اور قتل شروع کیا اور کچھ شہرون عراق مین بھی دست درازی کی
اور کربلائے معلّٰی کو بھی خوب لوٹا اور قتل کیا اور جدّہ پر بسبب جمعیت فوج اور توپون کے حملہ آور نہ
ہوئے تھے کہ سلطان محمود خان سنہ ایکہزار دو سو تیئیس مین تخت نشین ہوا اور انتظام
سلطنت بخوبی اور قرار واقعی کیا اور قلع و قمع نجدیونکا بالکل کیا اور تمام اسباب غارت کردہ اُنسے
چھین کر حرمین مین اپنی اپنی جگہ پہونچایا اور دیگر اموال تجارت مدعیانِ رعایا کو سپرد کیا اور باقی
مال جو جہاد نجدیون سے ہاتھ آیا تھا نقد و جنس سے سب اہالیانِ حرمین مین تقسیم کیا اور واسطے انتظام مساجد

اور آثار متبرکہ کے کہ نجدیون نے منہدم کئے تھے حکم دیا اور کچھ شیعۂ زیدیہ نے کہ مذہب وہابیہ بنادر یمن
مین اختیار کیا تھا اور غارتگری اموال مسلمانان اُس طرف کے کرتے تھے بنام ابراہیم پاشا حکم واسطے استیصال
اُنکے بھیجا کہ بعد وفات سلطان محمود خان عبد المجید خان اُنکے بیٹے نے بتاکید تمام حجاز اور یمن اور شام
سے استیصال ان نجدیونکا کیا کہ سب مطیع حکم اسلام ہوئے اور اس مذہب جدید سے توبہ کی اور کچھ لوگ
مفرور اطراف ہند مین آئے اور کچھ پوشیدہ وہین رہے مثل شیعون کے تقیہ کیا اور علمائے مکہ نے رد اس
کتاب التوحید شیخ عبد الوہاب نجدی حنبلی کا لکھا کہ مشہور بہدایہ او لمعہ مکیہ ہے اور کہتے ہین کہ جب
وہابیون نے بعد تسلط مکہ معظمہ پر جب جمع کیا اُن لوگون کو جنہون نے مہر اُنکے کفر پر کی تھی تو مقتدا
اور شیخ مکہ حضرت عمر عبد الرسول سے سعود نے کہا کہ تمنے ہمارے کفر پر کس سبب سے حکم کیا اُنہون نے
کہا کہ تم اپنی کتاب لاؤ مین نشان دون سعود نے کتاب پیش کی اُسمین لکھا تھا کہ جو کوئی اموات
کو نبی ہو یا ولی غیر وقت زیارت قبر کے پکارے شرک ہے شیخ العلماء مکہ نے فرمایا کہ یہ عجب شرک ہے
کہ ہر نماز مین موجود السلام علیک ایہا النبی اگر یہ عقیدہ مُسلّم ہو تو سب صحابہ اور تابعین اور ائمہ
مجتہدین اور جمیع افراد امت شرک سے نجات نہین پاتے ہین اور دلائل قاطعہ سے قائل کیا اور
سعود غصہ مین آیا اور شیخ العلماء نے پناہ نجد امانگی اس عرصہ مین خبر آمد لشکر ابراہیم پاشا بندر جدہ مین
مشہور ہوئی کہ وہ راہی بندر جدہ ہوا اور شیخ محفوظ رہے۔ اب جاننا چاہئے کہ وہابیہ ہندوستان
کے اُنسے بڑھکر ہین کہ وہ پکارنیکو غیر وقت زیارت قبر شرک کہتے تھے یہ لوگ قبر پر بھی پکارنے
کو شرک کہتے ہین اور جب نجدیون کو قتل اور لوٹ حرمین کی کہ وہان اموال کثیرہ تھے منظور نظر
تھی اور اُسکے لئے کوئی تدبیر سوائے اِسکے نہ تھی کہ بزرگی اور عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور اہل بیت اور صلحا کی لوگون کے دلون سے کم ہو اور بزرگی آثار متبرکہ انبیا اور صلحا اور توقیر حرمین
قلوب عوام مین سے نابود ہو جب آمادۂ قتل اور نہب حرمین ہون اسلئے بہ بہانہ کفر و شرک
ایسی باتین کہنی شروع کین کہ جنسے محبت اور عظمت اُنکی کم ہو اور لوگ واسطے اجتناب کے شرک
سے اُن باتون سے پرہیز کرین اور اُنکو اپنی عقل سے مُدلّل کیا آیات اور احادیث کے ساتھ برخلاف
علمائے اہل سنت کے تاکہ جلد لوگ دام تزویر مین گرفتار ہون اور عوام الناس کو
اپنے ساتھ اِس فریب سے متفق کیا اور تعظیم و محبت انبیا اور صلحا اور اہل بیت

رسول اللہ صلعم کو کہ اصل ایمان اور واجبات سے تھی استیصال کرنا شروع کیا اسلئے کہ محبت آلِ نبی
دلیل محبت الٰہی ہے اور محبت الٰہی فرض ہے جیسے حق تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ
حُبًّا لِّلّٰهِ ط یعنی جو لوگ مسلمان ہین وہ سب پر غالب رکھتے ہین محبت خداکو اور قُلْ اِنْ كَانَ
اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِیْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ﹰ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ
تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الخ اور
فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ بندہ جبتک خدا اور رسول کو سب چیزون سے زیادہ دوست نرکھے تب
تک اُسکا ایمان درست نہین ہے اور پوچھا صحابہ رض نے رسول خدا صلعم سے کہ ایمان کیا چیز
ہے فرمایا بندہ خدا اور رسول کو سب چیزون سے زیادہ دوست رکھے اور فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے
کہ جب تک بندہ خدا اور رسول کو اہل اور عیال اور زر و مال اور تمام خلق سے زیادہ دوست نہ
رکھے تب تک ایماندار نہین اور ایک اعرابی نے پوچھا رسول خدا صلعم سے کہ قیامت کب ہوگی
آپنے فرمایا کہ اُسدن کے لئے تو نے کیا رکھا ہے اُسنے عرض کیا کہ نماز اور روزہ تو مین بہت رکھتا
نہین ہون لیکن خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہون فرمایا کہ قیامت کو تو اُسکے ساتھ ہوگا جسے
دوست رکھتا ہے اور یہ دعا ماثور ہے پیغمبر خدا صلعم سے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ
اَحَبَّكَ وَحُبَّ مَا یُقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّكَ وَاجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ غور کرنا
چاہیئے کہ رسول مقبول صلعم طلب کرتے تھے محبت دوستان خدا کی اور محبت اُس چیز کی کہ خدا
سے ملاوے اور یہ لوگ متنفر کرتے ہین لوگون کو محبت انبیاء اور صلحا سے اور ظاہر کرتے ہین اُسمین
کفر اور بدعت ضلالت احق اور جھوٹ جیساکہ آگے بیان ہوگا اور ایسے ہی وارد ہین حدیثین
صحیح محبت اور عظمت اہل بیت مین - اول قرآن شریف مین ہے قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا
اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی کہ محبت رشتہ داران رسول مقبول مین مقصود ہے اور بخاری اور مسلم مین
ہے کہ جناب امام حسن رضی اللہ عنہ تھے کندھے پر رسول خدا صلعم کے اور آپ کہتے تھے اللّٰهُمَّ
اِنِّیْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهٗ یعنی مین دوست رکھتا ہون اسکو یا الٰہی تو بھی دوست رکھ
اسکو اور دوست رکھ اسکو جو اس سے دوستی رکھے پس جب ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقبول ہے تو دوستان
جناب امام حسن رض محبوب خدا ہین - اور فرمایا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے احبوا اللہ لما

بعد وکم من نعمة فاحبونی لحب الله واحبوا اهل بیتی لحبی یعنی اول دوست رکھو خدا
کو بسبب نعمت کے اور دوست رکھو مجھکو بسبب محبت خدا کے اور دوست رکھو اہل بیت میرے
کو بسبب محبت میری کے اور فرمایا کہ من احبنی کان معی فی الجنة جو مجھے دوست رکھے ہوگا
میرے ساتھ جنت مین پس محبت انکی مدار صحتِ ایمان ہے اور باعثِ دخولِ جنت اور اہانت
انکی باعثِ کفر جیسا کہ حدیث مین ہے من اهاننی فقد اهان الله ومن اهان الله فقد
کفر یعنی جسنے میری اہانت کی خدا کی اہانت کی اور جسنے خدا کی اہانت کی بیشک کافر ہوا اور یہ
شعار اور وعظ ان وہابیون کا ہے کہ کبھی آیات اور احادیث فضائلِ اہلِ بیت اور جناب
رسالت مآب صلعم کے نہین کہتے اگر بیان کرینگے تو بعض آیتین پڑھکر بیان ایسا کچھ کرین گے
جس سے محبت اور عظمت رسول اللہ صلعم اور اہل بیت اور صلحا کی عوام کے دلون مین سے جاتی
رہے مثلاً کہتے ہین قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى اِلَيَّ اور قُلْ لَّوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ
مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ اور قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ
الله اور حدیث لا ادری وانا رسول الله ما یفعل بی ولا بکم اور حدیث یا بنی کعب انقذوا
انفسکم من النار لا املک لکم من الله شیئا ویا فاطمة انقذی نفسک من النار
سلینی ما شئتِ من مالی لا اغنی عنکِ من الله شیئا اور مثل اسکے پڑھکر کہتے ہین کہ وہ نہ
کیسکے کچھ کام قیامت کو آوینگے نہ یہان مالکِ نفع اور ضرر ہین اور نہ انکو کچھ حال غیب معلوم ہے
ایک بشر تھے مانند ہمارے ہمکو انکی تعظیم برابر بڑے بھائی کے کافی ہے مانند ہرکارون اور ڈھنڈورچیون
کے احکامِ الٰہی جو ہمکو پہونچا دیئے انپر عمل کرنا چاہیئے انکی محبت اور تعظیم کچھ ضرور نہین - اور یہ بیان
انکا سراسر گمراہی ہے اسلیئے کہ اس قسم کا کلام آپکا خواہ تعلیمِ خدا تعالیٰ ہو یا از خود ایسا ہے جیسے کوئی
وزیر کمال معتمد اور مقبول القول اور مشیر بادشاہ کا کہے کہ مجھے کچھ اختیار سلطنت مین نہین نہ مالک
ہون بادشاہ کو اختیار ہے جو چاہے حکم کرے اس کہنے سے کوئی یہ نہین سمجھتا کہ اسکو احکام وزارت
مین جو متعلق سلطنت ہین کچھ دخل نہین یا اسکے کہنے کو دربار شاہی مین کچھ اثر نہین اس سے ملاقات
ترک کرنی اور رجوع معاملات مین چھوڑنی چاہیئے بلکہ اس کہنے کو کمال علو حوصلہ اور اطاعت اس
وزیر پر حمل کر کے ویسی ہی تعظیم اور توقیر اسکی کرتے ہین اور اپنے کامون مین اسی کی طرف رجوع

رکھتے ہین اِسی جہت سے صحابۂ کرام رض نے بعد نزول اِن آیات اور فرمانے اِن احادیث کے محبت اور تعظیم رسالت مین کمی نہین کی - اور اہانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتفاق علما کفر ہے خواہ صریحاً ہو یا ضمناً اور التزاماً یا اشارۃً اور کنایۃً اور یہ مضمون اِن آیات اور احادیث سے سمجھنا غلط فہمی اُنکی ہے علم غیب کا پیغمبر خدا صلعم کو قرآن اور حدیث سے ثابت ہے - قرآن مین ہے کہ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی نہین مطلع ہوتا اوپر غیب خدا کے کوئی مگر رسول کہ راضی ہوا اُسپر اللہ سے آگے بیان اس آیت کا آویگا اور تفسیر عزیزی مین مفصل لکھا ہے اور حدیث علمت علم الاولین والاخرین یعنی دیا گیا مین علم اگلے پچھلون کا وان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقها و مغاربها یعنی بیشک خدا نے واسطے میرے زمین پس دیکھی مین نے تمام مشارق اور مغارب اُسکی گواہ صادق موجود اور کام آنا پیغمبر خدا صلعم کا قیامت مین احادیث صحیحہ سے بخوبی ثابت ہے واسطے ذوی القربیٰ کے کیا بلکہ واسطے تمامی امت اور جمیع بنی آدم کے جیسے صحیح مسلم مین ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انا اول شافع واول مشفع وآدم ومن دونہ تحت لوائی اور فرمایا ہے اول من اشفع من امتی اهل بیتی ثم بنو هاشم ثم الاقرب فالاقرب اور مالک ہونیکا حال یہ ہے کہ بخاری اور مسلم مین یہ حدیث موجود ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے اوتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی اور دوسری روایت مین ہے کہ اعطیت الکنزین الاحمر والابیض اور معنی ان حدیثون اور آیتون کے آگے بیان ہونگے کہ یہ فرمانا کمال علو حوصلہ ہے آپکا اور بیان ہے عظمت مرتبہ احکم الحاکمین کا اور جو کچھ یہ وہابیہ کہتے ہین مراد نہین ہے یہ فہم اُنکا غلط ہے بقول سعدی ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد + عیب نماید ہنرش در نظر +

مگر جب اصل مقوم اس مذہب کے اور مذاہب سے توہین اور تحقیر انبیا اور صلحا ہے لہذا اُنکو کوئی بات سوائے اہانت کے جو اصل بے ایمانی اور ضلالت کی ہے نہین سوجھتی ہے پس جب ثابت ہوا کہ محبت انبیا اور اہل بیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور جمیع صلحا جزو ایمان کی ہے اور سبب داخل ہونے جنت کا اور باعث حشر کا ہے ساتھ ان لوگون کے کہ صحیحین مین موجود ہے المرء مع من احب یعنی حشر آدمی کا جسکو دوست رکھے اُسکے ساتھ ہوگا اسی سبب سے لحاظ رکھتے تھے محبت آنحضرت صلعم کا صحابۂ کرام جیسا کہ ترمذی مین ہے کہ حضرت عمر رض نے مقرر کئے واسطے اُسامہ کے تین ہزار پانسو درہم اور واسطے عبداللہ ابن عمر کے تین ہزار

پس کہا عبداللہ نے اپنے باپ سے کیون فضیلت دی آپنے اُسامہ کو مجھ پر قسم خدا کی نہین سبقت کی
اُسامہ نے مجھ پر کسی مشہد مین پس فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان زیدا کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من ابیک وکان اسامۃ احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منک فاثرت
حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی حبی + اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دوستان خدا و
رسول سے سلوک ہونا اپنی اولاد سے زیادہ سنت خلفائے راشدین ہے اور اموات سے بجز ایصال ثواب
اور کوئی صورت سلوک نہین منع کرنا اسکا قطع محبت خدا و رسول کرنا ہے اور دیکھنے سے معلوم
ہوتا ہے کہ اصحاب کبار کو کسقدر محبت اور کس مرتبہ مین تعظیم و تکریم رسول مقبول مدنظر تھی کہ
باوجود نثار کرنے جان اور مال اور زن و فرزند کے اور چھوڑنے گھر بار کے آپکے پیچھے کسقدر مؤدب
حضور رسول اللہ صلعم مین بیٹھتے تھے کہ کانما علی رؤسنا الطیر کتب حدیث مین موجود ہے اور
بمقتضائے کمال ادب اور تعظیم کے ہر وقت چہرۂ مبارک کو دیکھتے رہتے تھے کہ کسی بات سے کسی
طرح پر خاطر اقدس مین ملال نہ آئے اور مبادا کسی حرکت سے حکم آیۃ والذین یؤذون رسول
اللہ لھم عذاب الیم مین نہ داخل ہو جائین ۔ چنانچہ حدیث مین ہے کہ حضرت عمر رض ایکدن توریت
آنحضرت صلعم پاس لائے اور پڑھنے لگے اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے
آثار غضب ظاہر ہوئے تو حضرت صدیق اکبر رض نے حضرت عمر سے کہا ثکلتک الثواکل اما تری
الی وجہ رسول اللہ صلعم اور عمر رض نے چہرہ مبارک غضبناک دیکھ کر کہا اعوذ باللہ من غضب
اللہ وغضب رسولہ امنت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلعم رسولا ۔ اور فرمایا آنحضرت
صلعم نے کہ اگر تم پاتے موسیٰ کو تو چھوڑ دیتے مجھ کو اور گمراہ ہو جاتے ولو کان موسیٰ حیا ما وسعہ
الا اتباعی پس وہ لوگ بڑے جاہل اور نادان ہین کہ کلمات متضمن اہانت نسبت ایسے جناب کے
منہ سے نکالتے ہین اور محبت اور عظمت ایسے رسول مقبول اور اُنکے دوستارون کی لوگون کے دلون
مین سے گھٹاتے ہین کہ کوئی نادان نسبت بڑے بھائی کی کہتا ہے اور کوئی مثل ڈھنڈورچیون
اور ہرکارون کے پیغام رسان زبان پر لاتا ہے آیا نہین پڑھتے آیۃ یا ایہا الذین امنوا لا
تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللکفرین عذاب الیم یعنی اے مسلمانو
مت کہو راعنا اور کہو انظرنا اور سنتے رہو اور کافرون کو عذاب دردناک ہے ۔ غور کرین اگر کلمۂ کفر

راعنا کی جگہ راعینا زبان دبا کر کہتے تھے مگر بیان واقعی تھا کچھ غلط نہ تھا اور مسلمان فقط راعنا کہتے
تھے اور جو غرض کافرون کی تھی وہ بھی مسلمانون کے دل مین نہ تھی پھر وجہ ممانعت بجز اسکے کہ ایک
شبہ اہانت کا قول کافرون سے کہ راعنا سے راعینا مراد رکھتے تھے پیدا ہوتا تھا مسلمانون کو ممانعت
ہوئی کہ تم راعنا نہ کہو پس جب حق تعالی نے کلمۂ شبہ اہانت سے بھی مسلمانون کو اپنے نبی کی نسبت
منع فرمایا اور کافرون کو عذاب سخت کے ساتھ تہدید کی باوجودیکہ وہ کلمہ بیان واقعی تھا پھر انکو ایسے
کلمات کہنے باوجود دعوی ایمان کیونکر زیبا ہین اگر غور کرین تو در پردہ مخالفت حکم خدا اور اہانت الہی
کرتے ہین کہ ضرب الغلام اہانۃ المولی مشہور ہے کیا نہین پڑھتے آیہ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ
الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ کہ کیسی باتین واقعی کہنے والون کا گلہ فرمایا اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا
لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا چاہیے ہر مسلمان کو کہ اہانت صریح اور ضمناً اور اشارۃً اور التزاماً وغیرہ
سب سے پرہیز کرے کہ اہانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی طرح پر ہو کفر لازم آتا ہے چنانچہ بعض
آیات مین توبیخ واقع ہے بے ادبی کرنے والون پر جیسے کہ تفسیر عزیزی مین ہے کہ آدمی شرافت اور
مال وجاہ پر مغرور نہو راہ ورسم مقربان الہی سے درست رکھے کہ آنحضرت صلعم نے بموجب حکم
وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ کے کوہ صفا پر چڑھ کر سب کو نام بنام بلایا اور عذاب خدا سے
ڈرایا تو ابولہب نے کہا تباً لک اسکے جواب مین سورہ تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی اور جب کفار مکہ
نے بعد وفات حضرت طیب اور طاہر صاحبزادون کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر کہا اسکے جواب
مین فرمایا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ اور جب ابوجہل نے بے ادبی کی اور کہا کہ محمد صلعم جسوقت
سجدہ کرینگے تو انکی گردن پر پاؤن رکھونگا اور گردن کاٹونگا اور نماز سے مانع آیا اسکے واسطے حق تعالی
نے فرمایا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ط اور جنگ بدر مین عبد اللہ
ابن مسعود رض اسکا سر کاٹ کر بال پیشانی کے پکڑ کر کھینچتے ہوئے لائے اور کان چھید کر ایک رسی
باندھکر مقتل سے کھینچتے ہوئے ایک کنوئے ناپاک مین ڈالا اور جب کہا اس جاہل نے کہ میری مجلس
کے حاضر باش آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کو کافی ہین تو فرمایا کہ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ
اور اسیطرح سورۂ نون کی تفسیر مین لکھا ہے کہ جب ولید ابن مغیرہ نے ایک طعن کیا کہ رسول مقبول
صلعم کو مجنون کہا حق تعالی نے اسکو دس طعنون سے یاد فرمایا حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيْمٍ

تمناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذلک زنیم اور پھر فرمایا سنسمه علی الخرطوم اور جنگ
بدر مین یہ فرمانا متحقق ہوا کہ اُسکی ناک پر زخم شمشیر آیا اور اچھا نہوا اُسی زخم سے مکہ مین مرا پس جب
حق تعالی نے براہ عدل موذیان رسول اللہ صلعم کو ایک بدی کے بدلے دس مین پکڑا لہذا جو
لوگ کہ محبت رسول اللہ صلعم اور خدمت آنحضرت مین مصروف رہتے ہین ایک نیکی کا دس
گنا انعام ملیگا اسی سبب سے حدیث شریف مین آیا ہے من صلّی علیّ واحدۃ صلی اللہ علیہ
عشرا اور اس خاکپاے امت رسول ثقلین کو یون القا ہوتا ہے کہ ہر بدی کا بدلہ برابر اور ہر نیکی
کا دس حصہ زیادہ ہے کہ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلها - ومن جاء بالحسنۃ فله عشر
امثالها فرمایا ہے مگر طعن اور تحقیر انبیا اور صلحا کے باب مین ہر بدی کا بدلہ دس گنا ہے اسلئے کہ
غیرت الہی مقتضی اسکو نہین ہے کہ کوئی اُسکے رسولون اور دوستون سے بطعن اور اہانت پیش آئے
کہ اہانت رسولون اور دوستون خدا کی اہانت الہی ہے کہ کافر کردیتی ہے اور اس قسم کی اور بھی
آیتین ہینگی کہ جسنے اہانت اور تحقیر کا کلمہ مونہہ سے نکالا سزایاب ہوا اور اسی جگہ سے فقہا نے
لکھا ہے کہ استہزاء اور استخفاف بانبیاء علیہم السلام کفر ہے - مرتد اور واجب القتل ہے جو یہ حرکت
کرے جیسا کہ عینی شرح کنز اور درر غرر مین ہے من سبّ النبیّ صلعم یکفر فیقتل حدًّا
ولا یقبل توبته اصلا اور تاتارخانیہ مین ہے من عاب نبیًّا بشیء او لم یرض بسنة نبی من
المرسلین فقد کفر فمن قال لرجل احلق راسك وقلّم اظفارك فان هذا سنة رسول
الله صلی الله علیه وسلم فقال ذلك الرجل لا افعل وان کان سنة فقد کفر اور ایسا
ہی درمختار مین ہے کہ یقتل ولا یقبل توبته ومن شك فی کفره فقد کفر وکذلك الاستهزاء
والاستخفاف به علیه السلام اور ایسا ہی تحفة الاخیار اور غرة الانظار اور منهج الغفار اور اساس الدین
مین ہے اور شفا مین لکھا ہے کہ من سبّ النبی صلعم او عابه او الحق به نقصا فی نفسه او نسبه
او دینه او خصلته او عرضه او تشبه لشیء علی طریق الازدراء علیه او التصغیر بشانه
فهو ساب والحکم فیه القتل اور چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین ہے قد اجتمعت الامة علی ان
استخفاف نبی من الانبیاء کفر سواء فعله فاعل ذلك استحلالا ام فعله معتقد الحرمة
ولیس بین العلماء خلاف فیه اور نوادر الفتاوی مین ہے ہر کہ پیغامبرے را بعیب ونقص

یاد کند اگرچہ اندک بود کافر شود لان تعظیمہما اصل کبیر من الاصول فی الدین اور حلبی میں
لکھا ہے من عاب علیہ السلام بشیٔ مما جری للہ علیہ من البلاء والمحنة واستحقرہ
علیہ السلام ببعض العوارض البشریة الجائز والمعہودة لدیہ فہو ساب لہ حکم القتل
ولا توبة لہ وھذا کلہ اجماع من العلماء من لدن الصحابة ھلم جرا قال ذلک مالک و
اللیث واحمد واسحاق وھو مذھب الشافعی ومقتضی قول ابی بکر وبمثلہ قال ابو حنیفة
والثوری والاوزاعی اور کہا امام ابو یوسف نے کہ اگر بولا کوئی کہ نبی صلعم دوست رکھتے تھے کدو کو
اور دوسرا بولا کہ میں دوست نہیں رکھتا پس یہ کفر ہے ومن قذف ام النبی صلعم یقتل ولا
توبة لہ اور اسی حلبی میں ہے من قال ھزم النبی صلعم فی بعض غزواتہ یستتاب فان تاب
فبہا والا قتل لانہ انتقص شانہ اور اشباہ النظائر میں ہے لا تصح ردة السکران الا الردة
بسب النبی صلعم فانہ یقتل ولا یعفی عنہ ۔ اور اب لوگ بجز اس بات کے کہ جسمیں اہانت
نکلے اور محبت زائل ہو تحریف معانی آیات قرآن وحدیث کچھ نہیں بیان کرتے ہیں لہذا چند آیات
کلام مجید اور بعض احادیث صحیحہ کہ جنسے عظمت انبیا اور صلحا اور اہل بیت سب پر ظاہر ہو اور دلون
میں عوام کے محبت پیدا ہو لکھی جاتی ہیں اگرچہ آپکی مدح وثنا اس مرتبہ نہیں کہ کوئی بشر ادا کر سکے
یا کسی قلم سے تحریر ہو سکے اسلئے کہ تمام قرآن میں آپکے صفات حمیدہ جابجا مذکور ہیں اور جسکا خدا تعالی
مداح ہو دوسرے کا کیا رتبہ کہ اُسکی ثنا لکھ سکے مگر واسطے آگاہی عوام الناس کے ذریعہ سعادت اور
نجات کا سمجھ کر کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں ۔ اول تو حق تعالی نے اپنی محبت اور اطاعت
کو منحصر کیا ہے جناب رسالت مآب صلعم کی محبت اور اطاعت میں یہ کتنی بڑی عظمت ہے ۔
قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ اور لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ
اب دیکھیں کہ یہ مرتبہ ہرکارہ اور ڈھنڈورے کا ہوتا ہے سلطنت میں یا یہ مرتبہ کمال دوست اور
معتمد کا مثل وزیر اور ولیعہد کے ۔ اور فرمایا ہے فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا
شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا یعنی قسم ہے
تیرے رب کی نہ مسلمان ہونگے جب تک نہ حاکم کریں تجھکو اپنے جھگڑون میں اور پھر نہ پائیں کچھ
حرج اپنے دل میں تیرے فیصلہ سے اور قبول کریں اُسکو بخوشدلی ۔ اور در باب تعظیم اور تکریم کے

فرمایا ہے وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ یعنی کہتے ہین کافر کہ اے خدا اگر یہ دین سچ ہے تو ہمپر پتھر برسا آسمان سے یا عذاب کر دردناک اور نہین ہے اللہ کہ عذاب کرے اُنپر اور تو اُنمین موجود ہو اب دیکھین کہ کسقدر حق تعالی کو پاس خاطر اور تکریم اپنے رسول کی منظور ہے کہ اُنکے سبب کافرون پر عذاب نہین آتا۔ یہ مرتبہ نزدیک بادشاہون کے بڑے معتمدین اور عزت والونکا بھی نہین ہوتا ہے کہ اُنکے پاس سے یا اُنکے گھر سے کسی دشمن یا مجرم کو گرفتار عذاب کرین بسبب اُنکی عزت کے ہرکارون اور ڈھنڈوریونکا کیا رتبہ ہے اور فرمایا ہے يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اے ایمان والو نہ آگے بڑھو خدا اور رسول خدا صلعم سے چلنے مین اور مجلس مین اور ڈرو خدا سے تحقیق اللہ سنتا دیکھتا ہے۔ اور يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اے ایمان والو نہ بلند کرو آواز اپنی اواز رسول اللہ صلعم پر اور نہ پکارو مانند پکارنے ایک دوسرے کے آپسمین مبادا نابود ہوجاوین عمل تمہارے بسبب بے ادبی کے اور تم بے خبر رہو اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ

یعنی جو لوگ پست کرتے ہین آوازین اپنی نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ لوگ ہین کہ آزمالیا اللہ نے اُنکے دلون کو واسطے پرہیزگاری کے اور اُنکے لئے مغفرت ہے اور نیک ثواب پس جو لوگ کہ واسطے تعظیم رسالت اور آداب کے پیغمبر خدا صلعم کے سامنے پست آواز سے بولتے تھے اُنکے لئے وعدہ مغفرت اور عطائے اجر عظیم کا فرمایا۔ اور یہ تعظیم واجب ہے حیًّا و میتًا فی البخاری ان عمر رض قال لرجلین من اهل الطائف لو کنتما من اهل البلد لاوجعتکما ضربا ترفعان اصواتکما فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وعن ابی بکر الصدیق رض قال لا ینبغی رفع الصوت علی نبی حیا و لا میتا۔ وروی عن عائشة رض انها کانت تسمع صوت الوتد یوتد والمسمار یضرب فی بعض الدور المطیفه بمسجد النبی صلعم فترسل الیهم لا تؤذوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما عمل علی رض مصراعی بابه الا بالمناصع توقیا لذلك وتادبا معه ولما ناظر ابو جعفر بالکافی

مسجد النبی صلعم فقال لہ یا امیر المومنین لا ترفع صوتک فی ھذا المسجد فان اللہ تعالی
ادب قوما لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی وان حرمتہ میتا کحرمتہ حیا فاستکان
لہ ابوجعفر وقال یا ابا عبد اللہ استقبل القبلۃ وادعوا ام استقبل رسول اللہ صلعم فقال
لم تصرف وجھک عنہ وھو وسیلتک ووسیلۃ ابیک الی یوم القیمۃ بل استقبلہ و
استشفع بہ فیشفعک اللہ قال اللہ تعالی ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک الخ- لہذا
یہان سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ مراتب تعظیم اور آداب رسالت کا لحاظ رکھین اس وعدہ مین داخل
ہین برخلاف اُنکے جو بے ادبانہ پیغمبر خدا صلعم کے روبرو بولتے ہین کہ اُنکے عمل نیک بھی حبط ہو جاتے
ہین اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا
حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ یعنی جو لوگ کہ پکارتے ہین تجھ کو حجرون مین سے وہ اکثر بیوقوف
ہین اگر صبر کرتے یہان تک کہ نکلتا تو اُنکی طرف از خود بہتر ہوتا واسطے اُنکے یہ تعلیم ادب ہے خدا کی
طرف سے کہ کوئی حاکم وقت اور بادشاہ کو محل سے اپنی غرض کے واسطے نہین پکارتا ہے جب تک
وہ از خود دربار مین نہ آوے ایسی ہی تعظیم رسالت چاہئے اور فرماتے ہین وَقَالُوْا مَالِ ھٰذَا الرَّسُوْلِ
یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ - لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَلَکٌ فَیَکُوْنَ مَعَهٗ نَذِیْرًا اَوْ
یُلْقٰٓی اِلَیْهِ کَنْزٌ اَوْ تَکُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یَّاْکُلُ مِنْهَا ط وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا
مَّسْحُوْرًا ه اُنْظُرْ کَیْفَ ضَرَبُوْا لَکَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا اور کہا کافرون
نے کہ کیا حال ہے اس رسول کا کہ کھانا کھاتا ہے اور بازار مین پھرتا ہے - اسکے ساتھ فرشتے اور خزانہ
کیون نہین ہے اور باغات کیون نہین ہین کہ اُنمین سے کھاتا اور کہا ظالمون نے کہ تم پیروی نہین کرتے
مگر ایک آدمی کی جادو کئے ہوئے کی- پس دیکھ کہ کیسی مثالین تجھ پر بیان کرتے ہین پھر گمراہ ہوئے اور نہ پائین
راستہ- پس کھانا اور بازار مین چلنا اور باغات وغیرہ نہونا یہ بیان واقعی تھا کافرون کا مگر جب
متضمن اہانت اور بے ادبی تھا اسلئے توبیخ نازل ہوئی پس ایسا کلام کہ جس سے اہانت نبی پائی جاے
ضمنا یا التزاما عمدا ہو خواہ سہوا غیر واقعی ہو یا واقعی مستلزم ہے کفر کو یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا
نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىکُمْ صَدَقَةً ط ذٰلِکَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَاَطْهَرُ ط فَاِنْ
لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ه یعنی اے مسلمانون جب سرگوشی کرو پیغمبر خدا صلعم سے تو صدقہ

دو پہلے اُس سے یہ بہتر ہے تمہارے لئے اور پاکیزہ بات اور اگر نپاؤ تو خدا غفور رحیم ہے - یہ تہرات واسطے تعظیم اور آداب رسالت کے تھی خدا کی طرف سے اگرچہ پھر فرضیت اسکی موقوف ہوئی وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ اور جب ظلم کیا تھا اُنھوں نے اپنے نفسوں پر کیوں نہ آئے تیرے پاس پس بخشش چاہتے خدا سے اور بخشش مانگتا واسطے اُنکے رسول تو البتہ پاتے خدا کو رجوع برحمت کرنیوالا اور رحیم اور وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ طلب رحمت کر واسطے اُنکے پس طلب رحمت تیری موجب تسکین ہے واسطے اُنکے اور ایسے ہی صحیحین مین ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے جب نماز پڑھی قبر امراۃ سوداپر کہ مسجد مین جاروبکشی کرتی تھی ان هذه القبور مملوءة ظلمة علی اهلها وان الله ينورها لهم بصلوتي یعنی تاریک ہین قبرین تمہاری اہل قبور پر اور روشن اور نورانی کرتا ہے اللہ انکو اہل قبور پر بسبب میری دعا اور نماز کے پس ظاہر ہے یہان سے کہ توبہ و استغفار مثل صلحا موجب قبولیت ہے اور سبب مغفرت کا بسبب اُنکے استغفار کے ورنہ کیا خصوصیت تھی کہ جاؤک فرماتے اور صل علیہم کہتے یہ رد ہے منکرون پر جو کہتے ہین کہ خدا سبکی سنتا ہے بزرگون کی کیا حاجت ہے البتہ سنتا ہے مگر قبولیت جو انبیا اور صلحا کی دعا کو ہے وہ عوام گنہگارون کو کہان ہے اسی سبب سے پیش بزرگان اور مشاہد متبرکہ پر امید اجابت دعا ہے کہ مقامات نزول رحمت الٰہی ہین اور یہ لوگ میزاب رحمت الٰہی اور جو لوگ تکبر کرتے تھے دعا چاہنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُنکے لئے فرمایا وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ اور جب کہا جاتا ہے اُنکو آؤ طلب مغفرت کرے رسول واسطے تمہارے سر ہلاتے ہین اور دیکھا تو نے کہ رکتے ہین اور تکبر کرتے ہین اور يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ اے ایمان والو قبول کرو پکارنے خدا اور رسول کو جب پکارے رسول تمکو تا زندہ کرے تمکو اور باتفاق علما اجابت واجب تھی جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پکارتے یہ تعظیم رسالت نہین تو کیا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ

فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ اے ایمان والو مت جاؤ نبی صلعم کے گھرون مین مگر جب اجازت ہو تمکو واسطے کھانے کے اور نہ منتظر رہو پکنے کے مگر جب بلائے جاؤ داخل ہو اور جب کھا چکو نکل آو۔ مت لو مزے باتون کے تحقیق یہ حرکت تمہاری ایذا دیتی ہے نبی کو پس وہ شرماتا ہے تمسے کہ کچھ نہین کہتا اب یہ کسقدر تعلیم آداب اور تعظیم نبوت اور کیسا لحاظ او رپاس تکلیف نبی صلعم ہے وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور جو لوگ اذیت دیتے ہین رسول خدا صلعم کو انکو عذاب دردناک ہے چنانچہ آپنے ازواج مطہرات سے فرمایا کہ لاتؤذونی فی عائشة اور انہون نے پناہ مانگی خدا سے آپکے اذیت دینے سے پس معلوم ہوا کہ اذیت آپکی کچھ مخالفت حکم آلہی پر منحصر نہین کسی طرح پر اذیت دے داخل اس آیت مین ہے اور کہین فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بسبب کمال قرب اور عظمت کے جناب آلہی مین فعل آلہی فرمایا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ یعنی جو تجھ سے بعیت کرتے ہین سکے بجز نہین کہ وہ خدا سے بعیت کرتے ہین ہاتھ خدا کا انکے ہاتھون پر ہے وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى اور تو نے نہین پھینکے وہ کنکر جسوقت پھینکے تھے مگر وہ خدا تعالی نے پھینکے تھے اور کہین اظہار عظمت رسالت فرمایا ہے ساتھ مغفرت اور عطائے درجات عالی کے دارین مین يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اور اُٹھائیگا تجھکو تیرا رب مقام محمود مین کہ وہ یا مقام شفاعت کبرا ہے یا مقام وسیلہ ہے کہ وہ تمام بنی آدم سے واسطے ایک آدمی کے ہوگا اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ہمنے عطا فرمایا تجھکو حوض کوثر یا کثرت اُمت وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ٥ اور عنقریب عطا فرمائیگا تجھکو رب تیرا اسقدر عطا کہ تو راضی ہو جاویگا وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى اور البتہ دار آخرت اچھا ہے واسطے تیرے اِس دنیا سے یا ہر حال پچھلا تیرا بہتر ہوگا پہلے سے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا یعنی فتح مکہ دی ہمنے تجھکو فتح ظاہر تا کہ بخشین ہم تیرے گناہ اگلے پچھلے سب اور پوری کرینگے اپنی نعمت تجھ پر اور دکھائینگے تجھ کو صراط مستقیم اور مدد کرینگے تیری مدد عزت کی اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ٥ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کیا نہین کھولا ہمنے سینہ تیرا واسطے علم و حکمت اور ایمان اور اسرارات آلہی

کے اور کیا نہین بلند کیا ہمنے ذکر تیرا کہ اپنے نام کے ساتھ ہر جگہ تیرا نام داخل کیا ہے حتیٰ کہ کلمۂ توحید
مین بھی اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ہ بیشک تو اوپر خلق بڑے کے ہے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً
لِّلْعٰلَمِيْنَ نہین بھیجا ہمنے تجھکو مگر رحمت واسطے اہل جہان کے اسلئے کہ آپکی برکت سے عذاب عام
اس امت پر سے موقوف ہوا ہے پس کفار بھی بسبب اسکے عذاب سے دنیا مین محفوظ ہین۔ اور کہین
تسلی خاطر جناب رسالت صلعم کے بہ زجر و توبیخ کفار فرمائی ہے وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ
لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ہ جو کوئی نافرمانی کریگا اللہ و رسول کی وہ دوزخ مین ہمیشہ
رہیگا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ تحقیق دشمن تیرا وہی ہے دُم کٹا وَمَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ
بِمَجْنُوْنٍ ہ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ یعنی کافر جو تجھکو دیوانہ کہتے ہین تو اپنے رب کے
فضل سے دیوانہ نہین ہے بیشک تیرے لئے نیگ بے نہایت ہین اور کہین احسان جتاتے ہین
آپکی رسالت سے لوگون پر لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ
عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ یعنی آیا رسول تمہارے پاس تم مین سے گران ہوتی ہے
اُسپر تکلیف تمہاری اور چاہتا ہے بھلائی تمہاری اور مسلمانون پر مہربان اور رحم کرنیوالا ہے۔ اب دیکھو
رؤف اور رحیم اسماء حسنیٰ مین سے ہے اور نو دو نہ نام آلہی مین موجود اور یہان خدا تعالیٰ نے انہین نامون
کے ساتھ نبی صلعم کو خطاب فرمایا ہے یہ کیسا شرک وہابیہ ہے کہ خدا اپنے ساتھ خود مشرک ہے۔ اور
کہین بزرگی اور عزت آپکی اظہار فرمائی ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا
يَعْلَمُوْنَ تحقیق عزت واسطے اللہ کے ہے اور اُسکے رسول کے اور واسطے مسلمانون کے لیکن منافق
نہین جانتے۔ یہان بھی حق تعالیٰ نے عزت مین اپنے ساتھ رسول صلعم اور مسلمانون کو شریک کیا
ہے۔ یہ بات قابل سمجھنے کے ہے کہ حق تعالیٰ خود اپنے ساتھ اپنے بندون کو اپنی صفت مین شریک
کرتا ہے اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا فَعَصٰى
فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ہ یعنی بھیجا ہمنے طرف تمہارے رسول گواہ حال تمہارا جیسا
بھیجا تھا طرف فرعون کے رسول جب نافرمانی کی فرعون نے رسول کی پکڑا ہمنے اُسکو وبال مین پس
اسیطرح اگر تم بھی نافرمانی کروگے رسول کی اور وہ دعائے بد تم پر کریگا جیسے حضرت موسیٰ نے کہا تھا
ربنا اطمس علی اموالہم واشدد علی قلوبہم فلا یومنوا حتی یروا العذاب الالیم قال قد اجیبت دعوتکما تو

تم بھی گرفتار عذاب ہو گئے چنانچہ قحط مکہ بسبب آپکے دعائے بد کے واقع ہوا اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ
عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ بیشک تو تحقیق رسولون سے ہے سیدھی راہ پر یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ
شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا اے نبی بھیجا ہمنے
تجھکو شاہد امت پر کہ تیری عرض و معروض انکی نیکو بد مین مقبول ہے ہماری جناب مین اور خوشی
سنانے والا اور ڈرانے والا اور بلانے والا طرف خدا کے اور چراغ روشن اور کہین ڈرایا ہے لوگون
کو آپکی تکلیف دہی سے واسطے تعظیم رسالت کے مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ
تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا نہین لائق ہے تمکو کہ اذیت دو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
اور یہ کہ نکاح کرو انکی بیویون سے بعد اسکے کبھی فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ
تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ چاہئے کہ خوف کرین نافرمانی کرنے والے حکم رسول
کی یہ کہ پہونچے اُنکو فتنہ یا عذاب دردناک اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ
اُمَّهٰتُهُمْ اور نبی صلعم اولی تر ہین اعتبار مین اُنکے نفسون سے اور ازواج مطہرات مائین ہین انکی
غور کرین کہ یہ رتبہ ہرکارون اور ڈھنڈورچیونکا ہو سکتا ہے کہ اُنکی بیویان مائین ہون مسلمانون
کی۔ اور کہین تسلی فرماتے ہین اپنے رسول مقبول کی اسطرح پر کہ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ
رُسُلَهٗ نہ گمان کر اللہ کو کہ خلاف کریگا اپنا وعدہ رسولون سے۔ اور کہین تسکین خاطر کرتے ہین اس
طرح وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ یعنی اگر تجھکو جھٹلاتے ہین تو غم نکر کہ تجھسے پہلے رسولون کو بھی
جھٹلا چکے ہین۔ اور کہین اسطرح فرماتے ہین فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ
الْاُمِّیَّ الَّذِیْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ اب عنقریب لکھینگے ہم رحمت
اور مغفرت کو واسطے تابعدارون نبی امی کے کہ پاتے ہین اُسکو لکھا ہوا توریت اور انجیل مین اور
کہین تقویت فرماتے ہین اپنے نبی کی اسطرح یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ اے نبی کفایت کرتا ہے تجھکو خدا اور جو تابع ہین تیرے مسلمانون سے۔ اب حق تعالی
نے یہان اپنے ساتھ شریک کیا مسلمانون کو کہ کفایت کرتا ہے اللہ اور مسلمان تجھکو۔ وَلَا تَحْزَنْ
عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِیْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ نہ غم کھا اُنپر اور نہ تنگدل ہو اُنکے فریب سے وَلَا يَحْزُنْكَ

الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْکُفْرِ اِنَّهُمْ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیْئًا نہ غمگین کرین تجھکو وہ لوگ جو دوڑتے
ہین کفر مین تحقیق نہ ضرر پہونچا سکینگے تجھکو کچھہ اور کہین بندوبست فرمایا ہے امور خانگی کا اور تادیب
فرمائی ازواج مطہرات کی تو جانین کہ کسقدر عنایت الٰہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حال پر مبذول
ہے اِنْ تَظَاهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰہَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰٓئِکَةُ
بَعْدَ ذٰلِکَ ظَهِیْرٌ عَسٰی رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ یعنی اگر تم دونو
غلبہ کروگی اُسپر پس خدا کارساز ہے اُسکا اور جبرئیل اور نیک بندے اور فرشتے بعد اِسکے مددگار ہین -
اگر طلاق دیگا تمکو تو عنقریب رب اُسکا بدلا دیگا بیویان اُسکو بہتر تمسے - یہان بھی حق تعالی نے اپنے
ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور صلحائے مومنین رضی اللہ عنہم کو شریک فرمایا ہے - غرض اس
قسم کی فضیلتون اور تسلیون سے تمام قرآن بھرا ہوا ہے - اسیطرح احادیث صحیحہ مین ہے جیسے
صحیح مسلم مین ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انا اکثر الانبیاء تبعًا انا اول من یقرع
باب الجنة انا سید ولد ادم یوم القیمة وانا اول من ینشق عنه القبر واول شافع
واول مشفع یعنی امت میری سب نبیون سے زیادہ ہوگی اور پہلے دروازہ جنت مین کھلواؤنگا
اور مین سردار اولاد آدم ہون دن قیامت کے اور مین پہلے قبر سے اُٹھونگا اور سب سے پہلے مین شفاعت
کرونگا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی - اور فرمایا ہے رسول خدا صلعم نے کہ فضیلت
دی گئی ہے مجھے نبیون پر چھہ چیز مین اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی
الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطهورًا وارسلت الی الخلق کافة وختم لی النبوة
یعنی عطا کیا گیا ہون مین جامع کلمات اور فتح دیا گیا ساتھ رعب کے اور حلال ہوا مال غنیمت واسطے
میرے اور کی گئی زمین مسجد اور پاک کنندہ واسطے میرے اور بھیجا گیا مین طرف تمام خلقت کے اور
ختم ہوئی مجھہ پر نبوت - اور بخاری مسلم مین ہے اعطیت الشفاعة وبینا انا نائم رایتنی اوتیت
بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی یعنی دیا گیا مین شفاعت اور مین سوتا تھا کہ دیکھا مین نے
کہ دیا گیا مین کنجیان خزانون زمین کی پس رکھی گئین میرے ہاتھ مین - اور صحیح مسلم مین ہے ان
اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقها ومغاربها وان امتی سیبلغ ملکها ما زوی لی منها و
اعطیت الکنزین الاحمر والابیض تحقیق اللہ نے بیش کی مجھہ پر زمین پس دیکھا مین نے مشرقون

اور مغربون اُسکے کو اور البتہ امت میری پہونچیگی عنقریب ملکون اُسکے کو جو بٹیں کی گئی تھی مجھہ پر اور دیا گیا
مین دونو خزانے چاندی اور سونے کے - اور ترمذی مین ہے بیدی لواء الحمد ولا فخر وما من
نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی وانا حبیب اللہ ولا فخر وانا اکرم الاولین و
الآخرین ولا فخر یعنی قیامت کو میرے ہاتھہ مین ہوگا جھنڈا حمد کا اور نہین کہتا ہون فخر سے بلکہ
بیان واقعی ہے اور نہین کوئی نبی آدم اور سوا اسکے مگر ہونگے نیچے جھنڈے میرے کے اور مین دوست
خدا ہون اور نہین کہتا تکبر سے اور مین بزرگ زیادہ ہون سب اگلون اور پچھلونکا اور نہین کہتا تکبر
سے - دارمی مین ہے وانا قائد المرسلین ولا فخر وان اللہ وعدنی فی امتی واجارھم من
ثلث لا یعمھم بسنۃ ولا یستاصلھم عدو ولا یجمعھم علی الضلالۃ وانا اول الناس
خروجا اذا بعثوا ومستشفعھم اذا حبسوا وانا مبشرھم اذا بئسوا الکرامۃ والمفاتیح
یومئذ بیدی ولواء الحمد بیدی وانا اکرم ولد آدم علی ربی یطوف علی الف خادم
کانھم بیض مکنون فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مین راہبر ہون رسولونکا اور نہین کہتا فخر
سے اور البتہ وعدہ کیا ہے اللہ نے مجھہ سے میری امت کے باب مین اور بچایا اُنکو تین باتون سے
ایک یہ کہ نہ ہلاک کریگا اُن سب کو قحط سے آور دوسرے یہ کہ نہ جڑ سے کھودیگا اُنکو دشمن تیسرے
یہ کہ نہ متفق ہونگے گمراہی پر اور مین سب سے پہلے نکلونگا جب اُٹھائے جائینگے لوگ اور طلب شفاعت
کرنے والا ہونگا لوگون کے واسطے جب بند کئے جائینگے اور مین خوشی سناؤنگا لوگون کو جب ناامید
ہونگے بخشش سے اور کنجیان میرے ہاتھہ مین ہونگی اُسدن اور جھنڈا حمد کا میرے ہاتھہ مین ہوگا
اور مین بزرگتر اولاد آدم ہونگا خدا کے نزدیک دوڑینگے ہزار خادم میرے روبرو گویا کہ وہ سفید
موتی ہین نادر - اور ترمذی مین ہے اکسی حلۃ من حلل الجنۃ ثم اقوم عن یمین العرش
لیس احد من الخلائق ذلک المقام غیری واذا کان یوم القیمۃ کنت امام النبیین
وصاحب شفاعتھم ولا فخر فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنایا جاؤنگا مین لباس حلہ
ہاے جنت سے پھر کھڑا ہونگا مین دائین طرف عرش کے نہ ہوگا کوئی خلائق سے کہ کھڑا ہو اُس
جگہ پر سوا میرے اور جب ہوگا دن قیامت کا ہونگا مین امام نبیونکا اور شفاعت کرنے والا اُنکی
اور نہین کہتا ہون فخر کی راہ سے بلکہ بیان واقعی ہے - اور ترمذی مین ہے لا تمس النار

مسلم ارانی اورای من رانی یعنی نہ چھوئیگی آگ کسی مسلمان کو کہ دیکھا اُسنے مجھکو یا دیکھا اُسکو جسنے مجھے
دیکھا تھا اور جنگ بدر مین فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ھذا مصرع فلان و وضع یدہ
علی الارض ھٰھنا و ھٰھنا فما ماط احدھم عن موضع ید رسول اللہ صلعم رواہ مسلم یعنی یہ
جگہ مرنے فلان شخص کی ہے اور یہ جگہ مرنے فلان کی اور رکھا ہاتھ اپنا زمین پر کہ اِس جگہ اور اِس جگہ پس نہ
مرا کوئی غیر جگہ ہاتھ رکھنے رسول خدا صلعم کے پس یہ خبر آیندہ اظہار اُسی علم اولین اور آخرین کا تھا۔
اور ابی وقاص رض سے روایت ہے صحیح بخاری اور مسلم مین کہ جبرئیل اور میکائیل دونو داہنے اور بائین
رسول خدا صلعم کے اشد قتال کرتے تھے بدر کے دن ۔غرض اس قسم کی عظمت اور بزرگی سے تمام
کتب حدیث بھری ہوئی ہین اور معجزات آپکے حد سے زیادہ ہین کسکو طاقت ہے کہ تمام لکھ سکے۔
چنانچہ صحیح بخاری مین ہے کہ ساڑھے تین سیر آٹا جو کا تھا اور سالن ایک ہنڈیا مین کہ تھوکا آپنے
اُس آٹے مین اور سالن مین بھی اور دعائے برکت کی اور کہا روٹی پکاؤ اور ایک ہزار آدمی نے خندق
کی لڑائی مین کھایا پیٹ بھر کر اور بچ رہا ۔یہ سب برکت آپکے تھوکنے اور دعا کی نہ تھی تو کیا تھا۔
اور اسطرح پر فراخی دعوت تنگ بہت بار آپسے ہوئی ۔اور اسیطرح نکلنا پانی کا آپکی انگلیون سے
جب ہاتھ پیالۂ پانی مین رکھا کہ وہ پانی تمام لشکر کو کافی ہوا اور سوا اسکے صدہا معجزات ہین چنانچہ
کشش باران مین خطبہ کے وقت ایک اعرابی نے کہا کہ ھلک المال وجاع العیال پس ہجر دہا تھ
اٹھانے کے واسطے دعا کے پہاڑ بدلی کے اُٹھے اور ہفتہ بھر برابر مینہ برسا کہ پھر جمعہ کو اُس اعرابی
نے کہا کہ مکانات منہدم ہوے پھر آپنے دعا کی کہ الٰہی گرد مدینہ کے برسے ہمپر نہ برسے اُسیوقت دھوپ
نکل آئی ۔یہ حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین موجود ہے یہ اثر کسکی زبان کو ہے سوائے نیک بندون
کے انبیا اور صلحا سے ۔پھر اُنسے کیونکر طلب دعا نہ کیجائے ۔اور اُحد کے دن بلایا ایک درخت کو چلا آیا
کہا چلا جا چلا گیا ۔اور اسیطرح درخت کیکر کو جب واسطے ادائے شہادت کے بلایا آپکے روبرو آکر
تین مرتبہ گواہی رسالت پر دی اعرابی منکر رسالت کے سامنے ۔جب فرمایا چلا جا چلا گیا ۔رواہ الدارمی
اور سلام علیک کہنا احجار اور اشجار کا متواتر حدیثون مین موجود ہے ۔اور اکثر صحابہ رض کی بھی ایسی باتین
ہوئی ہین جیسے روشن ہونا عصا اُسید ابن حضیر اور عباد ابن بشر کا اور زیادہ ہوتے جانا طعام حضرت
ابوبکر صدیق رض کا ۔رواہ البخاری ۔اور سفینہ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھول گئے تھے رستہ

لشکر کا زمین روم مین پھر ڈھونڈھتے پھرتے تھے لشکر کو کہ شیر ملا پس کہا سفینہ نے کہ اے شیر مین ہولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہون اور حال میرا ایسا ایسا ہے پس پیش آیا شیر واسطے اُنکے دم ہلاتا ہوا اور چاپلوسی کرتا ہوا کھڑا ہوا پہلو مین اور پہونچایا لشکر تک رواہ فی شرح السنة - اور حضرت عمر رض نے خطبہ مین پکارا یا ساری الجبل اور وہان لشکر والون نے سُنا - رواہ البیہقی - اور جو کوئی کسی مسلمان سے اللہ کے واسطے محبت رکھے اُسکے لئے فرمایا ہے رسول خدا صلعم نے کہ جانتے ہو تم کونسا کام خدا کے نزدیک بہت بہتر ہے کسینے کہا نماز کسینے کہا زکوٰة کسینے کہا جہاد آپنے فرمایا کہ بہترین کامون کا محبت ہے واسطے خدا کے - رواہ ابوداؤد - اور فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ نہین دوست رکھتا کوئی کسی بندہ کو واسطے خدا کے مگر بزرگی دیتا ہے اُسکو اللہ رواہ احمد - اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندے ہین اللہ کے کہ نہ نبی ہین نہ شہید اور رشک کرینگے اُنپر انبیا اور شہدا قیامت مین - کہا صحابہ رض نے خبر دیجئے ہمکو کون ہین وہ فرمایا محبت رکھنے والے بسبب رحمت خدا کے بے رشتہ داری اور بے امید مال قسم ہے اللہ کی مونہہ اُنکے نورانی ہونگے اور نور کے منبرون پر ہونگے اور نہ خوف کرینگے جب خوف مین ہونگے لوگ اور پوچھا ابوذر رض سے رسول خدا صلعم نے کہ کونسی دستاویز ایمان کی مضبوط ہے کہا کہ خدا اور رسول دانا ہے فرمایا دوستی رکھنی واسطے اللہ کے - اور روایت ہے ابوہریرہ رض سے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے جنت مین ستون ہین یاقوت کے اور اُنپر غرفہ زبرجد کے اور دروازے کشادہ روشن مانند ستارون درخشان کے پس پوچھا کون رہینگے اُسمین فرمایا دوستی کرنے والے واسطے خدا کے اور فرمایا ہے کہ حشر آدمی کا اُسکے ساتھ ہے جسکو دوست رکھے پس جب مطلق دوستی کا مسلمانون سے واسطے خدا کے یہ حال ہے تو دوستی انبیا اور صلحا سے واسطے خدا کے کونسا عمل بہتر ہوگا اس سے - پس لازم ہے ہر مسلمان کو کہ دوستان خدا سے محبت للہ پیدا کرے اور اُسپر مضبوط رہے نہ یہ کہ قطع کرے محبت خدا اور رسول سے اور دوستان خدا سے اور داخل ہو اس آیت مین وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ چنانچہ تفسیر عزیزی مین ہے کہ ایک قطع تعلق روح کا ہے کہ عالم ملکوت وجبروت سے بسبب غرق ہونے کے محبت اور شہوت دنیا مین - دوسرے قطع تعلق انبیا اور مرشدون اور وعظون سے بسبب مصاحبت کفار اور منافقین اور مبتدعین کے اور سماعت اُنکے شک اور شبہون کی اور صحابہ اور اہل بیت کی محبت اور تعظیم کے ساتھ مامور ہین ہم بلکہ تمام عرب

کی صحبت کے ساتھ حکم ہے اور صلحائے مومنین داخل ہین انہین کے حکم مین جیسے فرمایا ہے لاتسبوا اصحابی - متفق علیہ یعنی میرے اصحاب کو برا نہ کہو اور اصحابی امنۃ لامتی اور نسائی مین ہے اکرموا اصحابی فانہم خیارکم یعنی تعظیم اور توقیر کرو میرے اصحاب کی زندگی مین اور بعد موت کے کہ وہ برگزیدہ امت ہین - اور ترمذی مین ہے کہ جسنے دوست رکھا انکو پس میری محبت سے دوست رکھا اور جسنے بغض کیا اُسنے مجھ سے بغض کیا اور جسنے اذیت دی اُنکو مجھے اذیت دی اور جسنے مجھے اذیت دی خداکو ایذا دی اور جسنے خداکو ایذا دی پکڑا جاویگا کہ فرمایا ہے حق تعالی نے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا یعنی جو لوگ ایذا دیتے ہین خدا اور رسول اُسکے کو لعنت کی ہے اللہ نے اُنپر دنیا اور آخرت مین اور تیار کیا ہے اُنکے لئے عذاب ذلت کا اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے فرمایا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ اور انت منی وانا منک اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ او ھو ولی کل مؤمن اوانت اخی فی الدنیا والاخرۃ اور وانا دار الحکمۃ وعلی بابھا اور لایحب علیا منافق ولایبغضہ مؤمن اور من سب علیا فقد سبنی اور امر بسد الابواب الا باب علی یعنی تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے اور تو مجھ سے ہے اور مین تجھ سے - اور جسکا مین مولا ہون اُسکا علی مولا ہے - اور وہ ولی ہے ہر مسلمان کا اور تو بھائی ہے میرا دنیا اور آخرت مین اور مین گھر ہون حکمت کا اور علی دروازہ اُسکا ہے - اور نہین دوست رکھنے کا علی کو منافق اور نہین بغض رکھنے کا اُس سے مسلمان - اور جسنے برا کہا علی کو پس تحقیق برا کہا مجھکو اور حکم کیا ساتھ بند کرنے دروازوں کے مگر دروازہ علی مرتضیٰ کا - اور اسیطرح حجۃ الوداع مین فرمایا ہے انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما - رواہ الترمذی یعنی مین چھوڑتا ہون تم مین وہ چیز کہ اگر تمسک کروگے تم ساتھ اُسکے ہرگز نہ گمراہ ہوگے - ایک اُن دونو نکا بڑا ہے دوسرے سے - کتاب اللہ کی رسی لٹکی ہوئی ہے آسمان سے زمین تک اور قرابتی میرے اہل بیت میرے نہ جدا ہونگے یہ دونو یہانتک کہ آوین دونو میرے پاس حوض پر پس دیکھو کسطرح معاملہ کرتے ہو بیچ ان دونو کے بعد میرے - غور

کرین اِس عظمت مین کہ تمسک کو ساتھ اہل بیت کے برابر قرآن کے فرمایا ہے اور حضرت علی مرتضی
اور حضرت فاطمہ زہرا اور امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم کی نسبت فرمایا ہے انا حرب لمن حاربہم
وسلم لمن سالمھم یعنی مین لڑنے والا ہون جو لڑوا اُنسے اور صلح کرنیوالا ہون جو صلح کرے اُنسے اور
فرمایا ہے احب اللہ من احب حسینا وحسین سبط من الاسباط وحسین منی وانا من حسین
وان الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ وفاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ یعنی دوست
رکھا خدا کو جسنے دوست رکھا امام حسین کو اور جناب امام حسین سبط ہین اسباط سے اور جناب امام حسینؓ
مجھ سے ہین اور مین حسین سے ہون اور تحقیق امام حسنؓ اور امام حسینؓ سردار ہین جوانون جنت کے اور حضرت
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سردار ہین عورتون اہل جنت کی اور فرمایا ہے وان مثل اھل بیتی فیکم
مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنہا ھلک یعنی اہل بیت میری مانند کشتی
نوح کے ہین کہ جو سوار ہوا اُسمین نجات پائی اور جو پیچھے رہا ہلاک ہوا اور وجہ نجات کی اور تخصیص
اہل بیت کی ساتھ اس فضیلت کے تفسیر عزیزی مین دیکھنی چاہیئے جو آیہ حملناکم فی الجاریۃ مین لکھا
ہے کہ نجات ثقل گناہون سے ممکن نہین بدون توسل ایسے لوگون کے کہ اپنے دلکو ظرف لطف مثل
لکڑی کے کہ اُسمین ہوا تخلخل ہے بنایا ہو پس اُنکے دل مین اپنی گنجایش پیدا کرے اور اُنکی متابعت
اور محبت مین دل وجان سے کوشش کرے اور اس امت کے لئے وہ ظروف لطیفہ اہل بیت رسول اللہ
صلعم ہین کہ اُنکی محبت اور متابعت سے صورت نجات ہے اور دور کرنے ثقل گناہون مین حکم تریاق کا
رکھتی ہے اور حضرت عباسؓ کے لئے فرمایا ہے من اذی عمی فقد اذانی لا یدخل قلب رجل
الایمان حتی یحبکم للہ ورسولہ - رواہ الترمذی یعنی جسنے ایذا دی میرے چچا کو البتہ مجھے ایذا
دی نہین داخل ہوگا ایمان کسی کے دل مین جب تک نہ دوست رکھے تمکو واسطے اللہ اور رسول کے
اور فرمایا ہے آیۃ الایمان حب الانصار وآیۃ النفاق بغض الانصار اور فرمایا ہے لکل نبی
سبعۃ نجباء ورقباء واعطیت انا اربعۃ عشر - رواہ الترمذی اور فرمایا ہے بہ نسبت
اہل بیت کے من احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم الغرض ثابت ہے
قرآن اور حدیث سے کہ بغیر محبت خدا اور رسول کے ایمان نہین حاصل ہوتا ہے اور مامور ہین ہم ساتھ
محبت اور تعظیم اہل بیت اور اصحاب رسول اللہ صلعم کے بلکہ تمامی قریش اور عرب کے چنانچہ روایت

کیا ہے بیہقی نے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے احبوا العرب لثلاث لانی عربی والقرآن عربی و
کلام اھل الجنۃ عربی یعنی دوست رکھو عرب کو تین سبب سے کہ مین عربی ہون اور قرآن عربی ہے
اور کلام اہل جنت عربی ہے - اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ منسوب ہے ساتھ جناب آنحضرت
صلعم کے اُس سے محبت رکھنی اور اُسکی توقیر اور تعظیم کرنی چاہئے اور داخل ہین اصحاب اور آل
مین تمام اتباع صلحا کہ اُنکی توقیر اور تکریم بھی داخل ہے اسی مین اسلئے کہ پیغمبر خدا صلعم بنفس نفیس دعا
فرماتے تھے کہ الٰہی عطا کر مجھے محبت اپنی اور اپنے دوستون کی اور اُس چیز کی جو قریب کرے تیری محبت
سے اور احب الاعمال الی اللہ الحب فی اللہ یعنی بہت دوست کامونکا خدا کے نزدیک محبت کرنی
ہے واسطے اللہ کے - اور مولوی رفیع الدین صاحب نے اپنے رسالہ اسرار المحبۃ مین لکھا ہے المحبۃ
مع الاحیاء الحاضرین نافعۃ عاجلا واجلا واما مع الاموات فنافعۃ فی الاجل بشرط
الاھلیۃ والایمان واما فی العاجل فبشترط دوام التوجہ وتخلیۃ القلب معہ فی الخلوات
وملاومۃ ذکرہ وکثرۃ الدعاء لہ والبر معہ بارسال الثواب الیہ والاحسان الی اھلہ فنالک
کثیرا ما یفتح باب الاویسیۃ ویعطی منفعۃ الصحبۃ اور ظاہر ہے کہ علما اور صلحا سے کچھ محبت
اُنکی صورت اور مالداری سے نہین ہوتی فقط للہ واسطے تعظیم اور محبت خدا کے ہوتی ہے اور جو کوئی کسیکو
دوست رکھتا ہے تو اُسکے گھر والون اور غلام اور اُسکے ملنے والون کو اور جس کسی سے اُسکو دوستی ہو سب
کو دوست رکھتا ہے اور سلوک کرتا ہے اور ہدیہ اور تحفہ بھیجتا ہے اور یہ سب دلیل اُسکی محبت کی ہوتی
ہے نہ انکی تعظیم اور توقیر اور سلوک باعث خفگی ہو بلکہ خوش ہوتا ہے چنانچہ جس کسی پر کہ عنایت بادشاہ
اور حاکم ہوتی ہے سب اُسکے پاس جاتے ہین اور سلام کرتے ہین اور تحفہ تحائف بھیجتے اور عظمت اور
توقیر کرتے ہین اور یہ امر موجب رضامندی بادشاہ ہوتا ہے اور اس بات کو بادشاہ اپنی عظمت اور
توقیر تصور کرتا ہے کبھی یہ نہین کہتا کہ اُسکو کیون سلام کیا اور کیون ہدیہ بھیجا اور کیون اُسکے پاس
گئے تھے اُسکو میرے برابر کردیا بلکہ جو چیز اُسکے ساتھ منسوب ہو اُسکی تعظیم داخل اُسکی تعظیم کے ہے
جیسا مشہور ہے کہ مجنون سگ کوچہ لیلی کی کیسی عظمت کرتا تھا بسبب لیلی کے کہ اُسکی گلی کا رہنے
والا ہے اب دیکھیے آدمی اپنی اولاد اور بیویون سے کہ فقط محبت طبعی ہے کسقدر کھلانے پہنانے مین
ایثار کرتا ہے کہ اچھا کپڑا اور میوہ اور کھانا بے اُنکے کھلائے پہنائے نہین کھاتا پہنتا ہے اور اگر موجود

نہین ہوتے انتظار کرتا ہے یا رکھ چھوڑتا ہے یا بسبیل ڈاک بھجواتا ہے اسیطرح بعض دوستون
سے بھی حال ہوتا ہے اور اسیطرح بعض امراء سے کہ محبت دنیا فقط نوکری یا سعی کی ہوتی ہے
کسقدر حاضر باشی اور سلام اور بھیجنا تحائف کا اور اطاعت انکی کرتا ہے پس محبت اور اطاعت انبیا اور اولیاء اور
اور اہل بیت کہ باعث دخول جنت اور سعادت ابدی اور موجب حشر کا ہے انکے ساتھ جیساکہ بخاری
اور مسلم مین ہے المرء مع من احب اور جب کہا ایک آدمی نے کہ مین اللہ و رسول کو دوست رکھتا
ہون تو فرمایا آنحضرت صلعم نے انت مع من احب اور مسلم مین ہے کہ این المتحابون بجلالی الیوم
اظلہم فی ظلی کہ کہان ہین دوستی رکھنے والے آپسمین بسبب میری بزرگی کے آجکے دن تو کہ جگہ
دون مین انکو اپنے سایہ مین کسطرح چھوڑنی چاہیئے اور بعض نادان کہتے ہین کہ محبت غیر خدا شرک
ہے پس اول تو محبت انبیا اور صلحا واسطے خدا ہی کے ہوتی ہے نہ واسطے مال اور رشتہ داری کے
اور یہ قول انکا رد ہے حدیث صحیح سے کہ فرمایا ہے آنحضرت صلعم نے لانی لارجوا لامتی فی حبہم
لابی بکر و عمر ما ارجو لہم فی قول لا الہ الا اللہ اور حدیث ہے کہ حب ابی بکر و عمر ایمان و
بغضہما کفر اور جب محبت اور تعظیم اور اتباع انبیا اور صلحا جزو ایمان اور باعث حشر کا ہے انکے ساتھ
تو لازم ہے ہر مسلمان کو کہ پیدا کرے محبت ان لوگون کی اور زیادہ بڑھاوے اسکو اور قطع نکرے
اور طریقہ ازدیاد محبت کا حدیث شریف مین ہے تہادوا تحابوا یعنی ہدیہ اور تحائف بھیجو اور محبت
پیدا کرو اور جب اموات سے ظاہر مین یہ عمل نہین ہوسکتا ہے کہ انکو بعین تحائف اور اموال سے نفع پہونچے
جیسا تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ چون مردہ ہا بعد از مفارقت اینجہان قابل انتفاع بعین المال نماندہ
اند طریق نفع رسانیدن بآنہا در شرع چنین قرار یافت کہ ثواب اموال را کہ بمستحقان میرسانند
بآنہا عائد سازند۔ پس ثواب اسکا البتہ دیگر انکو پہونچانا ممکن ہے۔ اور حدیثون مین پہونچنا ثواب ہر عمل
نیک کا ثابت ہے جسکی طرف سے کرے اسکو پہونچتا ہے اور اسی کو عرف ہندوستان مین نذر
اور نیاز بزرگون کی کہتے ہین اگرچہ اصطلاح شرع مین نذر بمعنی ایجاب غیر واجب تقربا الی اللہ ہے
جیسے کہ مولوی رفیع الدین صاحب نے رسالہ نذور مزارات مین لکھا ہے کہ جو کچھ بزرگون کے سامنے
لیجاتے ہین اسکو عرف مین نذر اور نیاز کہتے ہین اور نذر لغت مین بمعنی عہد اور پیمان کے ہے
پس نذر اولیاء کے معنی اقرار اور پیمان کے اولیا سے ہے کہ اسقدر ثواب یا اس چیز کا ثواب اسطرح انکو

پہونچائین گے اور کچھ کہنا اس لفظ مشترک سے حرمت وغیرہ لازم نہین آئی کہ صبا نا بجائے سلنا شاہد اسکا موجود ہے اور یہ طریقہ علما اور مشائخین سلف نے واسطے پیدا کرنے محبت صلحا اور بڑھانے محبت کے ساتھ صلحا کے تاکہ حشر انکے ساتھ ہو اور اگر وہ دعا کرین تو باعث مغفرت اور تسکین ہو دونو جہان مین بحکم اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ اور پہونچانے نفع کے فقرا مسلمین کو طعام وغیرہ سے اور حاصل کرنے منفعت کے اُنسے مقرر کیا ہے اور برکات اس عمل کی بہت ہوتی ہین کہ نفع ہے سب طرح سے زندون کو اور مُردون کو ثواب اور طعام اور دعا سے اور زیادہ ہوتی ہے عظمت اور محبت خدا کی بسبب محبت اور تکریم انبیاء اور صلحا کے اور توقع مضبوط ہوتی ہے حشر کی اُنکے ساتھ پس جب دیکھا شیطان نے اُسکو ایسا عمل خیر کہ سب طرح مفید ہے اور وہ دشمن قدیمی بنی آدم ہے پس ڈالے اُسمین وسوسے طرح طرح سے - اول یہ کہ اس عمل کو شرک قرار دیا حالانکہ ایمان اور شرک نام اعتقاد کا ہے کوئی فعل بے اعتقاد اور نیت کے شرک نہین ہوتا ہے اہل سنت کے ہان جیسے کہ آگے بیان ہوگا - دوسرا لفظ نذر مین کہ مشترک ہے (معنی عرفی اور اصطلاحی مین) وسوسہ ڈالا کہ نذر لغیر اللہ حرام ہے اور نہین دیکھتے قرآن مین کہ لفظ ضلالت کا شرع مین گمراہی کفر پر بولا گیا ہے جیسے کہ يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَّ يَهْدِي بِهِ كَثِيرًا اور مثل اسکے بہت جگہ ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسبت کہا ہے اِنَّكَ لَفِي ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ اور یہان گمراہی کفر مراد نہین ہے اور ایسا ہی لفظ سید ہے کہ خدا تعالیٰ کو کہتے ہین حدیث ہے السید ھو اللہ اور سید القوم سردار کو بھی کہتے ہین اور اسیطرح لفظ صلاۃ کے معنی صلاۃ الناس نماز اور نیاز کے ہین اور صلاۃ اللہ معنی رحمت خدا ہے اسیطرح نذر کے شرعی معنی نذر اولیا مین مراد نہین ہین اور بعض کے دلمین اسطرح وسوسہ آیا کہ نذر اور نیاز بزرگون کی لوگ یہ جانکر کرتے ہین کہ اُنکو ادراک اور شعور ہے اور قدرت و تصرف رکھتے ہین مثل زندون کے نفع و نقصان پہونچانے مین اور یہ شرک ہے - اول تو ایصال ثواب واسطے نفع رسانی کے ہے شرع مین اموات کو اور نفع بے ادراک و شعور ممکن نہین اور زندے اور مردے غیر خدا ہونے مین برابر ہین جب زندون کو ہدیہ اور تحفہ نذر کرنا شرک نہین بامید نفع و نقصان کے تو مردون کو شرک کہان سے ہوا اور مردہ بمعنی بے ادراک اور شعور کے جسم ہے روح کو فنا نہین عذاب قبر کہ منکر اُسکا ملحد ہے عین دلیل ادراک و شعور ہے واسطے مردون کے ورنہ

عذاب کسیر ہو اور روح مثل فرشتون کے ہے جیسے حدیث ابن ماجہ مین فرمایا آنحضرت صلعم نے۔
ان ارواح المؤمنین فی طیر خضر اور حضرت جعفر کے لئیے فرمایا ہے یطیر مع الملائکۃ اور حضرت جبرئیل
کو روح القدس اور روح الامین کہتے ہین اور ملائکہ قدرت افعال پر رکھتے ہین زندہ آدمیون سے زیادہ
ویسے ہی روح کو قدرت افعال پر ہے چنانچہ بیان اسکا مع دلائل اور اقوال ایمۂ سلف آویگا
آیندہ اس رسالہ مین اور بعض کو یہ وسوسہ ہوا کہ فاتحہ اور نذر بزرگون مین اسقدر اہتمام ہوتا ہے کہ
دن ناغہ نہو گویا اسدن کو مثل اوقات نماز کے فرض سمجھتے ہین اس سبب سے یہ معذور ہے پس کچھ تعین
وقت شرع مین حرام اور منع نہین ہے چنانچہ اکثر شادیون مین دن مقرر کرکے اطلاع دیتے ہین اور پھر
اسدن کا کمال اہتمام رہتا ہے کہ ناغہ نہو کوئی اس تعین کو منع نہین کرتا اور تعین یوم سوم سبب کتنے فائدون
کے ہے ایک یہ بھی ہے کہ نیک آدمی بہت سے جمع ہون اور ثواب تلاوت اور ذکر زیادہ ہو اور بھی
فائدے ہین اور اہتمام نہ ناغہ ہونے دن سے یہ بات لازم نہین آتی ہے کہ اسکو رکن یا شرط اس
کام کا سمجھتے ہین چنانچہ بہت نفل اور سنتین ہین کہ اکثر لوگ اسکا کمال اہتمام رکھتے ہین اور فرض
نہین سمجھتے نہ کوئی فرض کا اہتمام سمجھ کر منع کرتا ہے کہ انکو ناغہ کرو فرض کے ساتھ نہ پڑھو اور وظائف
شبانہ روز کے لئیے حدیثون مین بہت تاکید ہے کہ اپنے وقت پر ادا کرے اگر شب کا وظیفہ ناغہ
ہو دنکو پورا کرے چنانچہ اسکا بیان بھی مشرح آگے آویگا اور بعض کو یہ وسوسہ دل مین آیا کہ زائرین
بوسہ لیتے ہین اور طواف وغیرہ کرتے ہین اور یہ فعل حرام اور شرک ہین پس کہتے ہین ہم کہ کوئی
فعل بے اعتقاد الوہیت شرک نہین ہے یہ غلطی فہم ہے ہان علمائے سلف کو ان کامون
مین اختلاف ہے بعض مباح کہتے ہین اور بعض مکروہ نہایت کار یہ ہے کہ ان افعال سے منع
کیا جاوے نہ یہ کہ ہدایت ترک فاتحہ کی کیجاوے اگر کوئی شخص نماز اسطرح پڑھے کہ تعدیل
ارکان نہ ہوتی ہو یا کوئی عمل کثیر نماز مین کرتا ہو اسکو ہدایت کرنا چاہئیے کہ تعدیل ارکان کرے
اور عمل کثیر سے باز رہے کہ اس سے نماز نہین ہوتی نہ یہ کہ اسے ہدایت کیجاوے کہ تو ایسی
نماز پڑھنے سے نماز پڑھنا ہی موقوف کر یہ کام اہل ہدایت اور ارشاد کا نہین ہے اور بیان
بوسہ اور طواف کا آگے آویگا غرض شیطان بہر حال دشمن انسان ہے بعضون کو یہانتک
تعظیم انبیا اور اولیا مین گرفتار کیا کہ قائل الوہیت کے ہو کر گمراہ ہوئے اور بعضون کو اسقدر

منکر انکی بزرگی اور قرب الٰہی سے کیا کہ درپے اہانت اور تحقیر انکے ہو کر ضلالت مین پڑے -
پس جب آگاہ کرنا امر نیک و بد پر فرض کفایہ تھا لہذا تحقیق معنی شرک و بدعت اور بعض مسائل
متعلقہ اُسکے کہ جنمین فی زماننا ان لوگون کو التباس اور اشتباہ پڑا ہے قرآن و حدیث سے
موافق اقوال علمائے اہل سنت کے واسطے ہدایت عوام کے لکھے ہین - واللہ یہدی من یشاء الی
صراط مستقیم **اول عقائد باطلہ نجدیہ** سے یہ ہے کہ افعال و اعمال کو داخل حقیقت ایمان مثل
تصدیق کے سمجھتے ہین جیسے کہ معتزلہ اور خوارج افعال کو رکن ایمان جانتے ہین اور مذہب جمہور
اہل سنت جماعت یہ ہے کہ رکن ایمان کا تصدیق قلبی ہے اور اقرار شرط اجرائے احکام ہے
دنیا مین اور بعض کہتے ہین کہ ایمان عبارت ہے تصدیق اور اقرار سے مگر اقرار محتمل سقوط ہے
جیسے گونگے اور مکرہ مین چنانچہ شرح عقائد نسفی مین ہے ھذا الذی ذکر من ان الایمان
ھو التصدیق والاقرار مذھب بعض العلماء وجمھور المحققین الی انه التصدیق
بالقلب وانما الاقرار شرط لاجراء الاحکام فی الدنیا لان التصدیق بالقلب امر
باطن ولا بد له من علامة فمن صدق بقلبه ولم یقر بلسانه فھو مؤمن عند الله
وان لم یکن مؤمنا فی احکام الدنیا ومن اقر بلسانه ولم یصدق بقلبه کالمنافق
فھو بالعکس فقط اور ایسا ہی ثابت ہوتا ہے قرآن سے کہ ایمان نام تصدیق قلبی کا ہے نہ اقرار
زبانی کا جیسے فرمایا ہے اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ
يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ یعنی منافق اقرار جھوٹا
کرتے ہین تصدیق قلبی نہین کہ ایمان ثابت ہو پس عمل رکن حقیقت ایمان کا نہین ہے مگر مجازاً
اطلاق ہوتا ہے جیسے بال اور ناخن کہ جزء بدن کہتے ہین اور اُنکے معدوم ہونے سے بدن معدوم
نہین ہوتا ہے پس مرتکب کبیرہ مذہب اہل سنت مین مؤمن ہے اور خوارج کافر جانتے ہین اور
معتزلہ نہ مؤمن نہ کافر جیسا شرح عقائد نسفی مین ہے والکبیرۃ لا تخرج المؤمن من الایمان
خلافا للمعتزلة حیث زعموا ان مرتکب الکبیرة لیس بمؤمن ولا کافر وھذا ھو المنزلة
بین المنزلتین بناء علی ان الاعمال عندھم جزء من حقیقة الایمان ولا یدخله فی
الکفر خلافا للخوارج فانھم ذھبوا الی ان مرتکب الکبیرة بل الصغیرة ایضا کافر وانه

لا واسطة بين الايمان والكفر اور معتزلہ ابطال مذہب اہل سنت پر اشعار و دلیلین آیات
اور حدیث سے ذکر کرتے ہین اور اہل سنت اُسکا جواب دیتے ہین چنانچہ یہ تمام سوال اور
جواب شرح مواقف مین موجود ہین اُسی مین سے یہ آیت ہے وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ
بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ اور جواب یہ ہے کہ یہان ایمان بمعنی لغوی مراد ہے نہ ایمان مصطلح
وعن ابن عباس فی تفسیر هذه الآیة ان سألتهم من خلق السموات والارض لیقولن
الله فذلك ایمانهم وهم یعبدون غیره فذلك شرکهم اخرجه البخاری وغیره
اور یہ بیان ہے حال مشرکین عرب کا نہ وعدہ آیندہ کے لئے اور تمام آیة یہ ہے وَمَا اَكْثَرُ النَّاسِ
وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ وَمَا تَسْئَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِيْنَ وَكَاَيِّنْ
مِنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ
بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝ اور دوسری آیت یہ ہے وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْكٰفِرُوْنَ اور جواب یہ ہے کہ نہ حکم کرے تمام حکم الٰہی کے موافق یعنی جو کچھ خدا نے نازل کیا ہے
کسی پر حکم نکرے یا مراد ما انزل اللہ سے توریة ہے بقرینہ ما قبل پس یہ آیت مخصوص ہے ساتھ یہود کے غرض
اکابر اہل سنت نے جواب معتزلہ اور خوارج انواع طرح سے دیا ہے اور کہین استدلال بمعارض قوی
کیا ہے پس جو آیتین خوارج اور معتزلہ سند پکڑتے ہین وہی یہ نجدیہ بیان کرتے ہین اسی سبب سے ہر فعل کو
حرام ہو یا مکروہ شرک اور کفر کہتے ہین اور اکثر افعال پر حکم شرک اور کفر کا کرتے ہین بے شرط تصدیق مثل
خوارج کے کہ ہر مکروہ اور حرام کو کفر کہتے ہین جیسا کہ شرح مواقف مین ہے فقالت الخوارج کل معصیة
کفر وقد ابطلناه اور حکم تکفیر اہل قبلہ ہرگز جائز نہین اور نسبت بہ کفر کرنے مین کمال احتیاط لازم
ہے جیسا کہ بحر الرائق مین لکھا ہے روی الطحاوی عن اصحابنا لا یخرج الرجل من الایمان
الا جحود ما ادخله فیه ثم ما تیقن انه ردة یحکم بها وما یشك انه ردة لا یحکم بها
اذ الاسلام الثابت لا یزول بالشك مع ان الاسلام یعلو ولا یعلی اور خلاصہ وغیرہ مین
ہے جب ایک مسئلہ مین کئی وجہ تکفیر ہون اور ایک وجہ مانع تکفیر پس لازم ہے مفتی کو کہ اختیار
کرے وجہ منع تکفیر کو بسبب حسن ظن کے ساتھ مسلم کے اور تاتارخانیہ مین ہے کہ نہ تکفیر کیجاے
کلام محتمل سے اور قابل پرہیز کے ہے کہ فتوی دیا جاے مسلمان ساتھ کفر کے اور ممکن ہو کہ حمل

کیا جائے کلام اُسکا محل نیک پر پایا ہو اُسکی کفر مین اختلاف اگرچہ کوئی روایت ضعیف ہی ہو
اسی سبب سے اکثر الفاظ تکفیر کے ہین کہ نہین فتوا دیا جاتا ساتھ تکفیر کے اُنسے اور فتح القدیر مین ہے
کہ مجتہدین مسلم الثبوت مین حکم کرتے ساتھ تکفیر خوارج کے جو کہ اہل مذاہب تکفیر اکثر کی کرتے ہین
وہ نہین ہے کلام فقہا مجتہدین کا اور نہین اعتبار غیر فقہا کے کلام پر اور ایسا ہی کچھ شرح
مواقف اور در مختار اور اشباہ وغیرہ مین ہے اور ایسا ہی لکھا ہے ملا علی قاری نے شرح فقہ
اکبر مین کہ خوارج کافر کہتے ہین مرتکب ہر گناہ کو اور خاص لوگ اہل کلام اور فقہ اور حدیث
سے نہین تکفیر کرتے ساتھ اعمال کے مگر بیچ عقائد بدعیہ کے نہ بیچ فعل کے پس جو لوگ تکفیر
کرتے ہین ہر مبتدع کے پس یہ مذہب قریب ہے مذہب خوارج اور معتزلہ سے اور بڑا عیب
اہل بدعت کا یہ ہے کہ تکفیر کرتا ہے بعض بعض کی اور کمال خوبی اہل سنت جماعت کی ہے
کہ تکفیر نہین کرتے خطا وار کہتے ہین فقط آب . ظاہر ہے کہ قول وہابیون کا مثل قول خوارج
اور معتزلہ کے ہے کہ ہر فعل مکروہ اور حرام کو بدعت سے کفر اور شرک کہتے ہین اور کچھ شرط اعتقاد
حلیۂ بدعت سیئہ اُسمین نہین کرتے اور وہی آیہ وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون
جو خوارج دلیل پکڑتے ہین یہ بھی سند لاتے ہین غرضکہ فقط افعال اور اعمال معصیت پر
حکم شرک کرنا مذہب خوارج اور معتزلہ ہے بے شرط اعتقاد اور تصدیق کے ۔ آب جاننا چاہئے
کہ ایمان نام ہے تصدیق اُس چیز کا کہ لائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے توحید
اور رسالت اور معاد اور احکام عبادات وغیرہ سے آور توحید جاننا اس امر کا ہے کہ اللہ
تعالیٰ اپنی ذات اور صفات سے ایک ہے کوئی شریک اُسکا نہین ہے نہ الوہیت مین نہ کمال
صفات مین کہ مختص بالوہیت ہین اور وہ کمال ذاتی ہونا ہے صفات کا کہ اُسکو مستقل
بھی کہتے ہین اور عموم ہے کہ اُسکو اطلاق بھی کہتے ہین یعنی جمیع صفات کمال مثل سمع اور بصر
اور کلام اور قدرت اور علم اور حیات اور ارادہ اور حکمت وغیرہ اُسکو ثابت ہین بالذات یعنی
کسیکی دی ہوئی نہین اپنی ذات سے حاصل ہین اور تمام ممکنات مین اُسکی دی ہوئی ہین
جب چاہے لے بالاستقلال نہین اور سب صفات اُسکی کامل ہین اس درجہ مین
کہ اُس کمال کو نہایت نہین اور اسی کو عموم اور اطلاق کہتے ہین مثلاً مطلق علم اور عموم علم

یہ ہے کہ علم ماضی اور حال اور استقبال اُسکو برابر ہر وقت ازل سے ابد تک عموماً اور مطلقاً حاصل ہے کہ ازل مین کیا ہوا اور اب کیا ہو رہا ہے اور آیندہ کو کیا ہوگا اور بعد قیامت کیا ہوگا غرض کہ اُسکے علم کو نہایت نہین کہ کوئی بیان کرسکے اور جو کچھ بیان مین آتا ہے وہ متناہی ہو جاتا ہے اور اُسکا علم غیر متناہی ہے جو کچھ مشکل سے مشکل معلومات تصور کیجئے اُس سے اُسکا علم بالاتر ہے یعنی عام اور مطلق ہے اور اسیطرح قدرت کا حال ہے کہ ہر چیز پر اور ہر شخص پر اور ہر کام پر یکساں مشکل ہو قدرت رکھتا ہے کوئی مرتبہ ایسا نہین کہ وہان اُسکی قدرت کو مقید اور محصور کرین بلکہ مطلق اور عام ہے جو کام مشکل سے مشکل ذہن مین تصور کیا جائے قدرت اُسکی اُس سے بالا ہے اگر چاہے مثل ان آسمانون کے اور زمین کے الی غیر النہایۃ پیدا کرسکتا ہے غرض کسی مرتبہ مین نہایت اُسکی قدرت کو نہین کہ اُس سے زیادہ نہو اور ایسا ہی حال ہے سمع اور بصر کا کہ کوئی چیز کہین کسیقدر پوشیدہ ہو دیکھتا ہے کوئی مرتبہ پوشیدگی کا ایسا نہین کہ وہ اُسے نہ دیکھ سکتا ہو اور کوئی کلام اور آواز کیسی ہی باریک اور خفیہ ہو سکو سنتا ہے اگر تمام مخلوقات ایک آنِ واحد مین عرض کرین سب کی عرض جدا جدا سنتا ہے غرض کوئی مرتبہ سماعت اور بصارت مین ایسا نہین کہ اُس سے آگے اُسکی سمع اور بصر نہو بلکہ جو مرتبہ مشکل سے مشکل سمع اور بصر مین تصور کیجئے اُسکی سمع اور بصر اُس سے زیادہ ہے ۔ غرض تمام صفات ثبوتیہ اللہ تعالی کی غیر متناہی ہین کمالات مین کسی مرتبہ مین محصور نہین کہ اُس سے آگے نہ بڑھین اور یہی مراد ہے اطلاق اور عموم صفات سے کہ کسی مرتبہ مین مقید اور محصور نہین اور یہ کمال مختص بالوہیت ہے کسی مخلوق کی کسی صفت کو حاصل نہین اور ایسی کوئی صفت عام اور مطلق کسی مخلوق مین جاننی شرک ہے علم ہو یا قدرت وغیرہ اور پرتو اِن صفات خدا کا انسان اور دیگر مخلوقات مین بھی ہے کہ آدمی بھی سُنتا اور دیکھتا اور کلام کرتا ہے اور علم اور قدرت اور ارادہ اور حیاۃ وغیرہ رکھتا ہے جیسا کہ تمام آدمیون مین مشاہد اور محسوس ہے ایسا کہ کچھ خفا نہین اور شرع سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ صفات حق تعالی نے انسان کو بھی عطا فرمائین جیسے فرمایا ہے فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۔ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۔ وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا ۔ اور ارادہ مین فرمایا ہے وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۔ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ۔ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ

پائی اور زندگی مین فرمایا ہے اَلَّذِیۡنَ ضَلَّ سَعۡیُهُمۡ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا - وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلَ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا اور قدرت کسب فعال جوارح اور انواع افعال پر ثابت ہے قَدۡ خَسِرَ الَّذِیۡنَ قَتَلُوۡۤا اَوۡلَادَهُمۡ اور تَنۡحِتُوۡنَ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا وَتَتَّخِذُوۡنَ مِنۡ سُهُوۡلِهَا قُصُوۡرًا - اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ - لِلَّذِیۡنَ اَجۡرَمُوۡا صَغَارٌ پس یہ صفات انسان مین اور دیگر مخلوقات مین بھی مثل جنّات اور ملائکہ اور ارواح مجرّدہ کہ مثل فرشتون کے ہین اور اسی سبب سے فرشتون کو بھی روح کہتے ہین جیسے کہ جبرئیل علیہ السلام کو روح القدس اور روح الامین کہتے ہین پائی جاتی ہین مثلاً کہتے ہین فلان شخص اندھا بہرا نہین سب کچھ سنتا دیکھتا ہے یا فلان ہرکارہ بیس کوس چلنے کی قدرت رکھتا ہے یا فلان پہلوان اگر ارادہ کرے پانچ من بوجھ اُٹھا سکتا ہے اور یہ قدرت افعال فرشتون مین بنی آدم سے زیادہ معلوم ہوتی ہے شریعت سے - جیسے چیخ حضرت جبرئیل ع سے ہلاک ہونا بعض بستی کفار کا حدیث مین وارد ہے اور اشدّ قتال کرنا جبرئیل اور میکائیل ع کا بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور بعض حدیثون مین مع اسلحہ بھی وارد ہے یا جیسے قرآن مین ہے اِذۡ یُوۡحِیۡ رَبُّكَ اِلَی الۡمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیۡ مَعَكُمۡ فَثَبِّتُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یعنی ثابت رکھو اے فرشتو مسلمانون کو مقابلہ کفار مین یا کہنا حضرت جبرئیل ع کا مریم ع سے لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا اور اسیطرح بولتے ہین فلان شخص اپنا نفع وضرر خوب جانتا ہے اور امام اعظم فقہ مین بڑے عالم ہین اور کلام اور علم فرشتون کو بھی ثابت ہے جیسے حضرت آدم ع کے باب مین کہا قَالُوۡۤا اَتَجۡعَلُ فِیۡهَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡهَا وَیَسۡفِكُ الدِّمَآءَ اور ہونا علم لوح محفوظ کا حضرت اسرافیل ع کو احادیث صحیحہ سے ثابت اور جبرئیل ع سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر باتین پوچھی ہین اور انہون نے بتائی ہین پس یہ صفات بنی آدم سب ایک دوسرے کو ثابت کرتی اور بولتے ہین اور آجتک باہم اسیطرح گفتگو کرنے کو کسی نے شرک نہین کہا اور نہ منع کیا اسی سبب سے کہ کوئی صفات انسان وغیرہ مخلوق کو بالذات اور عام مثل صفات حق تعالیٰ کے نہین جانتا اور اسیطرح بادشاہ کے حکم کو بھی حکم کہتے ہین اور اُسکے ماتحت لوگون کے فیصلہ کو بھی حکم کہتے ہین کہ فوجدار نے فلان مقدمہ مین یہ حکم دیا اور دیوان نے یہ حکم لکھا اور تحصیلدار نے یہ حکم کیا اور کمشنر نے یہ حکم چڑھایا اور ہر چند بادشاہ

جانتا ہے مگر کبھی ممانعت نہین کرتا کہ انکے حکم کو حکم نہ کہو میرے حکم کی طرح بلکہ اُسکو اپنا ہی حکم سمجھتا ہے کہ وہ سب حکومتین پر تو اُسی حکومت کا ہے انکی رونق اور عزت اُسی حکومت کی رونق ہے اور سب لوگ یہی سمجھتے ہین کوئی حکم تحصیلدار وغیرہ کو برابر مرتبہ مین حکم بادشاہ کے نہین جانتا اسلیئے کہ حکومت بادشاہ اُنکی دی ہوئی نہین ہے بالذات ہے اور حکومت تھانہ او تحصیل ناقص ہے کماً و کیفاً اسیطرح صفات ممکنات سب عارضی ہین خدا کے دیے ہوے جب چاہے سلب کرلے اور صفاتِ آلہی سب بالذات اور مستقل ہین کسی کی دی ہوئی نہین دوسری صفات ممکنات سب ناقص متناہی ہین مثلاً سمع اور بصر انسان کی کیسی ہی کامل ہو مگر چیونٹی کے پانو کی آواز نہین سن سکتا اور ساتوین زمین کے نیچے جو کچھ ہے نہین دیکھ سکتا ہے۔ یہی حال قدرت کا ہے کہ کیسا ہی پہلوان زبردست ہو پہاڑ نہین اُٹھا سکتا نہ زمین کو چیر ڈالنے کی قدرت رکھتا ہے اور ایسا ہی حال علم کا ہے کہ جو چیز حواس ظاہری اور باطنی سے نہین معلوم ہو سکتی ہرگز نہین جان سکتا اور اہل علم کامل جانتے ہین کہ کیسا ہی کمال ہو مگر مجہولات اُس علم کے بہ نسبت معلومات زیادہ ہونگے مثلاً کیسا ہی طبیب ہو ہزارہا چیزون کے خواص مجہول ہونگے اور ہزار اسباب اور علاماتِ امراض غیر معلوم اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بہت جگہ لاادری فرمایا ہے غرض صفات انسان سب محدود ہین ایک حد تک کہ اُس سے زیادہ نہین ہو سکتی ہین اور ایسا ہی حال ملائکہ وغیرہ ممکنات کا ہے جیسے بھوک پیاس کی کیفیت فرشتون کو نہین معلوم نہ قیام قیامت کا علم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی سب صفات کامل ہین بکمال غیر متناہی یعنی کسی مرتبہ اور کسی حد پر محصور نہین پس ناقص کو برابر کامل اکمل اور عرضی کو برابر ذاتی مستقل کے کون سمجھتا ہے اگرچہ بولنے مین ایک لفظ دونو جگہ بولا جاوے پس حق تعالیٰ کو صاحب علم اور صاحب قدرت کہنا یہ معنی ہین کہ اُسکی قدرت اور علم ذاتی ہین اور کامل حد سے زیادہ اور انسان اور جنات اور ملائکہ اور ارواح کو ذی علم اور قدرت کہنا یہ معنی ہین کہ انکا علم اور قدرت عرض ہین غیر مستقل اور ناقص بقدر استعداد محصور اور محدود پس ظاہر ہوا کہ بولنے الفاظ مشترکہ سے بلحاظ تفاوت معنی خدا اور مخلوق مین شرک لازم نہین آتا جیسے مولوی اسمٰعیل صاحب مرحوم نے بھی تقویۃ الایمان مین لکھا ہے کہ السّیّد ھو اللہ حدیث ہے سید خدا کو بھی کہتے ہین اور سردار قوم کو بھی بتفاوتِ معنی پس جیسے صفات آلہی

تمام انسان باہم ایک دوسرے پر بولتے ہین کوئی شرک نہین کہتا ایسے ہی اطلاق اِن صفات کا ملائکہ اور ارواح اموات پر اُسی معنون مین شرک نہین ہو سکتا کہ باقی رہنا ارواح کا بعد مفارقت شرع سے ثابت ہے اور تمام علما اور صلحا اِسکے قائل ہین چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب اور شیخ عبدالحق صاحب محدث اور ملا علی قاری وغیرہ متقدمین علمانے بخوبی شرح لکھا ہے کہ روح بعد مفارقت بدن بجمیع اوصافہ باقی رہتی ہے بلکہ روح صلحا کو ترقی ہوتی ہے اور شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی مین لکھتے ہین کہ روح کو بُعد مانع ادراک نہین جیسے قوۃ بصر زندون مین ساتوین آسمان کے ستارے دیکھتی ہے چنانچہ یہ سب اقوال علما کے اور محدثین جو اس باب مین وارد ہوئی ہین آگے مذکور ہونگی مگر چونکہ زندون مین عارضی اور ناقص ہونا اِن صفات کا محسوس ہر خاص و عام ہے اور ارواح اموات مین عوام کو کچھ معلوم نہین ہوتا تو وہم ہوتا ہے کہ شاید اموات مین ان صفات کو ذاتی اور مستقل اور غیر متناہی مانند صفات الٰہی کے سمجھین اور گرفتار ضلالت ہون لہذا بنظر حفظ ایمان عوام اور دفع توہم کے اطلاق اِن صفات کا روح اموات پر مصلحتاً بہتر نہین ہے واسطے عوام کے نہ کہ اطلاق اِن صفات کا روح پر عموماً شرک ہے بلکہ جیسے زندون مین یہ صفات ہین روح اموات مین بھی ہین اگر شرک ہو تو دونو جگہ برابر ہے اور نہین تو دونون جگہ نہین ہے جیسے زندون مین غیر ذاتی اور ناقص ہین ویسے ہی روح اموات مین اگر کوئی کسی غیر خدا میں یہ صفات ذاتی اور کامل اور غیر متناہی سمجھے شرک ہے زندہ ہو یا مردہ فرشتہ ہو یا جن وغیرہ چونکہ اس مقام مین دھوکہ تھا لہذا تشریح کی گئی ہے اور ارواح انسانی کو یہ صفات اس دنیا مین بھی بوساطت حواس جسمانی حاصل ہین مثلاً سوتے مین کہ حواس خمسہ معطل ہوتے ہین خواب مین آدمی دیکھتا ہے کسی زندہ یا مردہ کو اور اُسکو پہچانتا ہے کہ فلان شخص ہے اور سبز یا سفید کپڑے ہین اور کچھ کہتا ہے اُنسے یا جو کچھ وہ کہتے ہین سنتا ہے اور سمجھتا ہے۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب اور اُنکے والد نے اپنے خواب لکھے ہین اُسمین بیعت کرنا خواب مین اور دریافت کرنا بعض مسائل کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور دیگر اولیا سے ذکر کیا ہے اور افعال بھی روح اموات سے مثل زندون کے ہوتے ہین کہ اولیا سے بتواتر منقول ہین اسلئے کہ مردہ جسم ہے بسبب مفارقت روح کے اور روح باقی ہے شرعاً اور عقلاً جیسے قرآن

مجید مین ہے قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ ۰ اور
حدیث مین ہے کہ جب اٹھاتے ہین جنازہ لوگ پس اگر ہوتا ہے نیک کہتا ہے آگے لیچلو مجھکو اور اگر
ہوتا ہے بدکار کہتا ہے افسوس کہان لیچلے مجھکو یسمع صوتھا کل شئ الا الانسان ولو سمع
الانسان لصعق اور ابن ماجہ مین ہے کہ کہا محمد بن منکدر نے جابر ابن عبداللہ سے وقت موت انکی کے کہ
اقرأ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السلام اور ابن ماجہ مین ہے کہ کہا ام بشر نے کعب سے
وقت موت انکی کے کہ اگر ملاقات ہو فلان سے پس سلام کہنا اور جب کہا کعب نے کہ ہم حال مین مشغول
ہونگے تو کہا ام بشر نے کہ اے کعب کیا نہین سنا تو نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے
تھے اِنَّ ارواح المؤمنین فی طیر خضر تعلق بشجرۃ الجنۃ قال بلی قالت فھو ذاک اور والنازعات
غرقا کی تفسیر مین صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ ارواح دوستان خدا بعد موت کے مدبرات امر مین داخل
ہوتی ہین یہ انہین کی قسم ہے غرض بہت آیتین اور حدیثین بقائے ارواح پر دلالت کرتی ہین
اور بڑی دلیل ثبوت عذاب قبر ہے کہ منکر اسکا ملحد ہے مگر اہانت کرنے والے دوستان خدا کے
کہ در پردہ اہانت الہی کرتے ہین آگا پیچھا نہین دیکھتے ہین نہ اقوال علمائے سلف سنتے ہین اب
بعض نادان کہتے ہین کہ خدا دور و نزدیک سے برابر سنتا ہے اور دیکھتا ہے ایسا کسیکو سمجھنا شرک
ہے وہ لوگ غافل ہین معرفت الہی سے اور جاہل آیات قرآن سے اسلئے کہ خدا تعالی جسم نہین کہ
بظاہر دور و نزدیک کسی سے ہو دور اور نزدیک ہونا اشیا سے اسطرحپر خاصہ جسم کا ہے حق تعالی سے
قرب اور بعد باعتبار مرتبہ کے ہے نہ بحسب ظاہر اور آیہ قرآن شریف کہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ
حَبْلِ الْوَرِیْدِ اور اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ سے حق تعالی کو ہر بشر کے ساتھ کمال قرب ہے اور
ہر چیز کے ساتھ احاطہ بعد کسی بشر اور کسی شئے سے نہین ہے پھر دور خدا کو کہنا اور نزدیک کہنا جسم ثابت
کرنا ہے یا انکار کرنا ہے آیہ نحن اقرب الیہ سے اور یہ دونو باتین کفر ہین قائل اس کلام کا پہلے اپنی
جہالت کفر سے توبہ کرے پھر اورون کو ہدایت کا مضائقہ نہین۔ اور جاننا چاہئے کہ بعض آدمی
ایسے تیز سماعت اور بصارت ہوتے ہین کہ سو دو سو قدم کے فاصلہ سے بات سن لیتے ہین اور کتنی
دور سے کسیکو آتے دیکھین پہچان لیتے ہین کہ فلانا شخص ہے اور بعض کی سماعت اور بصارت ایسی
نہین ہوتی کہ دور کی بات سنین یا دور کے آدمی کو پہچانین پس پہلے آدمی کو کہتے ہین کہ یہ دور اور

نزدیک سے برابر سنتا دیکھتا ہے اور دوسرے کو کہتے ہین کہ یہ پاس سے سنتا دیکھتا ہے دور سے نہین
سنتا دیکھتا اور قائل اس کلام کا مشرک نہین اور اگر کہین کہ یہ کچھ بُعد نہین مراد بُعد آسمان و
زمین ہے تو بہت حدیثون مین آیا ہے کہ بنی آدم کے حال سے فرشتے مطلع ہوتے ہین جیسے
حدیث بخاری اور مسلم مین ہے کہ جب طلب کرتا ہے شوہر اپنی بیوی کو بستر پر اور وہ انکار کرتی
ہے پس وہ ہوتا ہے غصہ مین پس لعنت کرتے ہین اُس عورت پر فرشتے صبح تک اور ترمذی اور
ابن ماجہ مین ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ نہین تکلیف دیتی کوئی عورت اپنے خاوند کو دُنیا
مین مگر کہتی ہے بیوی اُسکی حورون سے کہ نہ اذیت دے اُسکو لعنت کرے تجھکو خدا یہ مہمان ہے
تیرے پاس عنقریب آویگا ہماری طرف - پس یہان سے صاف ظاہر ہے کہ فرشتے مطلع ہوتے
ہین احوال بنی آدم پر جیسا کہ علما نے استدلال کیا ہے اِن حدیثون سے اور مثل اسکے بہت
حدیثین ہین کہ اُنسے اطلاع فرشتون کی احوال بنی آدم پر معلوم ہوتی ہے - اب چاہئیے کہ اور
کوئی حد بُعد مقرر کرین کہ حق تعالیٰ اسقدر دور سے سنتا دیکھتا اور مطلع ہوتا ہے اور سوا اُسکے کوئی
اِسقدر دور سے مطلع نہین ہوتا اور ثابت کرین اُس بُعد کو شرع سے جیسے ثابت ہے قرب
نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ سے اور اسیطرح بعض جُہلا کہتے ہین کہ زندہ کرنا موتی کا
اور اچھا کرنا مریض کا اور خبر غیب کی دینا خاصّہ خدا کا ہے دوسرے کسی مین یہ صفتین سمجھنی
شرک ہے - اور نہین دیکھتے حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کہ کہا ہے وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ
وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۚ
اور نہین دیکھتے حال جناب خاتم المرسلین کا کہ واقعۂ بدر مین ہاتھ رکھ رکھ زمین پر فرمایا کہ فلان
شخص اس جگہ مریگا اور فلان اس جگہ اور ایسا ہی وقوع مین آیا اور جنکو شہید فرمایا وہ شہید ہوکر
مرے اور در باب خلافت کے جو مدت فرمائی تھی وہی ظہور مین آئی اور علامات قیامت مین کیسی
خبرین آئندہ کی دی ہین اور جو خبرین دی ہین ویسی ہی واقع ہوئین اور باقی ہونگی اور جنگ خیبر مین جناب
ولایت مآب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو واسطے علم دینے کے بُلایا تو اُنکی آنکھین دُکھتی
تھین پھر فوراً اچھی ہوگئین آپکی برکت سے اور اسیطرح خبر دی یہود کو نام بانون اُنکے سے
خیبر مین اور سلمہ ابن اکوع کی پنڈلی مین جب ضرب آئی ایسی کہ لوگون نے جانا کہ مرگیا پھر جو نکلا

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ اُسیوقت اچھا ہوگیا جیسا کہ بخاری مین ہے اور غزوہ موتہ مین خبر دی آپنے موت زید اور جعفر اور ابن رواحہ کی پہلے آنے خبر شہادت اُنکی سے اور خندق کھودنے مین عمار سے فرمایا تقتلك الفئة الباغية اور جب عبد اللہ بن عتیک پھر ابو رافع یہودی کو قتل کر کے اور ٹوٹ گئی ٹانگ اُنکی اور عمامہ سے باندھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور بیان کیا پس آپنے ہاتھ پھیرا فوراً اچھے ہوگئے بخاری مین موجود ہے اور اسیطرح سُننا اور معلوم کرنا عذاب قبر کا آنحضرت صلعم سے مروی ہے غرض صدہا باتین اس قسم کی احادیث مین ہینگی مگر جنکے دلون مین اہانت انبیاء اور اولیاء اللہ ہے وہ ایسی حدیثین نہین سُنتے دیکھتے اور ناحق لوگون کو مشرک بناتے ہین اور اس بہانہ سے عوام کے دلون مین سے محبت اور عظمت اُنکی جو دلیل ایمان ہے کھوتے ہین اگر یہ کہین کہ یہ مخصوص انبیا سے ہے تو دیکھین کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل حدیث موجود ہے اور کرامات صلحاے مومنین برحق ہے منکر اُسکا کافر جیسا کہ کتب عقائد مین لکھا ہے اور حدیث سے ثابت ہے بلکہ استدراجا کفار سے بھی ہوتا ہے جیسے دجال سے زندہ کرنا مردونکا اور مثل اسکے بہت باتین حدیثون مین مذکور ہین پس قدرت اِن کامون کی مخلوق کو بھی ثابت ہے اور ورا اسکے اور طرح طرح کی قدرت مخلوق کو ثابت ہے جیسے اُٹھانا گائے کا تمام زمین کو سینگ پر یا ایک فرشتہ کا ہاتھون پر حدیث مین وارد ہے اور قبض ارواح کرنا عزرائیل علیہ السلام کا ہزار ہا بنی آدم سے ہر روز اور رزق پہونچانا میکائیل علیہ السلام کا اور ہونا علم لوح محفوظ کا اسرافیل علیہ السلام کو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور ہلاک کرنا چیخ سے بعض فرشتونکا بعض شہر کفار کو اور اسیطرح انواع تاثیرات اشیا کی جیسے جلانا آگ کا اور تبرید پانی کی اور تاثیر اشیاء سمی اور فادزہر کی شبانہ روز محسوس اور مشاہد ہین اگر کہین کہ یہ باتین تمام مخلوق اور ممکنات کو حق تعالی کی دی ہوئی ہین اُنکو اپنی ذات سے حاصل نہین جب چاہے لیلے تو بیشک یہ بات درست ہے مگر یہ سمجھنا تمہارا مسلمانون کی نسبت کہ یہ اِن صفات کو مخلوق مین بالذات سمجھتے ہین بن کہے اُنکے کیونکر معلوم ہوا اگر وحی ہے تو جھوٹ ہے کہ نبوت ختم ہوچکی اور اگر گمان ہے تو ظن المومنین خیرا چاہئے اور اگر قیاس ہے تو غلط ہے اسلئے کہ مسلمان

سب کو مخلوق اور محتاج حق تعالی سمجھتے ہین اور جب خود ہر شئے کو بنفسہ مخلوق سمجھا تو اُسکی صفات کو کسطرح غیر مخلوق اور بالذات سمجھینگے بلکہ اگر کوئی کسی ملازم بادشاہ مثل تھانہ دار یا تحصیلدار یا فوجدار وغیرہ کے انتظام اور حکومت کی تعریف کرے کہ اُسکا حکم مثل نادر کے ہے اور عدل مثل نوشیروان کے اور انتظام اور سیاست اس درجہ مین کہ اُس سے زیادہ کوئی نہین کرسکتا ہے پس وہ بادشاہ اُسکی تعریف سنکر خوش ہوتا ہے کہ فی الحقیقت تعریف اُس بادشاہ کی ہے اِسلیئے کہ وہ حکومت اُسیکی دی ہوئی ہے ایک شعبہ ہے اُسکی حکومت سے اِس تعریف کو کوئی شرکت نہین کہتا ہے نہ تعریف کرنیوالا شرکت سمجھتا ہے بلکہ اُسکی حکومت کی تعریف کو تعریف حکومت بادشاہ سمجھتے ہین اسلئے کہ حکومت تھانہ دار وغیرہ اُسکی دی ہوئی ہے اور قلیل ہے برابر حکومت بادشاہ کے کیونکر ہوسکتی ہے کبھو کسیکے خیال اور وہم مین بھی شرکت نہین آتی ہرچند کہ جو سیاست وغیرہ حکومت ہر بادشاہ مین ہے وہ حکومت تھانہ دار وغیرہ مین بھی ہوتی ہے مگر کوئی تھانہ دار کو برابر بادشاہ کے نہین جانتا اور اگر کوئی یہ سمجھے کہ اسنے حکومت تھانہ اور تحصیل کو برابر حکومت بادشاہ کے کردیا تو وہ شخص نادان ہے اپنی بیوقوفی کا علاج کرے کہ غلط سمجھا نہ کہ اسطرح تعریف کرنیکو منع کرے بلکہ وہ حکومت سلطانی کو نہین سمجھا کہ کیا چیز ہے اور کس عظمت کے ساتھ ہے اور حکومت تھانہ کیا ہے اگرچہ حکومت دونون کو برابر کہتے ہین جیسے حرارت آفتاب اور حرارت چراغ دونو کو حرارت کہتے ہین مگر حرارت چراغ کو کیا نسبت عظمت حرارت آفتاب سے پس جو لوگ کہ اس قسم کی ہر ایک بات کو شرک کہتے ہین وہ عظمت اور قدرت صفات الٰہی کو نہین جانتے کہ کس مرتبہ مین ہے اور کیا چیز ہے اگر جانتے تو کبھی صفات محدودہ اور محصورہ غیر مستقلہ مین شرکت نہ کہتے ان لوگون کو چاہیئے کہ معرفت صفات الٰہی پیدا کرین جب خود بھی صاحب ایمان ہونگے اور دوسرونکو بھی شرک سے بچائینگے اور جب تک کہ خود ہی عظمت اور مرتبہ صفات الٰہی نہین جانتے تو اورونکو کیا ہدایت کرینگے اب اکثر صفات الٰہی سوائے الوہیت کے اُسکی مخلوق مین بھی اُسی کی دی ہوئی پائی جاتی ہین مگر وہ فقط مشارکت اسمی ہے جیسے حکومت تھانہ اور حکومت شاہی حکومت تھانہ کیسی ہی عالی مرتبہ دارو گیر مین ہو حکومت شاہی سے

کیا نسبت اور مبالغہ سیاست حکومت تھانہ مین عین تعریف حکومت شاہی ہے نہ شرکت بلکہ سب تابعین حکومت سلطانی کی حکومت مین مبالغہ کرنا اور اطاعت کرنی اور عظمت بیان کرنی ظاہر کرنا عظمت حکومت شاہی ہے نہ شرکت اور تحقیر اور اہانت کرنی انکی اور عدم اطاعت دلیل صریح ہے توہین حکومت شاہی کی اسی سبب سے جو کوئی تعظیم اور تکریم گورنر کی اور اُسکی اطاعت نہین کرتا باغی تصور کیا جاتا ہے اور جو کوئی تعظیم گورنر کی کرتا ہے بسلام اور نذرانہ اور تعمیل حکم وہ مقربین اور مخلصین اُس دولت سے ہوتا ہے پس سمع و بصر و علم اور کلام اور حیاۃ اور ارادہ وغیرہ انسان اور فرشتون اور ارواحون مین کہ وہ بھی مثل فرشتون کے مجردات سے مین موجود ہین اگرچہ ذاتی اور عام نہین پس اگر کسی کی نسبت اموات سے ان صفات کو مثل زندون کے جانے تو شرک نہین ہو سکتا اسلئے کہ روح کو شرع مین فنا اور موت نہین۔ فانی اور مردہ جسم ہے بسبب جدا ہونے تعلق روح کے اس جسم سے اور روح باقی ہے ۔

اب چند افعال کہ بجدیہ اُنکو شرک کہتے ہین بلا شرط کے اُنکا حال لکھا جاتا ہے کہ مجتہدین اور معتمدین علمائے سنت کے نزدیک اُنکا کیا حکم ہے **اوّل** سجدہ ہے کہ جسکو غیر خدا کے واسطے عموماً شرک کہتے ہین اور یہ بھی کہتے ہین کہ شرک سے ممانعت اور توحید کا حکم سب شریعتون مین حضرت آدم کے وقت سے برابر ہے اور آیۂ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ہ سے بخوبی ثابت ہے کہ ہمیشہ توحید سب نبی بیان کرتے رہے ہین اور فرشتون نے حضرت آدم کو اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کو سجدہ کیا اگر مطلقاً سجدہ شرک ہوتا تو فرشتے اور نبی مشرک ہوتے جو معصوم ہین شرعاً پس مطلقاً شرک ہونا سجدہ کا یہ دعویٰ انکا غلط ہے جیسا کہ تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ پیشانی بر زمین نہادن بدو طور واقع می شود یکے برائے اداے حق عبودیت باشد و این قسم در جمیع ادیان و ملل برائے غیر خدا حرام و ممنوع است و ہیچگاہ جائز نشدہ زیرا کہ از محرمات عقلیہ است و محرمات عقلیہ بہ تبدل ادیان و ملل متبدل نمی شوند و دلیلش آنکہ این تعظیم مشعر بغایت تذلل است و غایت تذلل برائے کسے سزاوار کہ در غایت عظمت باشد و غایت عظمت آنست کہ ذاتی باشد و عظمت ذاتی خاص بحضرت حق است در ہیچ مخلوق یافتہ نمی شود دوم آنکہ برائے تکریم

وتحیه باشد مانند سلام وسرخم کردن وازین معنی باختلاف رسوم وعادات وتبدل ازمنه متبدل می شود

گاہے جائز وگاہے حرام در امتہائے سابقه جائز بود چنانچه در قصهٔ یوسف ع وخرّوا له سجّدا واقع

ودر شریعت ما انیهم مابین مخلوقات حرام وممنوع وسجود فرشتگان برائے حضرت آدم ہمین

طریق بود فقط۔ اور فتاوائے منیه مین لکھا ہے که سجده بوجه تکریم پانچ جگه جائز ہے رعیت بادشاه

کو بیٹا باپ کو مرید شیخ کو قوم نبی کو اور فتاویٰ سراجی اور فتاویٰ خانی مین لکھا ہے اذا سجد

الانسان سجدة التحیة لایکفر واذا سجد الرجل لسلطان وکان قصده التعظیم و

التحیة دون الصلوٰة لایکفر اور فتاوا کافی مین ہے که کہا صدر شہید نے من سجد لغیر الله

وبریدبه التحیة دون العبادة لایکفر پس سجده که به نیت عبادت نہو تحیه ہو کسی غیر کے

واسطے کفر نہین باتفاق علما کے اور حرمت اور جواز مین بھی علما مختلف ہین پس اور افعال

بے نیت اور عقیده کے کیونکر شرک ہو سکتے ہین یه غلط فہمی اور غلط بیانی وہابی مشربونکی ہے که

مثل خوارج فعل پر حکم کرتے ہین اور وه بھی برخلاف تمام علمائے سلف کے۔ اور ایسا ہی مطلقاً طواف

غیر کعبه کو کوئی شرک کہتا ہے کوئی حرام کہتا ہے حالانکه خصوصیت اعمال مین جائز لکھا ہے جیسا

که انتباه فی سلاسل اولیا مین لکھا ہے شاه ولی الله صاحب نے که چون بمقبره درآید دوگانه بروح

آن بزرگوار ادا کند اگر سورهٔ فتح یاد باشد در اول رکعت بخواند ودر دوم اخلاص والا در ہر رکعت سورهٔ

اخلاص پنجبار بخواند بعده قبله را پشت داده بنشیند ویکبار آیة الکرسی وبعض سور تہا بخواند وختم کند و

تکبیر گوید بعده ہفت کرت طواف کند ودران تکبیر بخواند وآغاز از راستا بکند بعده طرف پایان رخساره

نہد وبیاید نزدیک روئے میت بنشیند وبگوید یارب بست ویکبار بعده اول طرف شمال بگوید یا

روح ودر دل ضرب کند یا روح الروح تا وقتیکه انشراح یابد این بکند کشف قبور وارواح او را حاصل آید اور

اسیطرح اگر کوئی بطور ریاضت کے کسی چیز کے گرد گھومے جیسے پہلوان کرتے ہین تو سب مباح

کہتے ہین اس سے صاف ظاہر ہے که یه فعل بد اور شرک بے اعتقاد الوہیت نہین ہے۔ اور اسیطرح

کہتے ہین که وقت تکلیف کے غیر خدا کسیکو یاد کرنا شرک ہے اور نہین دیکھتے اس حدیث کو که حصن

حصین مین موجود ہے اذا خدرت رجله فلیذکر احب الناس الیه اسی جگه سے لوگ نام

لیتے ہین امیر المؤمنین علی مرتضیٰ ؓ کا یا جناب سید الشہدا امام حسین ؓ کا جسوقت پانو پھسلے یا گرنے

لکین اور جو کوئی بسبب نادانی کرنے لگتا ہے تو متولی اسکے اسی طرح کہتے ہین اس سبب سے کہ دوستی اہل بیت
کا حکم ہے قرآن مین قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی اور حدیثون مین کمال
تاکید محبت اہل بیت کی ہے اور مثل کشتی نوح فرمایا ہے اور خصوصًا محبت امیر المؤمنین علی مرتضی کرم
اللہ وجہہ اور جناب حسنین رضی اللہ عنہما مین زیادہ تاکید ہے جیسے کہ آغاز کتاب مین مذکور ہو چکا پس جب
ہر مسلمان کو لازم اور شعار ایمان انکی محبت تھی اور حکم ہوا کہ گرتے وقت نام لے احب الناس کا اور
مسلمانون کو اہل بیت نبوی سے زیادہ کوئی دوست نہین اس سبب سے بموجب حدیث لوگ نام
ان حضرات کا لیتے تھے مگر وہابیہ کہ دشمن صلحا اور اہل بیت ہین اور اہانت ان حضرات کی
مذہب انکا ہے اس کام نیک کو بہانۂ شرک منع کیا اور نہ دیکھا کہ جب پیغمبر خدا نے حکم فرمایا ذکر
احب الناس کا پھر شرک کیونکر رہا اسلئے کہ نبی شرک سے مانع ہین نہ یہ کہ حکم کرین واسطے شرک
کے مگر جب کسی کو خدا گمراہ کرتا ہے تو عقل سلب کر لیتا ہے عیاذًا باللہ من ذلک یا یہ کہ وہابیت
ایک شریعت جدید ہے اس شریعت وہابیہ مین شرک ہے نہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا السلام مین
اور اسیطرح بوسہ غیر حجر اسود کو کوئی چیز ہو قبر ہو یا آستانہ کسی بزرگ کا یا ہاتھ یا پانو وغیرہ کوئی
شرک کہتا ہے اور کوئی مکروہ بیان کرتا ہے اور تفسیر آیۂ کُوْنُوْا قِرَدَۃً خَاسِئِیْنَ مین شاہ عبد العزیز
صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رض نے کھڑے ہو کر عکرمہ کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور بغل مین
لیا اور برابر اپنے بیٹھایا جب انہون نے ناجی ہونا ساکنین کا اصحاب سبت سے بحسب قاعدۂ
شرع بیان کیا اور تفسیر آیۂ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ مین لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی نے
عبد اللہ بن سلام کو آفرین کی اور پیشانی پر بوسہ دیا جب انہون نے کہا کہ مین رسالت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو اپنے فرزند سے زیادہ جانتا ہون گو اسکی فرزندی کا مجھے اقرار ہے مگر احتمال ہے کہ اسکی
مان نے کسی اور کا نطفہ لیکر یا کسی اور کا ولد لیکر میرے ساتھ منسوب کیا ہو اور آپکی رسالت مین کچھ
شک نہین ہے۔ اور ابو داؤد مین روایت ہے زارع سے کہ جب آئے ہم مدینہ مین پس جلدی
کی سواری سے اترنے مین فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجلہ اور روایت ہے
عائشہ رض سے کہ نہین دیکھا مین نے کسیکو اشبہ وقار اور خلق مین ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے فاطمہ
زہرا رض سے کانت اذا دخل علیہا قامت الیہ فاخذت بیدہ فقبلہ واجلسته فی مجلسها

اور ترمذی مین حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ زید ابن حارث جب آئے مدینہ مین تو آئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور دروازہ کھڑکھڑایا فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عریانا یجر
ثوبہ فاعتنقہ وقبلہ اور ترمذی اور ابن ماجہ مین ہے حضرت عائشہ رضہ سے ان ابا بکر قبل
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو میت اور روایت ہے ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ مین حضرت
عائشہ رضہ سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل عثمان ابن مظعون وھو میت و
ھو یبکی حتی سال دموع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی وجہ عثمان اور بوسہ لینا صبیان کا
آنحضرت صلعم سے مروی ہے صحاح مین۔ آور شاہ عبد العزیز صاحب اپنے باپ کی قبر اور حضرت خواجہ
باقی باللہ صاحب قدس سرہ کی قبر اور مزار حضرت محبوب الٰہی سلطان نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ
العزیز کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی حالت زندگی مین قابل قدمبوسی کے ہے بعد مرنے کے
اُسکی قبر کو بوسہ دیتا ہون مین۔ آور اسیطرح چادر چڑھانی اور شامیانہ اور قبہ کھڑا کرنے کو شرک کہتے
ہین آور بخاری مین ہے رأی ابن عمر فسطاطا علی قبر عبد الرحمن فقال انزعہ یا غلام فانما
یظلہ عملہ عینی مین لکھا ہے کہ عبد اللہ ابن عمر رضہ اور سعید ابن مسیب رضہ مکروہ جانتے تھے اُسکو اور عمر رضہ نے
کھڑا کیا یہی خیمہ اوپر قبر زینب بنت جحش کے اور حضرت عائشہ رضہ نے اوپر قبر اپنے بھائی کے اور محمد ابن
حنفیہ نے اوپر قبر ابن عباس رضہ کے آور فاطمہ بنت امام حسین رضہ بن علی کرم اللہ وجہہ نے اوپر قبر خاوند
اپنے حسن ابن امام حسن رضی اللہ عنہ کے آور سنن ابی داود مین روایت ہے قاسم ابن محمد سے کہ
اکابر تابعین اور فقہائے سبعہ مدینہ سے ہین قال دخلت علی عائشۃ رضی اللہ عنہا فقلت یا
اماہ اکشفی لی عن قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبیہ فکشفت لی عن ثلثۃ
قبور لا مشرفۃ ولا لاطیۃ مبطوحۃ ببطحاء العرصۃ الحمراء اس حدیث سے پوشیدہ رکھنا قبور
متبرکہ کا ظاہر ہے۔ آور اسیطرح اُلٹے پانو چلنا بوقت رخصت جسکو شرک کہتے ہین یہ مقتضائے ادب ہے
صلحا کے ساتھ جیسے روایت کیا احمد نے حضرت عائشہ رضہ سے کہ مین بعد دفن ہونے عمر رضہ کے حجرہ
مین بے کپڑا اُوڑھے لپیٹے نہین جاتی تھی حیاءً من عمر رضہ آور فقہا نے اُلٹے پانو چلنے کو لکھا ہے کہ
استحسنہا المشائخ۔ آور اسیطرح اس حدیث من سرہ ان یتمثل لہ الناس قیاما فلیتبوأ
مقعدہ من النار سے ہاتھ باندھکر کھڑے ہونے کو غیر خدا کے سامنے شرک اور حرام کہتے ہین اور

یہ حدیث مخالف ہے اُنکے دعوے کی کہ شیخ عبدالحق محدث رح نے ترجمۂ مشکوٰۃ مین لکھا ہے کہ
اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مکروہ اور ممنوع دوست رکھنا ہے اسبات کا کہ آدمی خدمت
مین بطریق تعظیم کھڑے رہین اور اگر اسطرح پر نہو کچھ مکروہ نہین چنانچہ فتاوٰی عالمگیری مین بیچ
زیارت قبر نبی صلعم کے لکھا ہے کہ یقف کما یقف فی الصلوٰۃ اور ایسا ہی شیخ عبدالحق رح نے
جذب القلوب مین لکھا ہے اور مطلق قیام واسطے تعظیم علما اور صلحا اور سرداروں اور ماباپ کے
ثابت ہے ابو سعید خدری کی حدیث سے کہ صحیح بخاری اور مسلم مین ہے کہ جب نازل ہوئے
بنو قریظہ حکم سعد ابن معاذ پر پس بلایا آنحضرت صلعم نے سعد ابن معاذ کو اور جب آئے سعد کہ سوار تھے
گدھے پر فرمایا صحابہؓ سے قوموا الی سیدکم اور کہا نووی نے کہ اس سے معلوم ہوا کہ اہل فضل کی
تعظیم اور توقیر کرے اور کھڑا ہو جاوے وقت آنے اُسکے کے اور حجت پکڑی ہے ساتھ اسکے
جمہور علما نے - اور روایت ہے حضرت عائشہ رض سے اِسیطرح کھڑا ہو جانا حضرت فاطمہ زہرا
کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور بوسہ دینا اُنکے ہاتھ کا - اور بعض جگہ صحابہؓ کو قیام سے
منع کیا ہے مثل عجمیون کے پس حکم اور منع دونون حدیث سے ثابت ہین جیسے پانی پینا
کھڑے ہو کر کہ ممانعت ہے اور پینا دونون ثابت ہین اور رفع یدین اور عدم رفع نماز مین اور
آمین بجہر اور خفیہ بھی اور ممانعت چلنے کی ایک جوتی پہنکر اور چلنا بھی اور مانند اسکے بہت کام
مختلف ثابت ہوے ہین اور یہ وسعت ہے دین مین ایک دوسرے کو طعن کرنا نہین چاہئے
جیسا کہ حجۃ اللہ البالغہ مین ہے نہ یہ کہ بدعت اور کفر ہین - اور اسیطرح مجاور بن بیٹھنے کو کسی ولی یا
نبی کے آستانہ پر اور گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنیکو شرک کہتے ہین پس مجاورت مکہ معظمہ
اگرچہ مختلف فیہ ہے کہ بعض شافعیہ مستحب کہتے ہین اور امام ابو حنیفہ اور مالک مکروہ - مگر خوبی
مجاورت مدینہ منورہ باحادیث صحیحہ ثابت ہے چنانچہ روایت ہے صحیح مسلم مین ابو ہریرہ رض سے
کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا یصبر علی لاواء المدینۃ وشدتھا احد من امتی
الا کنت لہ شفیعا یوم القیمۃ - اور ایسی ہی روایت ہے ابن عمر سے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے
من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت بھا فانی اشفع لمن یموت بھا رواہ احمد و
الترمذی اور ایسی ہی تعظیم حرم مدینہ ثابت ہے حدیثون سے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے -

انّ ابراهيم حرّم مكة واجعلها حراما وانی حرمت المدينة حراما ما بين مأزميها ان لا يهراق دم ولا يحمل فيها سلاح القتال ولا يخبط فيها شجر الا لعلف رواه مسلم- اور جب مجاورہ مدینہ اور اُسکے آداب احادیث صحیح سے ثابت ہے تو صلحا اور علما کہ ورثۂ انبیا ہین اُنکا حکم بھی اُسی سے ثابت ہے استحساناً- اور اسیطرح دور سے سفر کرنا زیارت قبور کو مطلقاً حرام اور شرک کہتے ہین اور سفر زیارت نبی صلعم حدیث اور فقہ سے ثابت ہے- فتح القدیر مین ہے، قال مشائخنا هو من افضل المندوبات (وفی مناسك الفارسی وشرح المختار) انه قريبة من الواجب لمن له سعة (واخرج الدارقطنی) من حج وزار قبری بعد موتی كان كمن زارنی فی حيوتی اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہے ومن هذا الزيارة وجبت عليه اور حدیث لا تشد الرحال نسبت بہ مساجد ہے نہ مشاہد بلکہ زیارتِ قبور سنت ہے اور زیارت قبر والدین اور استاد اور مرشد کہ حکم والدین مین ہین موجب مزیدِ ثواب اور مغفرت ہے ہمیشہ جمعہ کو بموجب حدیث کے کہ روایت ہے محمد بن نعمان سے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے من زار قبر ابويه او احدهما فی كل جمعة غفر له وكتب برًا رواه البيهقی فی شعب الايمان اور اس حدیث سے مردود قول اُنکا جو کہتے ہین کہ زیارت قبور محض واسطے یاد کرنے موت کے ہے اور استغفار میت کے اور کچھ فائدہ زیارت کرنے والے کو نہین ہے اور اسیطرح مراد مانگنے کو مزار صلحا پر مطلقاً شرک کہتے ہین پس دعا زیارت کرنیوالے کے واسطے اپنی اور میت کی شرع مین ماثور ہے اور اگر کہے کہ آلٰہی بحرمت اِس نبی اور ولی کے حاجت میری روا کر یا اسطرح سے کہ یارسول اللہ اور یا ولی اللہ جناب آلٰہی مین دعا کرو کہ حاجت میری بر آوے درست ہے باتفاق اور اقوال ائمۂ دین سے بخوبی ثابت ہے جیسا لکھا ہے شیخ عبد الحق محدث اور مولوی رفیع الدین صاحب نے چنانچہ آگے وہ عبارتین نقل ہونگی اور خصوصیت دعا کی بمشاہد متبرکہ یہ ہے کہ وہ محل نزول رحمت ہے وہان امید قبولیت دعا زیادہ ہے اور افادہ اور استفادہ موجود ہے جیساکہ تفسیر عزیزی مین بیچ بیان آیۃ ثم اماته فاقبره کے لکھا ہے کہ دفن کردن گویا مسکنے برائے روح ساختن است بنا برانیست کہ از اولیاء مدفونین انتفاع و استفادہ جاری است و آنہا افادہ و اعانتہ نیز متصور اور جب ادراک اور شعور اموات بدلیلِ عذاب قبر ثابت ہے اور سماعت بحدیث قتلائے بدر اور قدرت نفس ناطقہ کو بعد تجرد عقلاً و شرعاً زیادہ پس کہنا مردہ سے ایسا ہوا

کہ جیسے کچھ طلب کرنا زندہ سے اور سب آدمی اپنی حاجات ایک دوسرے سے طلب کرتے ہین
بے اعتقاد الوہیت شرک نہین ہوتا ہے اور تفسیر عزیزی مین بیچ آیۃ لَا تَجْعَلُوا لِلّٰہِ اَنْدَادًا اقسام
شرک مین لکھا ہے کہ بعضے واسطے دفع بلا اور حصول منفعت کے دوسرون کی طرف رجوع کرتے
ہین مستقل سمجھ کر نہ اصطلاح کہ توسل دوسرون سے کرین یہ شرک نہین ہے اور منت ماننی اور
نذر نیاز کرنیکو صلحا کے جو حرام اور شرک کہتے ہین وہ آگے مسئلہ نذر مین بیان ہوگا - اور اسیطرح
کسیکو پکارنا اور مراد مانگنی مطلقاً شرک نہین ہے بے اعتقاد الوہیت کے کہ حصن حصین مین ہے
معجم طبرانی کبیر سے اذا اراد عونا فلیناد یا عباد اللہ اعینونی اور مسند بزار اور مصنف
ابن ابی شیبہ سے لکھا ہے اذا انفلتت دابتہ فلیناد اعینونی یا عباد اللہ رحمکم اللہ
اور صلوۃ الضرورۃ لکھی ہے ترمذی اور ابن ماجہ اور نسائی اور مستدرک حاکم سے فلیتوضأ و
لیصل رکعتین ثم لیقل اللھم انی اسألك واتوجہ الیك بہ نبیك محمد نبی الرحمۃ
یا محمد انی اتوجہ بك الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم فشفعہ فی اور تفسیر
عزیزی مین بیچ سورۂ انشقت کے ہے کہ بعض از خواص اولیاء اللہ را کہ جارحہ تکمیل وارشاد بنی نوع
خود کردہ اند درینحالت تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع
توجہ باین سمت نمی شود و اویسیان تحصیل کمالات باطن از انہا می نمایند و ارباب حاجات حل
مشکلات خود از انہا می طلبند و زبان حال آنہا درانوقت مترنم باین مقالات است مصرعہ
من آیم بجان گر تو آئی بہ تن + اور نذر و نیاز بزرگون کی کرنی بمعنی ہدیہ پیش کرنے بزرگون کے
ہے نہ بمعنی نذر مصطلح شرع کہ وہ ایجاب غیر واجب تقربا الی اللہ ہے پس نذر مشترک ہے دو معنون
مین ایک عرفی بمعنی پیش کرنے کے دوسرے شرعی جیسا مولوی رفیع الدین صاحب نے اپنے رسالہ
نذور مزارات مین لکھا ہے اور تین صورتین نذر اولیا درست لکھی ہے چنانچہ آخر کتاب مین بیان
اسکا آویگا اور لفظ نذر مشترک سے کچھ حرمت نہین پیدا ہوتی ہے اسلئے کہ صبانا مسلمانون نے
بجاے اسلمنا کہا ہے - اور شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہے ازین است کہ حضرت
امیر و ذریہ او را تمام امت بر مثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را وابستہ بایشان میدانند
و فاتحہ و درود و صدقہ و نذر و منت بنام ایشان رائج و معمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ مرسوم است

جاننا چاہیے کہ ان لوگوں کو اشتباہ یعنی شرک میں ہوا ہے کہتے ہیں کہ مشرکین عہد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی بتوں کو اللہ اعتقاد نہیں کرتے تھے یہی افعال سجدہ اور طواف
اور بوسہ اور سفر زیارت اور نذر اور قربانی اور یاد کرنا وقت مصیبت کے اور پکارنا اور تعظیم مکان
اسکے کی اور مانند اسکے کرتے تھے اب جو کوئی یہ فعل کسی نبی یا ولی یا اہل بیت یا شہید یا فرشتے
یا جنیات وغیرہ کے ساتھ کرے مشرک ہے گو اعتقاد الوہیت اسکا نرکھتا ہو اور یہ عقیدہ سراسر
غلط ہے قرآن اور حدیث سے اور مخالف ہے تحقیق ایہ دین کی اول ترجمہ مقدمہ ہدایہ کیہ جو در نجد
میں علمائے مکہ نے لکھی ہے مختصراً اور ملتقطاً لکھا جاتا ہے بعدہ آیات اور اقوال دیگر علما ذکر کیے
جاوینگے۔ **پوشیدہ نرہے** کہ ہر چیز کا ایک رکن ہے کہ مدار وجود و عدم اسکیکا موقوف اسپر
ہوتا ہے اور دیگر فروعات اور عوارض ہیں کہ وجود و عدم اس چیز کا اسکے وجود و عدم پر موقوف
نہیں ہے۔ پس رکن توحید کا اعتقاد حصر الوہیت ہے بیچ ایک کے اور اقرار شرط ہے نہ رکن اور اعمال
نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ فروع اور عوارض ہیں کہ بغیر ان سب کے توحید حاصل اور بے توحید یعنی
بے اعتقاد حصر الوہیت کے بیچ ایک ذات کے) یہ سب افعال اور اعمال بے اعتبار ہیں یعنی ادا
کرنیوالا ان افعال کا بے اعتقاد اور اقرار موحد نہیں ہے جیسے یہود و نصاریٰ وغیرہ منافقین عہد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ نماز روزہ جہاد وغیرہ سب کاموں میں شریک تھے اور مؤمن نہ تھے
اسیطرح رکن شرک اعتقاد شرکت ہے بیچ الوہیت کے اور اقرار شرط ہے اور سجدہ اور طواف اور نذر
اور قربانی وغیرہ فروع اور عوارض ہیں کہ بے ان سبکے شرک موجود اور بے اعتقاد الوہیت ان اعمال
اور افعال کو کچھ اعتبار نہیں یعنی مرتکب ان افعال کا بے اعتقاد اور اقرار مشرک نہیں ہے اور مشرکین
عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتوں کو اللہ اعتقاد کرتے تھے اور اقرار کرتے تھے یہی تھا شرک انکا اسی کے رد کے واسطے
قرآن مجید نازل ہوا اگرچہ بتوں کو مالک علی الاطلاق اور موجد کل نہیں جانتے تھے مگر صفت الوہیت
ثابت کرتے تھے اپنی غلط فہمی سے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر قیاس کرتے تھے کہ ایک بادشاہ خبرگیری
شہروں دور کی بے اعوان اور شرکا نہیں کر سکتا ہے اسی سبب سے اللہ کے لئے شریک مقرر کرتے
تھے عزیٰ واسطے عزت دینے کے اور ود واسطے محبت کرانے کے اور یعوق واسطے محافظت کے
دشمنوں سے اور مانند اسکے۔ اور غلطی انکی یہ تھی کہ خاص کو عام کیا یعنی صفت الوہیت کہ خاص

واسطے اللہ کے تھی عام سمجھتے تھے اور تصرف اولیا و انبیا کو کہ عام ہے اور مشابہ تصرف خدا تاثیر قدسی ہین کہ باسباب ظاہری کچھ تعلق نہین ہے اور اپنے نفس مین اور دیگر بادشاہون مین نہین پاتے شک مین پڑے کہ اس قسم کا تصرف خاص ہے واسطے خدا کے جو کوئی ایسا تصرف کسی غیر کے واسطے بزرگون سے اعتقاد کرے مشرک ہوجاتا ہے پس دونو فرقے مشرکین سابقین اور لاحقین غلط فہمی مین برابر ہین اور سبب غلطی دونو فرقونکا قیاس غائب کا ہے حاضر پر اور جیسا کہ شرک واجب ہے پرہیز اُس سے اسیطرح حکم شرک بھی برخلاف شرع واجب الاجتناب ہے اُنہون نے برخلاف کتاب وسنت اور جمہور علما بعض آیات مین مثل وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ کہ لفظ من دون اللہ کا پایا اُسکے معنی کمتر خدا سمجھے اور کہنے لگے کہ مشرکین عہد رسالت بتون کو برابر خدا کے نہین جانتے تھے کمتر سمجھتے تھے فقط یہی افعال سجدہ اور طواف اور نذر وغیرہ کرتے تھے جو کوئی یہ افعال کسیکے ساتھ کرے مشرک ہے اور معنی لفظ من دون کے غیر اور سوا کے ہین جیسے جمہور مفسرین نے لکھا ہے اور قطع نظر مفسرین کے یہ مطلب کہ مشرک اپنے معبود بتون وغیرہ کو برابر خدا کے جانتے تھے بہت آیات قرآنی سے بے لفظ دون بہی ثابت ہے اور ابطال قول اس فرقہ مین کچھ شک نہین قُلْ لَّوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا ط اور لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ اور وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اور وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اور اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ اور ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اور ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ط قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اور اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ اور لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ط فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ اور اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ط اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ط وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ يُّرَادُ ط - غرض جو کچھ ذکر کیا ہمنے اُس سے بخوبی ثابت ہے کہ شرعًا معتبر توحید اور شرک مین وہی صفت الوہیت ہے اور بسکہ وہ صفت سوائے ذات خدا کے کسی طرح کسی مین نہین پائی جاتی نہ بالذات نہ بعطائے حق تعالیٰ نہ بوجہ کمال نہ نقصان - اور اسی سبب سے شرک اخبث الخبائث ہے کہ مستلزم تعمیم صفت خاص ہے بخلاف

تمام صفات اور افعال کے کہ انہین مخلوقات کو بھی حسب المراتب شرکت عطا فرمائی ہے فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ط وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ - وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ط تُكَلِّمُ النَّاسَ - تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا - وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ط لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط ان آیات محکمات سے شرکت صفات ذاتیہ ثبوتیہ مین کہ عبارت حیات اور علم اور سمع اور بصر اور کلام اور مشیت اور قدرت اور ارادہ سے بخوبی واضح ہے اور شرکت شریعت مین باعتبار ان صفات کے غیر ممکن اور اسیطرح اضافیہ اور افعال مین کہ ان صفات ذاتیہ سے پیدا ہوتے ہین اور متعلق ہین انہی صفات ذاتیہ سے جیسے تصرف بقدرت اور غیب دانی بعلم اور مانند اسکے اسلئے کہ یہ چیزین مخلوق کو بھی عطا فرمائی ہین اور جو صفت کہ منشا شرک ہے یعنی الوہیت وہ اصلا اور مطلقا قابل عطا نہین ہے اور یہ صفات اور افعال یعنی قدرت اور علم اور حیات اور سمع اور بصر کہ خدا تعالی کے واسطے ہین غیر کے واسطے ثابت کرنی مدار شرک شرعا نہین ہین اسلئے کہ نص قرآن وسنت ثابت ہے کہ مشرکین اپنے بتون کو مانند حق تعالی کے صفات مین نہین جانتے تھے اور مشرک تھے وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ط وَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اور مثل اسکے بہت آیتین ہین - پس ثابت ہوا کہ شرع مین شرک باعتبار صفات اور افعال کے نہین ہے بلکہ مدار اسکا صفت الوہیت ہی پر کہ اعتقاد الوہیت سے ہیچ مخلوق کے صفات ذاتیہ مین بھی شرک ہوجاتا ہے اور بے اعتقاد الوہیت اثبات جمیع صفات ذاتیہ سے شریعت مین شرک لازم نہین آتا مگر نجدیہ کہ امت شیطان نے اصل مطلب فروگذاشت کرکے مدار شرک چار چیز پر رکھا علم اور تصرف اور افعال عبادت اور افعال عادت اور یہ احکام توقیفی ہین چاہئے کہ اپنے دعوے کو کلام شارع سے ثابت کرین اور وہ حاصل نہین پس ایجاد نئی شریعت کا کیا ہے حالانکہ کلام شارع سے بخوبی ظاہر ہے اور کتب عقائد مین موجود اور سب اہل اسلام پر ہویدا ہے کہ شرک نہین ہے مگر صفت الوہیت مین اور تمام صفات ثبوتیہ ذاتیہ اور اضافیہ کو شرک مین دخل نہین ہے اس قرن شیطان نے تمام صفات سے صفت علم کو اختیار کیا نہ اور صفات کو اور یہ خلاف معقول اور منقول ہے خلاف معقول واسطے لزوم ترجیح بلا مرجح کے اور تخصیص بلا مخصص کے ہے

کہ تمام صفات احکام ثبوت مین واسطے ذات کے یکسان اور برابر ہین اور خلاف منقول یہ کہ
مخالف ہے اُسکے جو شارع سے منقول ہے جیسا کہ گذرا اور آویگا اور جو فصل کہ اس مقدمہ مین منعقد
کی ہے اُسمین آیتین اور حدیثین ذکر کی ہین کہ دلالت کرتی ہین اوپر خصوصیت علم غیب کے ساتھ
خداتعالی کے نہ دلالت کرتے ہین اسپر کہ یہ صفت غیر مین سمجھنی شرک ہے نہایت یہ کہ غیب خاصہ
خدا کو اگر کوئی کسی مخلوق کے لئے ثابت کرے یہ اعتقاد باطل اور مخالف شرع ہے نہ یہ کہ شرک ہو
اسلئے کہ ہر باطل اور مخالف شرع شرک نہین ہے اور عادت اس قرن شیطان کی یہ ہے کہ ایک لفظ
ایک جگہ سے لیتے ہین اور اطراف پر کچھ خیال نہین کرتے اور نہ اصول دین پر نظر رکھتے ہین بلکہ اپنے
سمجھ کے موافق بیہودہ گوئی کرتے ہین چنانچہ اسی بحث مین کہ علم غیب کو بغیر خدا شرک کہتے ہین حالانکہ
ہر آیۂ کریمہ وَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ مین استثنا بھی موجود
ہے اگر غیب مدار شرک ہوتا اظہار دوسرے کا غیب پر ممکن نہ تھا اور جمہور مفسرین اور اکابرون نے
تطبیق کی ہے ساتھ جدا کرنے غیب کے دو قسم پر کہ غیب خاصۂ خدا غیب مطلق ہے اور جو غیب کہ عطا
کیا جاتا ہے غیب اضافی ہے۔ غیب مطلق کہ خاصۂ خدا ہے وہ ہے کہ بہ نسبت سب مخلوق کے
غائب ہو اور غیب اضافی یہ کہ غائب ہے فرشتون سے اور حاضر ہے نزدیک انسان کے مانند کیفیات
جسمانی کے یا عکس اسکے جیسے عالم برزخ اور بہشت اور دوزخ اور جو کچھ کہ متعلق ہے ساتھ ملکوت
کے حاضر ہے نزدیک فرشتون کے اور غائب ہے انسان سے پس اطلاع فرد بشر کی اوپر تمام ملکوت
کے اور اطلاع روح کسی کامل کی برزخ مین اوپر تمام احوال زندون کے یا کل افراد نوع اپنی پر بلکہ
تمام عالم ترابی پر غیب مطلق نہین ہے۔ طحاوی نے بیچ تفسیر کے اور دوسرون نے بھی تشریح کی ہے کہ اطلاع
تمامی لوح محفوظ پر بھی غیب مطلق نہین ہے جو خاص بخدا ہے کہ احادیث صحیحہ مین واسطے حضرت
اسرافیل کے ثابت ہے اور واسطے بعض اولیاء اللہ کے متواتر منقول۔ نظر قرآن مین نہین کرتے
وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا پس جو کہتے ہین کہ من زعم ان ارواح الانبیاء والاولیاء حاضرة وناظرة
صار مشرکا کمال جہالت ہے اسلئے کہ اسماء الٰہی توقیفی ہین اور کہین اسمائے حسنٰی مین حاضر اور ناظر
نہین ہے اور نہ تمام فصل مین کہین ذکر کیا ہے مگر ظاہرا اہل عجم بجائے شہید کے یہ لفظ بولتے ہین اور
قرآن شریف مین موجود فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ

شہید ۱۵ اور فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عرضت علی اعمال امتی فوجدت فی
محاسن اعمالہا الاذی یماط عن الطریق ووجدت فی مساوی اعمالہا النخامۃ تکون
فی المسجد لاتدفن رواہ مسلم اور صلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم اسیطرح
تصرف کو افعال آلہی سے مدار شرک کہتے ہین اور تمام آیات اور احادیث مذکورۂ فصل مین ایک جگہہ
بھی یہ لفظ نہین ہے، اور ایسا ہی دو قسمون باقیون مین کہ افعال عبادت اور افعال عادت پر
مدار شرک رکھا ہے بے اصل ہے۔ اصل مسئلہ افعال کو یاد رکھنا چاہئے کہ بہت جگہ بکار آمد ہے اور وہ
یہ ہے کہ بہ نسبت جن افعال کے خصوصیت مع الطلب وارد ہوئی ہے یعنی جن افعال کو بندون سے
خاص واسطے اپنے طلب فرمایا ہے وہ افعال بھی دوسرے کے لئے کرنے شرک نہین ہین جب تک
کہ اعتقاد الوہیت نہو اگرچہ ممنوع ہون اور قید طلب باختصاص کی اسلئے ہے کہ بعض صفات
وافعال خاص ہین واسطے خدا کے مگر طلب نہین ہے جیسے اِنِ الحُکمُ اِلَّا لِلّٰہِ کہ اختصاص حکم
بخدا ہے مگر یہ بات نہین کہ خاص مجھی کو حاکم کہو اور کو نہین اسلئے کہ خصوصیت طلب کی بے منع
طلب کے غیر سے نہین ہوتی ہے اور مثل اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہ خصوصیت استعانت بخدا ہے مگر طلب
نہین یعنی خاص مجھ ہی سے طلب کرو دوسرے سے نہین اسلئے کہ خصوصیت طلب بے منع طلب
غیر سے نہین ہوتی۔ تمام ہوا ترجمہ مقدمہ ہدایہ مکیہ۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب نے فوز الکبیر مین لکھا ہے شرک
آنست کہ غیر خدا را صفات مختصہ بخدا اثبات نماید مثل تصرف بارادہ کہ تعبیر ازان بہ کن فیکون می شود
یا علم ذاتی غیر از اکتساب بحواس و دلیل و منام والہام و مانند آن یا ایجاد یا شفاء مریض یا لعنت کردن
شخصے و ناخوش بودن ازو تا بسبب آن کراہیت تنگدست یا بیمار یا شقی گردد یا رحمت فرستادن
بر شخصے تا بسبب آن رحمت فراخ نعمت و صحیح بدن و سعید باشد و این مشرکان در خلق جواہر
و تدبیر امور عظام ہیچکس را شریک نمی دانستند و چون خدا تعالی برائے کارے ارام فرماید ہیچکس قدرت
مخالفت اثبات نمی کردند بلکہ شرک ایشان در امور خاصہ بعضے بندگان بود گمان میکردند مانند آنکہ
بادشاہ عظیم بندگان خاص خود را باطراف ملک می فرستد و ایشانرا در امور جزئیہ تا وقتیکہ صریح حکم بادشاہ
نرسد مختار و متصرف میدارد و خود بامور جزئیہ بندگان نمی پردازد و حوالہ سائر بندگان بتہا رمیکند و
شفاعت تہا رسہ در باب خادمان و متوسلان ایشان قبول می نماید ہمچنین حق تعالی بعضے بندگان را

خلعت الوہیت دادہ و رضا و سخطِ ایشان در سائر بندگان اثر می کند پس واجب می دانستند تقرب
بآن بندگانِ خاص تا شائستگی قبول ملک مطلق حاصل شود و شفاعت برائے ایشان در مجاری
امور درجۂ پذیرائی یابد و بملاحظہ این امور سجدہ و ذبح برائے ایشان و استعانت در امورِ ضروریہ بقدرتِ کن
فیکونِ ایشان می نمودند و صورتہا از سنگ و صفر و روئین برائے ایشان تراشیدہ قبلہ توجہ بآن ارواح
ساختند و جاہلان رفتہ رفتہ آن سنگہارا بذاتہ خود خدا انگاشتند فقط اور مانند اسیکے ہے حجۃ اللہ البالغہ مین
بیچ حال مشرکون کے ذہبوا ان الصالحین من قبلہم عبدوا اللہ وتقربوا الیہ فاعطاہم اللہ
الالوہیۃ فاستحقوا العبادۃ من سائر خلق اللہ الخ فنصبوا علی اسمائہم احجارا وجعلوہا
قبلۃ عند توجہہم الی ہؤلاء فخلف من بعدہم خلف فلم یفطنوا الفرق بین الاصنام
وبین من ہی علی صورتہ فظنوہا معبودات بعینہا ولذلک رد اللہ تعالی علیہم تارۃ
بالتنبیہ علی ان الحکم والملک للہ خاصۃ وتارۃ ببیان انہا جمادات اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ
بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ
بِهَا الخ اور اسیطرح شاہ عبد العزیز صاحب نے بیچ فتح العزیز کے لکھا ہے کہ استعانت بحیزیکہ توہم استقلال
آنچیز در وہم و فہم بیچکس از مشرکین و موحدین نباشد بلاکراہت جائز است الخ اور بیچ افراط استعانت
کے لکھا ہے کہ ملائکہ و ارواح انبیا را در پردہ صور و تماثیل و قبور و تعزیہ ہا معبود سازد و زن و فرزند و خدمت
و منصب از ایشان باستقلال درخواست و شفاعت و عرض ایشان در جنابِ او تعالیٰ واجب القبول
دانند گو مکروہ آنجناب باشد فقط و قسمیکہ از انجملہ کسانیکہ در دفع بلا دیگرانرا میخوانند و ہمچنین در تحصیل منافع
بدیگران رجوع نمایند بالاستقلال نہ اینکہ توسل بآن دیگران نمایند و قسمیکہ بخشیدن فرزند و توسیع رزق و
شفاء امراض و مانند آن را مشرکان نسبت بارواحِ خبیثہ و اصنام می نمایند و کافر می شوند و موحدان
از تاثیرِ اسماءِ الٰہی یا خواص مخلوقات او میدانند از ادویہ و عقاقیر و یا دعاے صلحاے بندگان او کہ ہم
از جناب او در خواستہ انجاح مطالب می کنانند می فہمند و در ایمانِ شان خلل نمی افتد اور تفسیر آیۃ
وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ مین لکھا ہے کہ علماے امت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک اور کفر کو سحر سے دور کرکے استعمال کیا ہے ۔ اصلاح پہلی قسم کی دعوت علوی
ہے کہ ملائکہ علویہ کو باستعانت اسماء الٰہی اور آیات قرآنی مسخر کرتے ہین اور اصلاح قسم دوم عزیمت

اور دعوت سفلی ہے کہ مؤکلان زمین اور جنات کو باستعانت اسما اور آیات بے شائبہ کفر و شرک اور
تعظیم غیر خدا بحکومت اور غلبہ مسخر کرتے ہین آور اصلاح تیسری قسم کی حاصل کرنا ربط کا ہے ساتھ
ارواح پاک صلحا اور اولیا کے کہ اکثر اُوسی مذہب کے عمل مین لاتے ہین اور حاجتون مین اپنی اور دیگر
خلق اللہ کے منتفع ہوتے ہین اور طریقہ اُسکی تحصیل کا طہارت اور تلاوت اور پہونچانا ثواب صدقات
واسطے ارواح کے منظور رکھتے ہین آور اصلاح پانچوین قسم کی عقد ہمت ہے کہ مشائخ عظام سے
واسطے حل مشکلات کے واقع ہوا ہے اور وہ بسبب استغراق کے بیچ ملاحظہ کسی نام کے اسمائے
الٰہی سے حاصل ہوتا ہے کہ سراسر مبنی اوپر پاکیزگی روح اور ترقی روح کے ناپاکیون دنیا سے ہے۔
آور اصلاح چھٹی قسم کی غور ہے بیچ خواص آیات اور اسماء الٰہی کے اور نقشون اور عددون اُسکی اور
ترکیب دینے بعض کو ساتھ بعض کے اور پر کرنے اوقات مبارک کو کاغذون مختلف اور تختیون متفاوتہ
الخواص کے تا کوئی مطلب نیک حاصل کرین جیسا کہ کتب تعویذات اور خواص اسما اور سور قرآن
مین ساتھ قید اور شرطون کے ہے اور کتب تکسیر مین مشرح اور بہ تبعیت اِس علم کے بیچ خواص اور
چیزون کے عنصریات سے اور خواص بروج اور درجات شرف و وبال سے بھی نظر کرتے ہین آور
ذکر اللہ بھی اُسکے ساتھ ملاتے ہین۔ خلاصہ یہ کہ وجہ بُرے ہونے سحر کی یہ ہے کہ منجر بکفر اور شرک
ہوتا ہے اعتقاد تاثیر کواکب اور ارواح مدبرہ اور خبیثہ شیاطین سے اور بسبب التجا کے طرف
غیر خدا کے اور منہمک ہونے اسباب مین اسطرح پر کہ خدا سے غافل ہوجاوین جب یہ برائی جاتی
رہے پس مدار حلت اور حرمت عرض پر ہے آور اُسی تفسیر مین ہے وَمَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ
اللہ یعنی مقرر کرتے ہین سوا خدا کے کہ منعم حقیقی اور محبوب بالذات سوائے اُسکے دونو جہان مین
کوئی نہین اَنْدَادًا شریک حالانکہ اسقدر دلائل روشن مانع اِسکے ہین کہ کوئی برابر اُسکے نہین ہوسکتا
اگرچہ ایک کوئی ہو نہ کہ اسقدر انبوہ معبودون کا پھر فقط اعتقاد ہونے پر اکتفا نہین کرتے بلکہ ہر
چیز مین برابر خدا کے کرتے ہین یہانتک کہ یُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ دوست رکھتے ہین اُنکو مانند
دوستی خدا کے اور حق تعالی کو بالذات اور بالاصالت دوست رکھنا چاہئے اور جو کچھ سوا اُسکے
ہے یا اُسکے حکم سے محبوب ہے مانند انبیا اور صلحا کے یا یہ کہ اُسنے وسیلہ حاجت ادا ے اُسکے کا کیا ہے
الخ آور بعضے لوگ ارواح مدبرہ اور ملائکہ موکلہ کو مخلوقات پر یا ارواح انبیا اور اولیا اور عباد اور علما کو

بے ملاحظہ علاقہ بندگی خدا اور محبوبیت اُسکی کے بالاستقلال محبت مین برابر خدا کے کرتے ہین آخر آیۃ
تک پس ثابت نہین ہوتا شرک موافق اقوال مذکورہ علمائے اہل سنت کے جب تک عالم بالذات اور
متصرف بالاستقلال سوائے خدا کے کسی کو نہ سمجھے اور یون سمجھنے سے کہ یہ علم جزئی یا یہ تصرف مقید
انکو خدا کا دیا ہوا ہے شرک نہین ہوتا۔ اب بعض آیات اور حدیث کہ جو وہابیہ استدلالاً اپنے مطلب
پر بیان کرتے ہین انکا حال لکھا جاتا ہے پس رد شرک فی العلم مین لکھتے ہین وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ
الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ اور مفاتیح غیب مبادی غیب ہین وہ کوئی کسیکو ثابت نہین کرتا نہ نبی
نہ ولی نہ فرشتہ وغیرہ کو البتہ غیب اضافی سبکو ہوتا ہے وہ اس آیت سے ثابت نہین ہوتا اور قُلْ
لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ اس آیت مین غیب مطلق مراد ہے نہ ہر غیب
جیسے معلوم ہوتا ہے اِس آیت سے لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ
پس اگر ہر علم غیب خاصہ خدا ہے کہ دوسرے مین جاننے سے شرک ہوتا ہے جیسے وہابیہ کہتے ہین پھر
یہ استثناء من ارتضیٰ من رسول کیونکر صحیح ہوتا ہے مگر عادت اِن مبتدعین کی ہے کہ اصول اور اطراف
پر نظر نکر کے اپنی رائے سے تفسیر کرتے ہین اور گمراہ ہوتے ہین اور دیگر جہلا کو گمراہ کرتے ہین چنانچہ
تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ غیب وہ ہے کہ کسی حواس ظاہری اور باطنی اور اسباب اور علامات اور
عقل اور فکر سے نہ معلوم ہو اور یہ غیب مختلف ہوتا ہے جیسے اندھے کے نزدیک عالم الوان غیب ہے
اور فرشتون کے نزدیک الم بھوک پیاس غیب ہے اور یہ غیب اضافی ہے اور ایک وہ کہ نسبت سب مخلوق
کے غائب ہے جیسے آنا قیامت کا وہ غیب مطلق ہے پس اس غیب پر خدا مطلع کرتا ہے اپنے رسولون سے
جسکو چاہے ایسی اطلاع کہ جسمین شبہ و شک نہو۔ اب جب کہ قرآن سے ثابت ہوا کہ غیر خدا کو بھی اطلاع
غیب پر ہے پھر شرک کہان رہا اور جسوقت معلوم ہوا نجوم اور رمل اور کہانت اور جفر اور استدلالات وقائع
آیندہ اور حوادث کونیہ باسباب اور علامات ظنیہ یقینی نہین ہوتے پس داخل علم نہین اور کشف اور
الہامات اولیا ہر چند یقینی ہوتے ہین ساتھ بعض حوادث کونیہ وغیرہ کے مگر رفع اشتباہ بجمیع وجوہ
نہین ہوتا اسلئے تکلیف عام اُس سے ثابت نہین اور اسی سبب سے خصوصیت رسولون کی ہے یا
یہ کہ وہ علم اولیا کو بالاصالت نہین ہے بتبعیت انبیا ہے اسلئے خصوصیت من ارتضیٰ من رسول ہے یا
یہ کہ اظہار شخص غیب پر اور بات ہے جو رسولون کو حاصل ہے اور اظہار غیب کسی پر امر دیگر ایک کے

نفی سے دوسرے کی نفی لازم نہین آتی اسلیئے اظہار غیب اولیا پر جائز ہے اور واقع جیسے حضرت موسیٰ کی ماں کے حق مین فرمایا ہے اِنَّا رَادُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اور بعض قدمائے مفسرین اہل سنت کہتے ہین کہ مراد غیب سے لوح محفوظ ہے اور اطلاع لوح محفوظ سوائے پیغمبر کے کسیکو حاصل نہین ہوتی اور یہ کلام درست نہین ہے۔ اول اسلیئے کہ باخبار صحیح روایت ہے کہ خصوصیت اس امر کی ساتھ حضرت اسرافیل کے ہے اور وہ رسول نہین ہین دوسرے یہ کہ اطلاع مضامین لوح محفوظ پر بلکہ مطالعہ نقوش اُسکے کا بعض اولیا سے بتواتر منقول ہے انتہی خلاصہ تفسیر عزیزی اور مرقاۃ مین ملا علی قاری نے لکھا ہے للغیب مبادی ولواحق ولا یطلع علیه ملك مقرب ولا نبی مرسل واما اللواحق فهو ما اظهره الله تعالى على بعض احبائه وخرج ذلك عن الغيب وصار غيبا اضافيا وذلك اذا تنورت الروح القدسية وازداد نورها واشراقها بالاعراض عن ظلمات عالم الحس وتجلية القلب عن صداء الطبيعة والمواظبة على العمل والعلم وفيضان الانوار الالهية حتى يقوى النور وينبسط فى فضاء قلبه فتنعكس فيه النقوش المرتسمة فى اللوح المحفوظ ويطلع على المغيبات ويتصرف فى الاجسام السفلى بل يتجلى حينئذ الفياض الاقدس بمعرفته التى هى اشرف العطايا فكيف بغيره انتهى اب شرک نہونے اس مضمون پر کہ جو امر کل ہوگا فلان شخص جانتا ہے ایک حدیث بیان کیجاتی ہے کہ کچھ عورتین گاتی بجاتی تھین اور پیغمبر خدا کے سامنے ایک عورت نے یہ گایا وفینا نبی يعلم ما فى الغد فقال دعى هذه وقولى بالذى كنت تقولين پس اس حدیث مین کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو شرک نہین فرمایا نہ اُسکو حکم توبہ اور تجدید ایمان کا کیا پھر شرک ہونا کیونکر ثابت ہوا سوائے اسکے کہ اپنی عقل سے جو چاہتے ہین کہتے ہین اور منع فرمانا رسول خدا صلعم کا اس وجہ سے تھا کہ وہ حالت لہو ولعب مین مدح رسول اللہ صلعم کہ قسم عبادت سے ہے کرنے لگین اس سبب سے منع فرمایا اور اگر شرک ہوتا تو توبہ اور تجدید ایمان کا حکم فرماتے بلکہ خود حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عُلِّمْتُ علم الاولين والآخرين اور خفاجی نے شرح شفا مین لکھا ہے فلعله كان اخر احواله بعد انقطاع عرض جبريل له پس جب علم اولین اور آخرین حاصل تھا تو علم غد کی کیا اصل ہے پس ممانعت صرف واسطے ملانے مدح وثنائے رسول الثقلین ہے ساتھ لہو ولعب کے اور

شرک نہین ہوتا اگر ساتھ ثابت کرنے علم ذاتی کے واسطے غیر خدا کے اور غیب اضافی مخصوص بخدا ہی نہین ہے بلکہ غیب مطلق پر بھی اظہار رسول مرتضیٰ ثابت ہے اور حدیث اذا سألت فاسئل الله وا ذا استعنت فاستعن بالله مشکوٰۃ کے باب توکل مین ہے اُسکو شرک سے کچھ علاقہ نہین جو ذکر کرتے ہین اور اگر یہ معنی ہون کہ کسی سے سوال کرنا کسی بات کا یا مدد چاہنی شرک ہے تو کوئی مسلمان شرک سے نہین بچا ہے نہ صحابہ رضہ نہ اہل بیت اسلئے کہ سب استعانت طباخ اور موچی اور طبیب اور درزی وغیرہ سے کرتے ہین اور اسیطرح سوال نوکری کا یا اُجرت پر لگانے یا اور اشیا کا اپنے بھائی بیٹے خدمتگار وغیرہ سے کرتے ہین چاہیے سب شرک ہو جائین یہ فہم انکا غلط ہے استعانت اور سوال کسی سے بے اعتقاد الوہیت شرک نہین ہے اور ایسے ہی حدیث لیسأل الله احدکم حاجته کلها حتی یسأله ملحا وحتی یسأل شسع نعاله اذا انقطع اس حدیث سے بھی یہ ثابت نہین ہوتا کہ کسی سے حاجت طلب کرنی شرک ہے ورنہ جوتی طلب کرنی موچی وغیرہ سے اور نمک طلب کرنا بقال وغیرہ سے شرک ہوتا اور یہ سب وہابی مشرک ہوتے اسلئے کہ یہ سب چیزین اکثر لوگ باہم طلب کرتے ہین کوئی اقتصار طلب خدا تعالیٰ پر نہین کرتا بڑے واعظون کو دیکھا ہے کہ جب جوتی کھوئی گئی ہے تو بطلب نعلین ننگے پانو دوڑے ہین یہ نہین دیکھا کہ بیٹھے خدا سے طلب کرین اور ایسی ہی حدیث لما نزلت وانذر عشیرتك الاقربین دعی النبی صلی الله علیه وسلم قرابته فخص فقال یا بنی کعب انقذوا انفسکم من النار فانی لا املك لکم من الله شیئا الخ وقال یا فاطمة انقذی نفسكِ من النار سلینی ما شئت من مالی فانی لا اغنی عنك من الله شیئا کا ترجمہ کرتے ہین کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم نے مین نہین کام آونگا الله کے ہان تمہارے کچھ اور یہ سراسر غلط ہے لا املك اور لا اغنی کے معنی نہین ہین کہ پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم اپنے ذوی القربیٰ اور امت کے کچھ کام نہ آوینگے خدا کے روبرو چنانچہ تفسیر عزیزی مین یہ روایت موجود ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے اول من اشفع من امتی اهل بیتی ثم بنو هاشم ثم الاقرب فالاقرب من قریش اور صحیح بخاری اور مسلم مین موجود ہے روایت حضرت عباس رضہ سے قال قلت یا رسول الله هل اغنیت عن عمك فانه یحوطك ویغضب لك قال نعم هو فی ضحضاح من نار ولولا انا لکان فی الدرك الاسفل من النار پس کام

آنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذوی القربی کا فر کے واسطے بھی ثابت ہے مگر یہ قرن شیطان کہ مذہب
اور طریقہ انکا تحقیر اور توہین انبیا اور صلحائے مومنین ہے اپنی عقل سے خلاف آیات اور حدیث
کے کہتے ہین بلکہ اصل یہ ہے کہ ہر ایک علاقہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لکار آمد ہے جیسا کہ
شفاء قاضی اور دیگر کتب حدیث مین حضرت ابو بکر صدیق رض سے روایت ہے کہ معرفۃ آل محمد
براءۃ من النار وحب آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم جواز علی الصراط والولایۃ لآل محمد
امان من العذاب اور معنی لا املک من اللہ اور لا اغنی من اللہ کے یہ ہین کہ جیسے کوئی وزیر عاقل
اور بکمال معتمد بادشاہ اور مقبول القول کسی مجرم سے یہ کہے کہ مین مالک حکم بادشاہ پر نہین ہون کہ
اُسکے حکم کے برخلاف کرسکون اور تمکو برخلاف حکم بادشاہ بری کردون مین مطیع حکم ہون مالک حکم
بادشاہ ہے مجھے نہین معلوم کہ وقت حکومت کیا حکم کرے اُسکو اختیار ہے جو چاہے حکم دے قابل
رہائی کو چاہے قید کرے اور قابل قید کو چاہے چھوڑ دے وہ حاکم ہے پس یہ کہنا وزیر کا اُسکی عالی
حوصلگی اور بکمال عقلمندی پر دلیل ہے کہ باوجود قبولیت اور اعتماد بادشاہ ہمامی کا کلمہ نہ بولا نہ یہ کہ
وزیر کو اپنے منصب وزارت اور عرض و معروض مقدمات مین کچھ دخل نہین ہے اور اعتماد مین کچھ خلل
ہے ایسا کوئی بیوقوف سے بیوقوف بھی نہین سمجھتا ہے چنانچہ اکثر مختار لوگ رئیسون کے جو عالی
حوصلہ ہین اسیطرح کہتے ہین مگر لوگ یہ نہین سمجھتے کہ یہ بیدخل ہین اور انکی سعی سے کچھ نہین ہوسکتا
اور انکو یارائے عرض و معروض نہین ہے بلکہ یہی کہتے ہین کہ اگر یہ سعی اور عرض کرین تو یہ کام ممکن
ہے اور دیکھین کہ بعد نزول اس آیت کے اور اسطرح فرمانے جناب رسالت مآب کے کونسی صحابہ نے
تعظیم کم کی اور طلب دعا اور مغفرت اور حاجات مین کب آپ کی طرف رجوع نہ کی اسلئے کہ یہ معاملہ
ابتدائے نبوت کا ہے - اور ایسے معنی ہی حدیث واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل
بی ولا بکم ہین اسلئے کہ بہت آیتون اور حدیثون سے مغفرت جناب رسالت مآب اور علو مقامات
ثابت ہے پھر کہنا کہ نہین معلوم مجھے کہ کیا کیا جاوے ساتھ میرے مطلع کرتا ہے اس بات پر کہ حق
تعالی احکم الحاکمین ہے جو چاہے کرے کوئی اُسپر حاکم نہین اگر جنتیون کو دوزخ مین اور دوزخیون کو
جنت مین داخل کرے کوئی اُسکو مانع نہین ہوسکتا ہے اگرچہ بسبب وعدہ یہ نہین ہوسکتا مگر بسبب
قدرت و اختیار ممکن ہے اور یہ حدیث مشکل اور مجہول المحمل ہے علما کے نزدیک ایسی حدیث سے استدلال

درست نہین ہے اور اسیطرح آیت وَالَّذِینَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ اَولِیَاءَ مَا نَعبُدُهُم اِلَّا لِیُقَرِّبُونَا اِلَی اللّٰهِ زُلفٰی کا ترجمہ غلط کرتے ہین اور کہتے ہین جو کوئی کسیکو اپنا حمایتی سمجھے گو کہ یہ جانے کہ اسکے سبب سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے وہ مشرک ہے اور ظاہر ہے کہ انکار ولی پکڑنے پر اور عبادت کرنے پر واسطے حصول نزدیکی خدا ہے اور لیقربونا متعلق ہے ساتھ نعبد کے اب لیقربونا کو متعلق کرتے ہین ساتھ اتخذوا کے اور نعبد کو درمیان سے گم کرتے ہین اور مطلب یہ ہے کہ مشرک عبادت اپنے معبودون کی کرتے تھے اور اُسکو سبب قرب الٰہی کہتے تھے انکار عبادت پر ہے اور لفظ من دون الله کا ترجمہ کمتر خدا سے کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مشرک بھی بتون کو کمتر خدا سے سمجھتے تھے برابر خدا کے نہین جانتے تھے فقط یہ افعال ہی سجدہ اور طواف اور نذر وغیرہ کرتے تھے اور آیۃ وَمَن یَّتَّخِذُ مِن دُونِ اللّٰهِ اَندَادًا سے ابطال قول انکا ظاہر ہے کہ لفظ من دون الله اور انداداً دونو موجود ہین اگر مراد کمتر سمجھنا ہوتا تو انداداً کیونکر ہوسکتا تھا اور محبوبیت اور شفاعت خواص مومنین اور تفویض امور اور تصرف کو ساتھ انکے شرک کہتے ہین اور نہین سمجھتے کہ یہ باتین بے اعتقاد الوہیت کسی مین سمجھنی شرک نہین ہین مشرکین بتون سے اعتقاد الوہیت رکھتے تھے جیساکہ آیۂ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَل هُم قَومٌ یَّعدِلُونَ اور وَقَالُوا ءَاٰلِهَتُنَا خَیرٌ اَم هُوَ اور مثل اسکے بہت سی آیتین ہین کہ مشرک بتون کو اِلٰہ سمجھکر انکی عبادت کرتے تھے جسکے رد کے واسطے قرآن نازل ہوا چنانچہ شاہ ولی الله صاحب نے حجۃ الله البالغہ مین لکھا ہے

ثُمَّ خَلَفَ مِن بَعدِهِم خَلفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فحملوا الالفاظ المستعملة المتبتة على غير محلها كما حملوا المحبوبية والشفاعة التي تبتهما الله تعالى في قاطبة الشرائع لخواص للبشر على غير محلهما كما حملوا صدور خرق العوائد والاشراقات على انتقال العلم والتسخير الا قضبان الى هذا الذي يرى فيه والحق ان ذلك كله يرجع الى قوى ناسوتية او روحانية تعد لنزول التدبير الالهي على وجه وليس من الايجاد والامور المختصة بالواجب في شيء فقط اور اسیطرح کہتے ہین دور و نزدیک کے برابر سننا خاصہ خدا کا ہے حالانکہ حق تعالی کو کسی سے قرب و بعد مکانی ممکن نہین اسلئے کہ وہ جسم نہین البتہ قرب و بعد باعتبار رضامندی ہے یہ کلام ہی بمعنی اور لغو ہے اور مطلع ہونا ارواحون کا برزخ مین بخوبی ثابت ہے تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ روح را قرب و بعد مکانی مانع این دریافت نمی شود اور حدیث صحیح موجود ہے صلّوا علیّ فان صلوتکم

تبلغنی حیث کنتم سے ثابت ہے کہ ہر جگہ سے کہ درود پڑھا جاوے آپکے پاس پہونچتا ہے اور اسیطرح حدیث مین ہے کہ جب عورت انکار کرتی ہے اپنے خاوند سے تو فرشتے لعنت کرتے ہین اُسپر صبح تک پس ظاہر ہے کہ فرشتے مطلع ہوتے ہین جب لعنت کرتے ہین اور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین لکھا ہے کہ قال القاضی وذلك ان النفوس الزکیة القدسیة اذا تجردت عن العلائق البدنیة عرجت واتصلت بالملاء الاعلیٰ ولم یبق لها حجاب فترى الکل کالمشاهد بنفسها او باخبار الملك وفیه سر یطلع علیه من تیسر له ذلك اور حدیث السید ہو اللہ مین صاف ظاہر ہے کہ کسیکو سید کہنا گویا اللہ کہنا ہے شرک ہوتا ہے اسم ذات کے ساتھ اور خود مولوی اسمٰعیل صاحب نے لکھا ہے کہ سید کے دو معنی ہین ایک یہ کہ مالک اور مختار ہو محکوم کسیکا نہو جو چاہے کرے ان معنون کر سوائے خدا کے کسیکو سید کہنا درست نہین ہے اور دوسرے یہ کہ اور لوگون سے ممتاز ہو پس ان معنی کر پیغمبر خدا صلعم کو سید عالم کہنا اور جاننا ضرور ہے پس جب یہ قاعدہ درست ہوا کہ الفاظ مشترکہ مین ارادہ شرط ہے وہ معنی کہ سوائے خدا کے مخلوق مین ممکن ہون بولنا درست ہے پس لفظ عبد مین عموماً کیونکر شرک رہا کہ عبد الرسول اور عبد النبی جو کوئی نام رکھے مشرک ہے اسلئے کہ عبد الدرہم اور عبد الدینار اور عبد العصا زبان عرب مین مستعمل ہے اور شیخ محمد عابد سندی انصاری رحمہ اللہ نے کہ علمائے حرمین سے ہین اسباب مین رسالہ لکھا ہے اور مستحسن رکھا ہے اس نام کو اسلئے کہ الفاظ مشترکہ بے اعتقاد اور نیت اور اقرار کے باعث شرک نہین ہو سکتے ہین کہ شریعت مین مجاز اور کنایہ اور استعارہ معتبر ہے اور اسی جگہ سے ہے کہ اسمائے پیغمبر خدا صلعم کے مثل رؤف اور رحیم اور مومن اور عزیز اور حق اور عظیم اور خبیر اور شکور اور شہید اور سوا اسکے کہ احادیث صحیحہ مین وارد ہین بہت ہین اور شرک نہین ہین - اور اب معنی الٰہ کہ مدار شرک اُسپر ہے معلوم کرنے چاہئین پس لفظ الٰہ شرع مین بمعنی معبود برحق اور واجب لذاتہ ہے کہ متصف بجمیع صفات کمال اور منزہ سب نقصان سے ہو جیسا کہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے الاله هو المعبود سواء عبد بحق او باطل ثم غلب استعماله على المعبود بحق اور تفسیر رحمانی مین ہے الاله اسم لذات المعبود فهو وان لوحظ فيه المعنى لم يقصد فلذلك لا يوصف به ثم غلب على المعبود بالحق اور اسی تفسیر رحمانی مین امام غزالی رح سے نقل کیا ہے الاله هو الموجود

الازلی لابدی الواجب لذاته المنزہ عما لا یلیق به الموحد لغیرہ پس شرک شریعت مین نہین ہے مگر شریک کرنا غیر خدا کا ساتھ خدا کے الوہیت مین خواہ الوہیت بمعنی استحقاق العبادۃ ہو خواہ بمعنی وجوب وجود جیسا کہ شرح عقائد نسفی مین ہے الاشراك هو اثبات الشریك فی الالوهية بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادة کما لعبدة الاصنام اور یہی شرک کفر ہے اور غیر مغفور برخلاف عقیدہ وہابیہ کہ ایک شرک اعلیٰ اور ایک ادنیٰ کہتے ہین اور شرک اعلیٰ کی چار قسمین کہتے ہین اور شرک ادنیٰ کی کوئی قسم نہین بیان کرتے نہ کچھ حال کہتے ہین بجز اسکے کہ سوائے ان چار قسمون کے اور شرک ادنیٰ ہین یہ ایک شریعت جدید ہے برخلاف دین اسلام عیاذاً باللہ منہا۔ اور اسیطرح باب شرک مین نقل کرتے ہین حدیث لا تقولن احدکم ما شاء الله و شاء فلان اور اس حدیث مین یہ نہین فرمایا کہ یہ شرک ہے بلکہ کہا ہے خفاجی نے شرح شفا مین هذا النهی تنزیهی لرعاية الادب بالواو الموهمة للتساوی اور شرح حدیث بئس خطیب القوم انت مین لکھا ہے امر النبی صلعم الخطیب بالافراد لئلا یوهم کلامه التسوية والمخاطب الوفد الذی قرب عهده بالاسلام ومثله قوله لا تقولوا ما شاء الله وشئت اولانه یفهم منه التساوی فیختص بمن کان حاله کذلك ویقوی هذا الاحتمال حدیث ابی داود الذی علم فیه النبی صلعم امته کیف خطبة الحاجة انتهی خلاصة اور حجۃ البالغہ مین ہے کہ نفی عدوی کچھ نفی اسکی اصلیت کی نہین ہے بلکہ اسکو سبب مستقل جانتے تھے اور توکل بھول گئے تھے اور ہامہ فتح باب شرک تھا اور ایسا ہی غول پس منع کیا اشتغال سے ساتھ ان کامون کے نہ یہ کہ انکی کچھ اصل نہین اور ایسی ہی کہانت ہے کہ ممانعت اس سے بسبب فساد مظنہ شرک ہے اور ایسی ہی انواء و نجوم ہے اشتغال اسکے ساتھ منع ہے بسبب مظنہ کفر کے نہ یہ کہ انکی کچھ اصل نہین ہے۔ اور اسیطرح منع فرمایا ہے آنحضرت صلعم نے دیکھنے توریت اور انجیل سے کہ وہ محرفہ ہین اور مظنہ عدم تعمیل و تعظیم قرآن ہے اور ایسی ہی ممانعت رقیہ اور تمائم سے جس حدیث مین ہے مراد اس سے وہ رقیہ و تمائم ہین کہ جن مین شرک ہے نہ وہ جنمین کچھ شرک نہین خصوصاً جب آیات قرآنی اور عجز سے آگے خدا کے ہو اور ایسی ہی طیرہ ہے کہ اصلیت اسکی بے اصل نہین ہے مگر بسبب پیدا ہونے وسواس و مظنہ کفر کے منع فرمایا ہے اسمین مشغول رہنے کو اور اسکے عمل مین لانے کو اور ایسے ہی ہے حدیث شومی عورت

اور گدھا اور گھوڑے مین اور ایسے ہی عین انسان اور نظر جن اور وجہ ممانعت اشتغال ایسے کامون میرا سبب پیدا ہونے وسواس اور مظنہ شرک و فساد ہے نہ عدم اصلیت ان چیزون کی انتہی ترجمۃ حجۃ اللہ البالغہ ملتقطا اور وجہ ثبوت اصلیت ان چیزون کی بھی اسمین لکھی ہے جسکو منظور ہو دیکھے پس بعض چیزین انمین سے جو لفظ شرک وارد ہوا ہے جیسے تولیہ اور رقیہ اور تمائم کو شرک کہا ہے حدیث ابو داود مین سو شرک سے مراد افعال مشرکین ہین جیسے کہا ہے شیخ محدث نے معنی حدیث مین کہ آل عبد اللہ بن مسعود بے پروا ہو شرک سے اور محتاج اسکے نہین کہ دفع امراض مین تمسک کرو ساتھ افعال مشرکین کے کہ اکثر منتر اس زمانہ کے متضمن شرک تھے بسبب مشتمل ہونے کے اسماء شیاطین پر اور ملا علی قاری کہتے ہین کہ مراد شرک سے اعتقاد اسکا ہے کہ یہ سبب قوی ہے اور اسیکے لئے تاثیر ہے پس یہ شرک خفی ہے اور اگر اعتقاد کرے کہ فقط وہی مؤثر ہے تو شرک جلی ہے اور ابو داود مین ہے الطیرۃ شرک لکن یذھبہ اللہ بالتوکل پس اگر حقیقۃً شرک ہوتا تو توکل سے کیونکر رفع ہوتا۔ پس اطلاق شرک اس جگہ مجازاً ہے کہ افعال مشرکین اور ان افعال کو کہ جنمین بسبب اعتقاد بد مظنہ شرک تھا شرک فرمایا ہے نہ یہ کہ یہ افعال حقیقۃً شرک ہین جیسے اکثر افعال مثل نماز اور صبر اور حیا وغیرہ کو ایمان یا شعبہ ایمان فرمایا ہے مجازاً اگر بے اعتقاد توحید اور رسالت اور معاد کے کہین کوئی علمائے سلف سے قائل مومن ہونیکا فقط ان افعال سے نہین ہوا اسلئے کہ منافقین عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز روزہ اور جہاد ہمراہ رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کرتے تھے مگر مسلمان نہ تھے اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ[عہ] فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ فرمایا ہے اور اسیطرح فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ[عہ] یعنی عطف کیا ہے عمل صالح کو ایمان پر اور معطوف اور معطوف علیہ متغائر ہوتے مین ایک نہین ہوتے پس معلوم ہوا کہ عمل صالح غیر ایمان ہین اور اسیطرح اکثر وہابیہ مشربون کو معنی بدعت مین التباس واقع ہوا ہے اور یہ کہ ہر بدعت کو ضلالت کہتے ہین اور یہ غلط ہے اسلئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کو نعمت البدعۃ ہذہ کہا ہے پس معلوم ہوا کہ ہر بدعت قبیح اور ضلالت نہین ہے بلکہ حسن بھی ہے جیسے تراویح اور اسیطرح حدیث ترمذی اور ابن ماجہ مین ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضاھا اللہ ورسولہ کان علیہ من الاثم مثل اثام من عمل بہا یعنی جسنے نکالی بدعت ضلالت کہ نہین پسند کرتا اسکو خدا اور رسول اسکا ہوگا اوپر اسکے گناہ مثل گناہون عمل کرنیوالون

عہ فال بد شرک ہے پر کچھ دفع کرتا ہے اسکو اللہ ساتھ توکل کے ۱۲ منہ

عہ تحقیق منافق ہین [illegible] درجہ مین نیچے دوزخ کے ۱۲ منہ

عہ جو لوگ ایمان لائے اور کام [illegible] نیک ۱۲ منہ

بیان معنی بدعت

پس بدعت ضلالت کہنے سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر ضلالت بھی ہین کہ خدا ورسول اُنسے راضی
ہے جیسے تراویح وغیرہ مثل ترتیب اور کتابت قرآن اور تصحیح و تدوین حدیث دوسرے یہ کہ جو امر قرون ثلثہ
مشہود لہا بالخیر مین مروج ہوا ہو وہ قطع نظر حسن و قبح امر سے بدعت نہین ہے اور جو بعد قرون ثلثہ
نکلا وہ بدعت ہے اور یہ سراسر غلط ہے اسواسطے کہ تراویح کو حضرت عمرؓ نے بدعت کہا اور وہ زمانہ
صحابہ تھا پس قرون ثلثہ مین بدعت ثابت ہے اور قید رواج بھی مخالف حدیث ہے کہ فرمایا ہے
اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم یعنی اصحاب میرے مثل ستارون کے ہین جسکی پیروی
کروگے راہ یاب ہوگے اور اگر یہ بات صحیح ہو کہ جو کچھ قرون ثلثہ مین نیا نکلا وہ بدعت نہین تو چاہیے
کہ مذہب نواصب و خوارج اور روافض اور مرجئہ اور قدریہ اور معتزلہ اور مذہب مخلوق ہونے کلام اللہ
کا یہ سب ضلالت اور بدعت سیئہ نہون باوجودیکہ اتفاق ہے اہل سنت کا کہ یہ سب مذاہب ضلالت
ہین پس قرون ثلثہ مین بدعت حسنہ مثل تراویح اور بدعت ضلالت مثل مذہب شیعہ اور نواصب
دونو موجود ہین اور یہ بات کہ جو کام بعد قرون ثلثہ نکلا وہ بدعت ضلالت ہے مردود ہے حدیث
مثل امتی کمثل غیث لا یدری اولہا خیر او وسطہا او اخرہا سے یعنی اُمت میری مثل مینہ کے
ہے نہ معلوم کہ اول بہتر ہے یا اوسط یا آخر پس توقع خیر وسط و آخر مین بھی ہے یہ بات نہین کہ بعد
قرون ثلثہ خیر نہین ہی سب ضلالت ہے اور ایسی ہی رد کرتی ہے یہ حدیث من سنّ فی الاسلام
سُنّۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا ومن سنّ سُنّۃ سیئۃ فلہ وزرہا ووزر
من عمل بہا یعنی جسنے نکالا دین اسلام مین طریقہ نیک واسطے اُسکے ہے ثواب اُسکا اور جو کوئی
عمل کرے اُسپر اور جسنے نکالا طریقہ بد پس واسطے اُسکے ہے گناہ اُسکا اور گناہ عمل کرنیوالون کا
اُسپر پس تعمیم من سنّ فی الاسلام سنۃ شامل ہے ہر زمانہ کو اور ایسی ہی دلالت ہے اسپر کہ جو
طریقہ نکلا ہر زمانہ مین نیک و بد ہوگا بے خصوصیت قرون ثلثہ کے اور دلالت ہے اسپر کہ بدعت
نیک و بد دونو ہوتی ہین اور قرون ثلثہ کی نسبت جو خیر ہونا فرمایا ہے اُس سے یہ بات ثابت
نہین ہوتی کہ جو کچھ نئی بات اِس زمانہ مین نکلی وہ بدعت ضلالت نہین ورنہ مذہب نواصب
اور روافض ضلالت نہوتا اور ہونا خیر کا اور نکلنا طریقۂ نیک کا بعد قرون ثلثہ بھی بموجب
احادیث مذکورہ ثابت البتہ پیروی خلفاے راشدین اور صحابۂ کرام کی ہدایت ہے بموجب حدیث

کے اور تابعین اور تبع تابعین کے واسطے یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ آنکی کل پیروی ہدایت ہو اور
بہتری زمانہ سے یہ بات کچھ ضرور نہین ہے کہ اُس زمانہ کے مخترعات بھی سب نیک ہون پس یہ
عقیدہ سراسر غلط ہے اب معنی بدعت ضلالت کے کلام شارع سے سمجھنے چاہئیں موافق اقوال
علمائے اہلِ حق کے پس صحیح بخاری اور مسلم مین ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے من احدث
فی امرنا ھذا ما لیس منه فھو ردّ یعنی جسنے نئی نکالی بیچ کام ہمارے اِس کام دین کے وہ چیز کہ
نہین ہے اُسمین سے پس وہ مردود ہے اور احداث کے لئے کوئی زمانہ مقرر نہین فرمایا قرونِ ثلثہ ہون
یا بعد قرون ثلثہ چنانچہ جملہ اسمیہ دلالت اسی دوام اور استمرار پر کرتا ہے اور اسی وجہ سے عمر رض نے
تراویح کو بدعتِ نیک کہا اور ایسی ہی تعمیم مُحدَث کی ہے لفظِ مَن کے ساتھ کہ کوئی کسی زمانہ
مین ہو اور امرنا ھذا سے مراد امر رسالت اور دین ہے بدلیلِ حدیث تابیر النخل کے چنانچہ فرمایا ہے
انتم اعلم بامور دنیاکم واذا امرتکم من دینکم فخذوه اور ایسے ہی قصۂ بریرہ مین فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے خاوند کو اختیار کرے اور جب اُسنے پوچھا کہ یہ حکم رسالت ہے
یا سفارش اور صلاح تب فرمایا کہ حکمِ رسالت نہین ہے مشورت اور مصلحت ہے خواہ قبول کر خواہ
نہین - اور دین کے معنی جزا کے ہین اور جب پیغمبر کا کام حکم کرنا ایک کام کا ہے اور اُسپر بشارت
دینی یا منع کرنا ایک کام کا ہے اور اُسپر ڈرانا جیسے قرآن مین ہے اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ
لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ اسلئے احکامِ رسالتِ پیغمبر خدا صلعم کو احکام دین کہتے ہین پس مراد امرنا
ھذا سے وہی کام دین کے ہین جو منصبِ رسالت سے فرمائے ہین اُنہین نئی بات مخالف اُن
کامون کے نکالنی بدعتِ سیئہ اور ضلالت ہے اور موافق اور مؤید اُنکی بدعت حسنہ ہے اور
نئی بات نکالنی کامون رسم اور عادات مباحہ غیرِ دین مین داخلِ بدعت نہین خواہ وہ رسم و
رواج کسی قوم کا ہو خواہ کسی شہر کا اسلئے کہ ہر قوم اور ہر ملک مین جُدا جُدا رسوم اور عادات ہین
جیسے کھانا شب دیگ کا یا پینا ہر وقت چاہ کا عادت اہل کشمیر ہے اور کھانا ارہر کی دال اور
خشکہ کا عادت اہلِ بنارس اور مچھلی خشکہ کھانا عادت بنگالیون کی ہے یا پکانا بڑی خشکہ کا شادی
مین واسطے مہمانون کے رسم اہلِ خطہ ہے اسیطرح ہر ملک مین کھانے پینے اور لباس اور شادی
اور غمی مین ہر ایک قوم کی جدا جدا ایک عادت اور رسم ہے چنانچہ میوات مین اکثر عورتین تنگ پایجامہ

پہنتی ہین اور پورب مین غرارہ دار اور کابل مین اکثر لوگ چغنے اور بمبئی مین اکثر صدریان اور بنگالہ
مین ساڑھیان پہنتی ہین اور کشمیر مین عورتین کرتہ پہنتی ہین اور دہلی اور لکھنؤ مین انگیا کرتی پہننے
کی رسم ہے اس رسم مین کوئی نئی بات نکالنی مخالف رسم قوم بدعت نہین جب تک مخالف دین
نہو یعنی لباس متکبرانہ نہو اور اسراف بھی نہو اور ستر عورت بھی ہے اگر اسکے خلاف ہوگا جو حکم دین
ہے تو بدعت سیئہ ہو جاویگا اسیطرح طعام شادی مین رسمین مختلف مین میوات مین شکرانہ ہوتا ہے
اور دہلی مین پلاؤ وغیرہ کی رسم ہے اور مارواڑ مین شیرہ پوری اسمین کوئی امر نکالنا خلاف رسم و عادت
قوم بدعت نہین البتہ جو احکام کھانے سے متعلق ہین از روئے حرمت اور کراہت اگر وہ پائے
جائینگے کسی ترکیب مین مثل فخر اور سمعہ اور شکر کے تو بدعت سیئہ ہے جیسے تاڑی پورب مین
اور ربڑی جو مثل دلیہ کے میوات مین کھاتے پکاتے ہین بدعت نہین۔ اسقدر یاد رکھنا چاہیے
کہ رسم اور رواج مباحہ مین کوئی بات نئی نکالنی مخالف رسم کے بدعت نہین جب تک مخالف حکم
دین نہو۔ اور احداث یعنی نیا نکالنا ہر امر مین دو طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ جو اصل مراد اس کام سے
ہے فوت ہو جاوے مثلاً قینچی کہ مطلب اُس سے کترنا کپڑہ و کاغذ وغیرہ کا ہے اگر کوئی ایسی ترکیب
نکالے کہ اُس سے کچھ کترا نہ جائے اور مطلب اصلی اُس سے جو تھا مفقود ہو تو اسکو قینچی نہین کہنے کے
گو صورت قینچی کے کچھ باقی رہے۔ دوسرے یہ کہ جو مراد اُس سے ہے وہ بوجہ احسن ظہور مین آئے مثلاً
قینچی ایسی ترکیب کی نکالے کہ دونو حلقے باہم ملکر مختصر ہو جائین اور کترنے کپڑے وغیرہ مین بہت
حاذق ہو تو بہت تحفہ قینچی کہینگے جیسے معالجہ اصول یونانی مین پہلے مسہل سقمونیا اور ایلوے وغیرہ
کا تھا بعدہ نقوع املتاس مع سنا وغیرہ نکلا مگر اسکو مخالف اصول یونانی نہین کہتے اسلئے کہ تنقیہ
اخلاط جو اُس سے مقصود تھا اس سے بخوبی حاصل ہے پس جب احداث دو طرح کا تھا اسیلئے
جناب رسالت مآب قائل اوتیت جوامع الکلم نے اُس احداث کو مشرح کیا اور فرمایا مالیس منہ
اگر یہ نفرماتے تو کل محدثات مثل تراویح وغیرہ بدعت سیئہ ہوتی اب مالیس منہ کہنے سے معلوم ہوا
کہ جو کچھ مخالف امر دین نہین ہے بلکہ موافق اور موئد ہے جیسے تراویح اور فقہ اور نحو اور طرق ذکر او
شغل اور مراقبہ اور محاسبہ کے وہ مقبول اور نیک ہین اور جو کام مخالف امر دین ہے جیسے مذہب
روافض اور خوارج ما عدا دیگر اہل بدع اوا ہوا کا وہ نامقبول اور مردود ہے اور غلط ہوئی یہ بات کہ

ہر نیا امر موافق امر دین ہو یا مخالف وہ بدعت سیئہ ہے اسلئے کہ اگر یہ مطلب ہوتا تو مالیس نفرماتے
من احدث فی امرنا ھذا ھو رد کافی تھا پس مراد مالیس منہ سے وہ ہے کہ موید اور موافق اصول
مسلمۂ دین کے نہو بلکہ مخالف ہو ورنہ جب ایک امر نیا نکلا تو بعینہ وہ پہلا امر نہین رہتا بلکہ کوئی
خصوصیت زمانی اور مکانی اور تخصیص وضع وغیرہ اُسکے ساتھ اور بھی ملحق ہوگی وہ اگر موافق اور موید
امور دین نہو بلکہ مخالف ہو تو مردود ہے اور بدعت سیئہ ہے اور محدثات امور سے حدیث ایاکم و
محدثات الامور مین وہی امور مراد ہین کہ مخالف احکام رسالت ہون ورنہ تراویح بدعت حسنہ اور
سنت نہوتی اور حضرت بلال رض نے جو دو رکعت نماز بعد وضو نئی پڑھنی شروع کی تھین بے تعلیم آنحضرت
صلعم کے سنت تقریری نہوتین پس جب نماز جنس عبادت سے تھی اور عبادت ایک امور دین سے
ہے کچھ تعین زمان اور تعداد رکعات اور تخصیص وضع جلسات سے بدعت ضلالت نہوئی اسلئے کہ
یہ مخصصات محدثہ اُسکو عبادت ہونے سے خارج نہین کرتے نہ کچھ مخالفت امر دین مین ان محدثات
سے پیدا ہوتی ہے کہ مالیس منہ مین داخل ہون اور بدعت ضلالت تصور کئے جاوین اور اسی جگہ سے
مولوی رفیع الدین صاحب نے اپنے فتوے مین لکھا ہے کہ طعام فاتحہ بزرگون مین بے شبہ امر مستحسن
ہے اور تخصیص ماکولات کی جیسے فاتحہ شیخ عبدالحق اور اصحاب کہف اور فاتحہ امام حسین رض مین فعل
مخصص ہے باعث منع نہین ہوسکتا ہے یہ تخصیصات قسم عرف اور عادت سے ہین چنانچہ تخصیص
کھچڑہ کی فاتحہ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ مین درمختار مین ہے اور تخصیص آنحضرت صلعم کی
بیچ ذبح جانور اور تقسیم گوشت کے ساتھ دوستان خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا کے حدیث صحیح سے
ثابت ہے فقط اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے فتوائی جواز عرس مین لکھا ہے کہ بہیئت مجموعی جو بہت
سے آدمی جمع ہو کر ختم کلام اللہ کرتے ہین اور فاتحہ شیرینی یا کھانے پر دیکر تقسیم کرتے ہین یہ معمول
زمان پیغمبر خدا صلعم اور خلفائے راشدین مین نہ تھا اور اگر کوئی کرے تو کچھ ڈر نہین کہ اسمین کچھ قباحت
نہین بلکہ فائدہ زندون اور مُردون کو حاصل ہے اور مولوی رفیع الدین صاحب نے لکھا کہ امداد بدعا و
ختم وطعام بدعت مباح ہے کوئی وجہ قباحت کی نہین ہے اور اسی جگہ سے منع کرنا حضرت عمر رض
کا عورتون کو مسجد مین آنے سے واسطے نماز کے بدعت ضلالت نہوا بلکہ حضرت عائشہ رض نے فرمایا
کہ اگر عورتون کو اس صفت پر جناب رسول مقبول ص بھی دیکھتے تو منع فرماتے باوجودیکہ حضرت کے

وقت مین عورتین مسجد مین نماز کو آتی تھین اسلئے کہ پرہیزگاری غالب مردین ہے اور باہر نکلنے
عورتون کے اندیشہ فساد زنا وغیرہ ہوتا ہے خصوصاً جب شہوت غالب ہو اور تقوی کمتر اور حکم
الٰہی ہے یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ یعنی آنکھین بند رکھین غیر مردون کے دیکھنے سے اور باہر
نکلنے مین مخالفت اس امر کی لازم آتی تھی پس یہ ممانعت مالیس منہ مین نہ داخل تھی اسواسطے
محمود ہوئی اور بری نہوئی پس احکام رسالت کو اسطرح سمجھنا چاہئے کہ جیسے طب یونانی مین قواعد
بوعلی سینا کو مسطر اور قانون کلی سمجھتے ہین اگرچہ کسی وقت کسی امر جزئی مین کسیکو مخالفت معلوم
ہو ظاہر مین جیسے سہل الملتاس مگر جب تک اصول کلیہ مقررہ اُسکے سے خارج نہو خلاف طب
یونانی نہین اور جب جاننا علم عقائد اور مسائل نماز روزہ اور حلال حرام کا فرض تھا کہ حدیث
مین ہے طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة اور یہ سب علم قرآن حدیث مین ہین اور
وہ عربی زبان ہے بے صرف اور نحو کے کچھ نہین معلوم ہوتا اسلئے علما نے نحو کو بدعت واجب
لکھا ہے کہ ذریعہ علم قرآن اور فہم حدیث ہے اور وہ فرض ہے وقت پیش آنے معاملہ کے ہر شخص پر
ورنہ فرض کفایہ ہے پس جو امر مخالف مقصود دین ہے وہ البتہ بدعت ضلالت ہے جیسے مطلب لباس
سے دین مین تستر ہے اور دفع برد اور اظہار شکر خدا نہ تبختر اور افتخار پس غرض جس لباس سے
تبختر اور تکبر ہو نہ تستر وہ بدعت سیئہ ہے اور ایسا ہی نکاح کا حال ہے کہ مقصود اُس سے دین مین
حفظ نسل ہے اور حفظ اموال اور احصان نہ استیفائے لذت شہوانی چنانچہ فرماتا ہے مُحْصِنِيْنَ
غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ پس جو کوئی نکاح فقط شہوت رانی کو کرے اور مقصود احصان وغیرہ نہو بلکہ ناز
وعشوہ اور جمال اور دلال ظاہری کو صفت عورت پر اختیار کرے اور جب وہ بات اُسمین سے زائل
ہوجائے طلاق دیکر دوسری عورت ایسی ہی تلاش کرے واسطے نکاح کے مثل متعہ کے اسی نیت
سے کہ جب تک وہ جوان اور خوبصورت ہے ایسا نکاح بدعت سیئہ ہے اور جو امر موافق اور موئد
اصول دین ہے وہ بدعت نیک ہے جیسے علم نحو کہ علما اسکو بدعت مفروضہ کہتے ہین اور ایسے ہی
مسائل فقہ مجتہدین بدعت حسنہ ہین چنانچہ علم فقہ کو علم دین کہتے ہین اگرچہ یہ مسائل پیچھے مجتہدون
نے نکالے ہین مگر جو کہ مخرج اُنکا احکام رسالت ہین اسلئے اُنپر مالیس منہ کا معنا صادق نہین آتا بلکہ
محل استنباط اور مقیس علیہ ان مسائل کا احکام اور اصول دین ہین یہ بھی داخل علم دین ہین جیسے کہ

بعض صحابہ نے پیغمبر خدا صلعم سے عرض کیا کہ جب قرآن اور حدیث مین نہ پاؤنگا تو اجتہد برائی اور آپنے فرمایا ہے کہ الحمد للہ الذی وفق رسول رسولہ اور ابو داؤد اور ابو حزم وغیرہ اصحاب ظواہر جو منکر قیاس ہین اُنکا مذہب اہل سنت کے نزدیک مردود ہے چنانچہ اُنہون نے بھی بعد معتقد ہونے کے توبہ کی ہے اور ایسے ہی بیع قرآن اور اجرت کتابت قرآن پر یعنی بدعت حسنہ ہے کہ بعد زمان خلفاے راشدین یہ امر نیا نکلا اور صحابہ اور تابعین اسکو بُرا جانتے تھے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد امام نخعی مکروہ فرماتے تھے چنانچہ فتح العزیز مین بیچ تفسیر آیۂ وَیَکْتُبُوْنَ الْکِتَابَ بِاَیْدِیْھِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ لِیَشْتَرُوْا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا کے مین سب حال مفصل لکھا ہے کہ زمان صحابہ مین قلم دوات منبر پاس رکھتے تھے ہر کاتب قدرے قرآن لکھدیتا تھا اسطرح قرآن لکھا جاتا تھا اور اقوال صحابہ در باب منع بیع قرآن اور ممانعت اُجرت پہ لکھنے قرآن کے اُسمین مذکور ہین اور آخر مین یہ بھی لکھا ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے اور ایسا ہی حال ہے اُجرت تعلیم قرآن و حدیث اور فقہ اور آذان دینی اور نماز پڑھانے اور خطبہ نکاح پڑھانے کا اور اُجرت قضا اور افتا اور احتساب اور تحصیل خراج اور عُشر اور زکوٰۃ کا کہ زمان سابق مین یہ کام حسبۃ للہ لوگ کرتے تھے اور سلاطین عادل مال مسلمین سے کچھ دیتے تھے نہ بطور مزدوری کے بلکہ بطور اعانت کے اور اُجرت لینے کو عبادت کے کام پر حرام کہتے تھے اور متاخرین علما جو اُسکو جائز کہتے ہین وہ اِس اُجرت کو بعوض حاضر رہنے مکان خاص اور زمان معین کے مباح کہتے ہین نہ مقابل عبادت کے اسلئے کہ جب محض ثواب کی نظر سے کوئی قرآن پڑھانے والا نہ ملا کہ تمام دن پڑھاوے اور اجرت دیکر سکھانہ جاوے تو قرآن پڑھنے سے لوگ محروم رہتے ہین کہ عمدہ عبادت اور جڑ دین کی ہے اور جب قرآن پڑھانا فقط عبادت ہے اور ایک مکان خاص مین بیٹھنا اور وقت معین پر حاضر رہنا عبادت نہین بلکہ امر مباح ہے اسلئے اجرت مقابل اس تعین زمان اور خصوصیت مکان کے ہے نہ مقابل قرآن پڑھانے کے اور ایسا ہی حال اذان اور اقامت کا ہے پس یہ بدعت حسنہ ہے اسلئے کہ مخالف امر دین کے نہین بلکہ مؤید دین ہے کہ بغیر اسکے بہت سارے کام دین کے مختل اور خراب رہتے ہین اور اس جگہ بعض لوگ کہتے ہین کہ نئی باتین نکالنی امر دین مین بدعت مردودہ ہین اور لباس اور طعام اور صناعات مین مثل نقاشی و زرگری خیاطی وغیرہ اور علوم غیر دین مین مثل

ف ۱ تو اپنی عقل سے اجتہاد کرونگا ۱۲ منہ

ف ۲ سب تعریفین ثابت ہین واسطے اللہ کے جسنے توفیق دی رسول رسول اللہ صلعم کو ۱۲ منہ

موسیقی و نیرنجات و طلسمات وغیرہ مین کچھ بدعت نہین یہ نادانی اور غلط فہمی اِن لوگون کی ہے بلکہ حکم رسالت اور دین ہر چیز سے خواہ قسم لباس و طعام سے ہو یا کسی علوم و صنائع سے ایکطرح کا علاقہ رکھتے ہین وجوب اور امتناع اور اباحت سے مثلاً لباس مین بقدر ستر عورت فرض ہے اور درازی جامہ اسقدر کہ ٹخنے ڈھک جائین بطریق تکبر منع ہے اور ٹخنے سے اونچا مباح ہے اسیطرح لباس ریشمی اور معصفر اور زعفرانی مردون کو حرام ہے اور علی ہذا القیاس بہت سارے احکام لباس ہین کہ کتب فقہ اور حدیث مین موجود ہین اب اگر کوئی ایسا لباس نکالے کہ اُسمین ستر کھلا رہتا ہو البتہ بدعت ضلالت ہے جیسے بعض فقرا رسول شاہی وغیرہ رکھتے ہین یا ایسا لباس نکالے کہ اُسمین اسراف ہو یا تبختر اور تکبر کے آثار بہمہ جہت موجود ہون خالی بدعت سیئہ سے نہوگا اور اسیطرح احکام طعام مین اگر کوئی ایسی ترکیب کھانا پکانے کی جسمین تنفر پیدا ہو البتہ بدعت سیئہ ہے یا مثل ہنود کے برہنہ سر اور بدن ہو کر کھانا اختیار کرے یا ترکیب عجم خوان مین انواع اطعمہ کثیر فخر اپنے روبرو رکھکر کھانا ایجاد کرے یا ترک طعام یا تقلیل کسی ترکیب سے اسقدر کرے کہ عبادات مفروضہ ادا کرنے مین قصور واقع ہو یہ بدعت سیئہ ہین اور کھانے مین لباس سے زیادہ بدعات نکلتی ہین مقدار طعام اور جنس طعام اور ترکیب پخت و پز اور طریق اکل مین غور کرنے سے معلوم ہوتی ہین ۔ اور صناعات اور علوم کا حال یہ ہے کہ اگر وہ ممنوع ہے شرعاً مثل نجوم اور موسیقی اور مصوری تو اُسمین نئے نکالنا اور باجو نکا اور قواعد نجوم اور تصویر کا بطریق اولیٰ بدعت ضلالت ہے اور اگر وہ علوم اور صناعات قسم لہو و لعب سے ہین مثل طلسم اور نیرنج وغیرہ کے تو زیادتی ایسے کامون مین ساتھ نکالنے نئی باتون کے ظاہرا بدعت سیئہ ہے اور اگر وہ صناعتین امور مباحہ سے ہین مگر کچھ منفعت نہین جیسے نقاشی زرگری گچکاری کہ انسے کچھ فائدہ مرتب نہین بجز نزہت خاطر یا زینت اور افتخار کے پس ایسے کامون مین کمال پیدا کرنے اور ایجاد کرنے نئی باتون کو بجز کھونے عمر کے لہو و لعب مین اور کیا کہہ سکتے ہین اور نکالنا لہو و لعب کا بدعت سیئہ ہے اور اگر وہ کام امور مباحہ نافعہ سے ہے جیسے نجاری خیاطی وغیرہ تو اُسمین اگر کوئی بات ایسی دغا کی نکالے کہ جسمین کام بنوانے والے کو نقصان پہونچے تو وہ بدعت ضلالت ہے مثلاً اگر خیاط ایسی قطع کپڑون مین نکالے کہ اسراف ہو یا نقصان سلانے والے کا یا اطلس کی ٹوپی مردون کے لیے سینی ایجاد کرے تو یہ بدعت سیئہ ہے اور غور کرنا چاہئے کہ اجارہ مین جو شرائط کہ دین مین مقرر ہین کہ اجرت معلوم ہو مجہول نہو اور وہ اُجرت عمل مزدور سے نہ پیدا ہوئی ہو اور ایسے کام پر کہ

اُسمین محنت بھی ہو اور وہ کام مباح ہو فرض نہو مثل نماز روزہ کے پس اگر کوئی ایسے کام پر اجرت لے
کہ اُسمین یہ شرطین نہون بلکہ کوئی بات اپنی طرف سے ایجاد کرے مثلاً اپنی عزت اور وجاہت کے
سبب سے جو کام کرے اُسپر اجرت لے اور کہے کہ یہ مزدوری مقابل نگہداشت مزاج حاکم ہے یا اُجرت وکالت
کو درست سمجھکر اجرت صلح متخاصمین سے لے پس یہ اُجرت بدعت سیئہ ہے اور اسیطرح بیع اور قراض
اور ربوا اور سلم اور شرکت وغیرہ معاملات کی شرائط اور مستحسنات دین مین مقرر ہین اگر کوئی شخص کوئی اور
بات نکالے کہ دین مین شارع سے مقرر نہین اُسکو بجائے اُس امر کے کہ شارع سے مقرر ہے شرط
یا رکن اس کام کا سمجھے یا کسی شرط اور رکن شرعی کو غیر معتبر سمجھے مثلاً سور کی یا غلام بھاگے ہوے
کی بیع کرے اور یہ کہے کہ سور مین منفعت ہے اور بیع اُس چیز کی جس سے منفعت ہو درست ہے اور غلام
مفرور خارج ملک سے نہین ہوتا ہے اور بیع مملوک جائز ہے یا شئے غیر مقبوضہ کو بعد خرید کے بیچے اور کہے
کہ خرید نا بجائے قبضہ کے ہے یہ سب بدعات سیئہ ہین اور اسیطرح بیع سلم مین اگر وقت مشکوک
رکھے کہ مبیع رمضان مین یا ذی الحجہ مین لے لونگا یا یہ کہے کہ نماز بے رکوع ہو جاتی ہے کہ قیام سے
سجدہ مین جب آدمی جاتا ہے تو حالت رکوع از خود ادا ہو جاتی ہے پس جس کام مین کہ حکم شارع
سے مقرر ہے اسکی خلاف کوئی بات ایجاد کر لے بدعت سیئہ ہے اور اکثر صناعات اور معاملات
وغیرہ مین کچھ نہ کچھ حکم شارع سے لگا ہوا ہے پس اُسمین خلاف اُسکے نئی بات بدعت مردود ہے
مگر وہ لوگ جنکو آگاہ کرنا بدعات سیئہ پر کچھ مقصود نہین بلکہ مطلب اصلی گھٹانا محبت اور عظمت
انبیا اور صلحا کا ہے بحیلہ شرک و بدعت عوام الناس کے دلون مین سے وہ ایسی بدعات کو نہین
ظاہر کرتے بلکہ اکثر باتین جنکو علمائے اہل سنت مباح اور نیک کہتے ہین یا داخل رسم و عادات ہین
اُنکو بدعت کہکر لوگون کو انبیا اور اولیا سے متنفر کرتے ہین اور یہ نہین غور کرتے کہ محبت اور عظمت
مخلصان خدا کی دل مین سے کم ہونی باعث کم ہونے محبت خدا کا ہے پس ظاہر ہوا حدیث ترمذی
اور حدیث من سن فی الاسلام اور اثر عمر رض سے کہ بدعت نیک اور بد دو طرح کی ہین اور بدعت بد اور
مردود وہ ہے کہ مخالف حکم شارع اور احکام رسالت ہو اور جو بدعت موئد اور موافق احکام دین ہے
وہ سنت ہے مثل تراویح کے یا واجب مثل نحو اور فقہ وغیرہ کے یا مباح **اب بیان کئے جاتے ہین** اسپر
اقوال علمائے سلف کے سنداً جو مذکور ہین ہدایہ مکیہ مین ملخصاً اور ملتقطاً۔ کہا ہے ابو عمر عبد العزیز بن

عبد السلام نے کتاب قواعد مین کہ بدعت یا واجب ہے یا حرام یا مستحب یا مکروہ یا مباح اور طریقہ اسکے
معلوم کرنیکا یہ ہے کہ پیش کیجائے بدعت قواعد شریعت پر اگر داخل قواعد ایجاب ہے تو واجب ہے اور جو
داخل قواعد تحریم ہے تو حرام ہے اور جو داخل قواعد کراہت اور ندب ہے تو مکروہ اور مندوب ہے اور داخل
اصول مباح ہے تو مباح ہے پس شغل علم نحو کہ جس سے معنی قرآن اور حدیث سمجھے جاتے ہین واجب
ہے اسلئے کہ حفظ شریعت واجب ہے اور وہ بغیر اسکے ممکن نہین اور جو چیز کہ بغیر اسکے اتمام واجب
نہو سکے وہ بھی واجب ہوتی ہے اور اسیطرح واجب ہے علم اصول فقہ اور کلام کرنا جرح اور تعدیل مین
اور جدا کرنا صحیح اور سقیم کا اور یاد کرنا غریب الکتاب اور سنت کا لغت سے اسلئے کہ حفظ شریعت فرض
کفایہ ہے اور بغیر ان کامون کے ممکن نہین اور مذاہب قدریہ اور جبریہ اور مرجئہ اور مجسمہ سب بدعت
حرام ہین اور رد کرنا ان بدعات کا واجب اور تعمیر سراوین اور مدرسون اور تراویح اور علم دقائق
تصوف اور کلام نیک کہ زمانۂ سابق مین نہ تھا اور محفل علما واسطے تحقیق مسائل دین کے سب بدعات
مندوبہ ہین اور زخارف مساجد اور تزویق مصاحف بدعت مکروہ ہے اور مصافحہ بعد نماز فجر اور عصر
اور وسعت اکل حلال اور لباس اور مکان مین بدعت مباح ہے اور روایت کیا ہے بیہقی نے بسند
صحیح مناقب شافعی کے کہ کہا امام شافعی رح نے کہ محدثات امور دو طرح پر ہین ایک وہ کہ نیا نکلا اور
نیک ہے بلا اختلاف یہ بدعت محدثہ غیر مذمومہ ہے کہ جیسے کہا عمر رضہ نے بیچ قیام رمضان کے کہ نعمت
البدعۃ ہذہ یعنی یہ محدث ہے کہ پہلے نہ تھی اور نیک ہے فقط پس کلام ابن عبد السلام اور امام شافعی
رح کا باطل کرتا ہے اسکو کہ ہر بدعت ضلالت ہو اب ذکر ہی سند معنی حدیث کا جو مذکور کئے گئے
کہا حافظ ابن حجر عسقلانی نے بیچ فتح المبین شرح اربعین امام نووی کی شرح حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا
مین قالت قال رسول اللہ صلعم من احدث ای انشا واخترع من قبل نفسہ فی امرنا
ای شاننا الذی نحن علیہ وھو ما شرعہ اللہ ورسولہ واستمر العمل بہ ومن ثم جاء فی
روایتہ دیننا والمراد الحکم ھذا ما لیس منہ مما ینافیہ او لا یشھد لہ شیء من قواعد
وادلتہ فھو رد ای مردود علی فاعلہ لبطلانہ وعدم الاعتداد بہ سواء کانت منافاتہ
لما ذکر لعدم مشروعیۃ بالکلیۃ او لاختلال بشرطہ او رکنہ عبادۃً کان او عقداً
او للزیادۃ علی المشروع او لارتکابہ منہا او فیہ الی آخرہ چنانچہ خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہے کہ

کہ جس شخص نے نکالی نئی بات اپنے دل سے احکام خدا اور رسول مین مخالف احکام شرع پس وہ مردود ہے
برابر ہے کہ ہو مخالف امر دین مین بسبب غیر مشروع ہونے اُسکے بالکل یا بسبب خلل کسی شرط یا رکن کے
عبادت ہو یا کوئی عقد معاملہ یا بسبب زیادتی کے کسی امر مشروع پر جیسے نماز بے وضو کے یا بسبب مرکب
ہونے اُسکے غیر مشروع سے یا واقع ہونے سے غیر مشروع مین جیسے نماز بیچ مغصوب کے یا حج ساتھ مال
حرام کے یا ذبح مغصوب کا یا اعتکاف ساتھ کبیرہ گناہ کے یا روزہ ساتھ ایک نحو کذب کے یا بیع ساتھ ایک نحو بخس کے اور سوا اسکے
وہ امر کہ نہی اُنمین بسبب امر خارج کے ہے بموافق راے ضعیف کے بعض دلائل سے بخلاف اُنکے کہ نہی
جنمین بالذات ہے پس تحقیق وہ باطل کرتی ہے اُسکو جیسے ذبح کرنا احرام والے کا صید کو یا پہننا موزہ
کا بلا عذر پس نہ مسح کرے اُسپر اور جماع روزہ دار کا اور حاجی کا پہلے حلال ہونے سے اور وہ جو نہ مخالف
ہو کسی امر دین کے اسطرح پر کہ شاہد ہون اُسکے لئے ادلہ شرعی یا قواعد شرعی پس وہ مردود نہین ہے بلکہ
مقبول ہے جیسے بنانا سراؤن کا اور انواع نیک کام کہ پہلے زمانہ مین نہ تھے پس یہ بموافق امر شریعت
مین اسلئے کہ صنع امر معروف اور معاونت بر و تقویٰ پر حکم ہے شریعت مین اور جیسے تصنیف علوم نافعہ
شرعی مین اور ثابت کرنا قواعد شرع کا اور نکالنا تفریعات کا اور بیان کرنا حکم اُنکا اور تفسیر قرآن اور
حدیث اور گفتگو اسانید مین اور تدوین اور تتبع کلام عرب اور استخراج علوم مثل نحو اور معانی اور بیان
کے اور مانند اسکے سب نیک ہین کہ معین ہین معرفت معانی قرآن اور حدیث مین پس حکم مامور بہ مین ہین اور
ایسے ہی تفریع اصول و فروع اور ضروریات علم حساب وغیرہ نیک ہے اور ایسی ہی کتابت قرآن ہے
اور تعیین اور تدوین مذاہب اور تصنیف انمین واسطے مزید ایضاح کے اسلئے کہ نہایت انکی دین ہے ایک
واسطہ یا کئی واسطے سے پس یہ کام مقبول اور مثاب اور ممدوح ہین اور مثال ان سب کی معاملہ ابوبکر
صدیق اور عمر فاروق اور زید بن ثابت سے ہے رضی اللہ عنہم بیچ جمع کرنے قرآن کے جب کہا حضرت عمرؓ
نے جناب ابوبکر صدیق رضؓ سے واسطے لکھنے قرآن شریف کے بسبب خوف مندرس ہو جانے قرآن کے
مر جانے صحابہ کرام سے جب بہت واقع ہوا قتال دن یمامہ کے پس توقف کیا حضرت ابوبکر رضؓ نے
واسطے ہونے اسکے بصورت بدعت پھر کھولدیا اللہ تعالیٰ نے سینہ اُسکا اور ظاہر ہوا کہ مرجع اسکا طرف
دین کے ہے اور یہ امر خارج دین نہین پھر بلایا زید بن ثابت کو اور حکم دیا ساتھ جمع کرنے قرآن کے پس
کہا زید بن ثابت نے کیونکر کرتے ہین آپ وہ کام کہ نہین کیا رسول اللہ صلعم نے پس فرمایا کہ تحقیق یہ خیر

ہے اور دیر تک رہی رد و بدل انکی یہانتک کہ کھولدیا اللہ نے سینہ زید ابن ثابت کا جیسا کھولا تھا سینہ
ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا اور ایسے ہی معاملہ عمر رض کا ہے بیچ جمع کرنے لوگون کے واسطے تراویح کے مسجد
مین باوجود ترک فرمانے پیغمبر خدا صلعم کے چند شب کرکے اور کہا عمر رض نے نعمت البدعۃ ہذہ یعنی اگرچہ
یہ کام نیا حادث ہے مگر مردود نہین ہے بسبب مخالفت کے بلکہ موافق دین ہے کہ ترک پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کا خوف فرض ہو جانے سے تھا اب بسبب وفات آپکے وہ خوف جاتا رہا فقط اور کہا امام
شافعی رحمہ اللہ نے جو بات نئی نکلے اور مخالف کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر کے پس وہ بدعت ضلالت
ہے اور جو بات نئی نکلے نیک اور نہین مخالف کتاب اور سنت اور اجماع اور اثر کے پس وہ بدعت نیک
ہے اور کہا علامہ ابو شامہ نے کہ نہایت حق کام یہ ہے کہ نکلا بیچ زمانہ ہمارے کے جو کیا جاتا ہے ہر
سال موافق یوم پیدائش صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقات اور نیکیون سے ساتھ اظہار خوشی اور زینت
کے پس تحقیق یہ کام بسبب پہونچنے احسان کے فقرا کو مشعر محبت پیغمبر خدا صلعم ہے اور عظمت اور جلالت
آنحضرت صلعم بھی ہے بیچ دل کرنے والے اس کام کے اور ادائے شکر حق تعالی بھی ہے اوپر بھیجنے ایسے
رسول رحمۃ للعالمین کے۔ اور بدعت سیئہ وہ ہے جو مخالف سکے ہو صریحاً یا التزاماً اور یہ بدعت کبھی حرام
ہوتی ہے اور کبھی مکروہ اور کبھی طاعت اور قرب اور کہا بیچ شرح روایت مسلم کے من عمل منکم عملا
لیس علیہ امرنا ای حکمنا واذننا بخلافہ الی آخرہ خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہے یعنی جسنے کام کیا ایسا
کہ نہین ہے اسپر حکم ہمارا اے حکم اور اذن ہمارا خلاف اسکے ہے اسی جگہ سے خوش ہوے رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم بسبب سلے لینے خالد کے علم کو غزوہ موتہ مین باوجود عدم حکم کے اور تعریف کی انکی اس
کام پر اسلئے کہ یہ مصلحت عام تھی موقوف حکم خاص پر نہ تھی۔ اور ایسا ہی حکم ہے کل تخصیصات کا ساتھ
دلائل عام کے اسلئے کہ اسپر حکم شارع ہے خلاف حکم نہین ہے جیسے کہ تعریف کی رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے بلال رض کی دو رکعت نماز پر بعد ہر وضو کے باوجودیکہ انہون نے نہین سیکھا تھا رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم سے بلکہ استنباط کیا تھا مطلق حکم نماز سے فقط اور لکھا ہے فتح المبین مین حافظ ابن حجر
نے بیچ شرح حدیث ایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعۃ اور معنی بدعت کے لغت مین یہ ہین کہ
نئی نکالی جاوے ایک چیز بے مثال سابق جیسے فرمایا ہے بدیع السموات والارض یعنی موجد زمین اور
آسمان کا بے مثال سابق۔ اور شرع مین وہ چیز کہ نئی نکالی جاوے خلاف امر شارع کے اور مخالف دلیل

شرعی کے خاص ہو یا عام ضلالۃ اسلئے کہ حق امر شرعی ہین پس جو کام کہ نہ رجوع ہو اُسکی طرف امر شرعی وہ گمراہی ہے اسلئے کہ نہین بعد حق کے مگر گمراہی اور مراد محدث سے وہی بدعت ہے اور گمراہی اُسمین یہ ہے کہ اُسکی کچھ اصل شرع مین ثابت نہو باعث احداث فقط شہوت اور ارادہ ہو تو پس یہ باطل ہے قطعاً بخلاف اُس محدث کے کہ جسکے لئے شریعت سے اصل ہے یا قیاس ایک نظیر کا ہے دوسری نظیر پر یا بغیر اسکے پس یہ نیک ہے اسلئے کہ یہ طریقہ خلفائے راشدین اور ائمۂ دین کا ہے کہ عمر رض نے تراویح کو نعمت البدعۃ کہا پس اطلاق لفظِ محدث اور بدعت سے یہ مذموم نہین ہوئی اور بدعت منقسم ہے طرف احکام خمسہ کے جب پیش کیجاوے قواعد شرعیہ پر پس بدعت یا فرض بالکفایہ ہے جیسے سب علوم عربیہ کہ جنپر سمجھنا کتاب اور سنت کا موقوف ہے مانند نحو اور صرف اور معانی اور بیان اور لغت کے اور جیسے علم جرح اور تعدیل اور جدا کرنا حدیث صحیح کا غیر صحیح سے اور تدوین فقہ اور اصول اور رد کرنا قدریہ اور جبریہ اور مرجئہ اور مجسمہ وغیرہ کا اسلئے کہ حفظ شریعت فرض کفایہ ہے چنانچہ قواعد شرع اسپر دال ہین اور نہین محفوظ رہتی شریعت بے ان کامون کے اور جو کام کہ بغیر اُسکے تمام نہو ایک واجب وہ بھی واجب ہوتا ہے اور یا بدعت حرام ہے جیسے تمام مذاہب باطلہ سوائے مذہب اہل سنت وجماعت کے اور یا بدعت مندوبہ ہے جیسے احداث مدرسون اور سراؤن کا اور ہر نیک کام کا کہ پہلے نہ تھا اور یا بدعت مکروہہ ہے جیسے تزویق مصاحف یا تزخرف مساجد اور یا بدعت مباح ہے جیسے فراخی لذیذ کھانون مین جسطرح ذکر کیا ہے ابن عبد السلام نے اور اس تقریر سے معلوم ہوا کہ محدثات الامور عام ہین اور مراد خاص اسلئے کہ سنت خلفائے راشدین بھی محدثات سے ہے اور ہمکو حکم ہے اُسکی پیروی کا اور ایسی ہی سنت الخلفاء عام ہے اور مراد خاص اسلئے کہ جب فرض کیا جاوے کہ خلیفہ راشد نے ایک طریقہ نکالا کہ دلیل شرعی مانع ہے اسکے اتباع سے اور یہ منافی اُسکے رشد کو نہین ہے اسلئے کہ خطا مصیب سے بھی ہوتی ہے اور کبھی کبھی مستقیم مین بھی ہو جاتی ہے اور تحقیق یہ ہے کہ کلام یا عام ہے اور مراد بھی اُس سے عام جیسے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ[1] یا خاص ہے اور مراد بھی اُس سے خاص جیسے فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰکَهَا[2] یا عام ہے مراد اُس سے خاص جیسے اُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ[3] اور یا خاص ہے اور مراد عام جیسے وَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا اے نہ ایذا دے کچھ انتہی ترجمہ عبارت فتح المبین اور لکھا ہے سیرت شامی مین بیچ مقدمہ مولد رسول مقبول

ف۱ اللہ ہر شے پر قادر ہے ۱۲ منہ

ف۲ پس جب وقت پوری کی زید نے اُس سے اپنی حاجت نکاح کر دیا ہمنے تیرا اُس سے ۱۲ ۱۲ منہ

ف۳ دی گئی ہر چیز سے ۱۲

[illegible]

صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ بیان کیا استحباب اور استحسان اسکا بہت علما اور ائمہ دین سے مثل ابوخیر
سخاوی اور ابن جزری اور ابن کثیر اور ابن وحیہ اور ابو شامہ شیخ نووی اور ابن جوزی اور ابن طغربلی
اور ابن قفل اور شیخ ابی عبداللہ بن محمد بن ابن نعمان اور جمال الدین عجمی اور یوسف حجار اور یوسف
ابن علی بن زریق اور ابوبکر حجازی اور ابا موسی زرہولی اور ابن بطاح اور مخلص کنانی اور ظہیر الدین
ابن جعفر اور نصیر الدین اور شیخ عمر موصلی اور صدر الدین بن عمر وکہ ان سب علما نے ثابت کیا ہے
حسن اسکا دلائل سے اور ایسا ہی امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم مین لکھا ہے کہ موافقت کرے
قوم کی بیچ قیام کے جب کھڑا ہو ایک انمین سے وجد سے یا باختیار اور کھڑے ہوے لوگ واسطے
اُسکے پس ضرور ہے موافقت سے یہ آداب مین صحبت کے اور ایسے ہی دور کرنا عمامہ کا ہے واسطے
موافقت صاحب وجد کے جب گر پڑے عمامہ اُسکا اور ڈالنا کپڑا جب پھاڑ ڈالے وہ کپڑا یہ موافقت
حسن صحبت سے ہے اور مخالفت موحش جیسا حدیث مین ہے لکل قوم رسم ولا بد من مخالقة
الناس باخلاقهم اور خاصکر اُن اخلاق مین جب حسن معاشرت ہو اور خوشی دل (اور یہ کہنا کہ بدعت
ہے اور نتھا زمانہ صحابہ مین پس نہین مین کل مباحات منقول صحابہ سے اور سوا اسکے نہین کہ
محذور وہ بدعت ہے جو مزاحم سنت ماثورہ ہو اور نہین ہے کچھ منقول نہی سے اسمین پس قیام وقت
داخل ہونے کسیکے تھی عادت عرب کی بلکہ نہ تھے صحابہ کھڑے ہوتے پیغمبر خدا صلعم کے واسطے
بھی بعض حال مین جیسے روایت ہے انس سے لیکن جب ثابت نہین اسمین نہی عام تو نہین دیکھتے
ہم کچھ خوف اسمین بیچ اُن شہرون کے جہان عادت قیام ہے واسطے اکرام آنیوالے کے تحقیق قصد
اس سے حرمت اور اکرام اور خوش کرنا دل کا ہے اور ایسے ہی تمام اقسام مساعدات مین جب قصد
اُنسے طیب القلب ہو اور عادت ہو ایک جماعت کی پس نہین ہے گناہ بیچ موافقت کے بلکہ نیک
ہے موافقت مگر جہان وارد ہوئی ہو نہی یہ تمام مذکورات مع عبارات اور حوالہ کتاب لمعہ مکیہ مین
ہین اور لکھا ہے مولانا شاہ عبدالعزیز رح نے تفسیر عزیزی مین کہ مرتکب کبیرہ یا مصر بر صغیرہ کو
لعنت نکرے اور مقابر مسلمین مین دفن کرے اور امداد بفاتحہ اور درود اور صدقات وخیرات اور
استغفار لازم گنے اور فتوای جواز عرس مین لکھا ہے کہ جمع ہوکر ختم کلام اللہ کرنا اور فاتحہ شیرینی
یا طعام پر دیکر تقسیم کرنا اگرچہ زمانہ پیغمبر خدا صلعم اور خلفا مین نتھا مگر کچھ قباحت اسمین نہین بلکہ

فائدہ زندون اور مردون کو ہے - اور مولوی رفیع الدین صاحب نے لکھا کہ امداد بدعا اور ختم اور طعام بدعت مباح ہے کوئی وجہ قباحت نہین مگران وہابیون کے دل مین جو بجاے محبت اور عظمت کے توہین اور دشمنی اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام ہے اِس سبب سے جس بات مین عظمت ان لوگون کی پائی جاتی ہے اُسکو بہ بہانہ شرک اور بدعت منع کرتے ہین گو وہ کام نیک ہوتا لوگون کے ایمان مین نقصان ہوا اسلئے کہ محبت خدا اور رسول عین ایمان ہے اور دیگر امور بدعات کا لباس اور طعام اور معاملات مین ذکر تک نہین کرتے بلکہ خود ہی نہین جانتے بموجب قاعدۂ وہابیہ کے پائجامہ پہنا بدعت ہے کہ کبھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین پہنا صحابہ بلکہ عمر رضہ نے نامون مین حکام اطراف کو پہننے پاجامہ سے ممانعت فرمائی ہے جیسے بغوی نے ابو عثمان نہدی سے روایت لکھی کہ آیا ہمکو نامہ عمر رضی اللہ عنہ کا اور ہم آذربیجان مین تھے کہ القوا السراویلات واتزروا والقوا الخفاف وانتعلوا وایاکم والتنعم وزی العجم[1] مگر جو کہ اسمین توہین اور حقارت کسی نبی یا ولی کی نہین اسلئے اسکا ذکر نہین کرتے اگر ایسی بات کسی بزرگ کی نسبت ہوتی تو زبان زد ان لوگون کی ہوتی چنانچہ ہزارہا بدعات لباس اور طعام اور عقود اور معاملات مین واقع ہین اور باتفاق علمائے محققین بدعت سیئہ ہین اور ہزارہا آدمی اُسمین مبتلا ہین اُنکو کوئی ذکر نہین کرتا بلکہ حال کے واعظون سے پوچھو تو جاننے کے بھی نہین سوائے ان چند کامون کے کہ جنمین اہانت بزرگون کے ہے اُسی کو بطور وظیفہ کے سب واعظ پڑھتے ہین اور اکثر خلاف دین کے کہتے ہین اسلئے کہ جس اصل پر اُنکو بدعت کہتے ہین وہ اصل ہے خلاف اور بدعت ہے اور جب وہ اصل ہی بدعت ہوئی تو فروعات اُسکے بطریق اولی بدعت ہوئی بلکہ جن امور کو بدعت سیئہ کہتے ہین اُنمین سے اکثر نزدیک علمائے متقدمین اور ائمۂ دین کے نیک کام یا مباح ہین اور بعض مختلف فیہ اب طالب حق کو چاہیے کہ جس کام کو یہ لوگ شرک یا بدعت کہتے ہین اُسکو کتب علمائے متقدمین اور فقہ مین بھی دیکھے کہ پہلے ائمۂ دین نے کیا لکھا ہے فقط انکے قیاس کو تسلیم نکرے اور گمراہی مین نہ پڑے اسلیے کہ یہ لوگ بے سند پہلے ائمہ کے قرآن سے اپنے مسئلے قیاس کرتے ہین مثل خوارج اور روافض اور مرجئہ وغیرہ کے پس جیسے وہ گمراہ ہین ایسے ہی یہ بھی گمراہ ہین جب تک کہ موافق اقوال علمائے اہل سنت کے نہون قابل تسلیم اور قبول نہین چنانچہ چند اصول اُن لوگون کے بیان کئے جاتے ہین تاکہ اُسکی غلطی پر لوگ آگاہ ہون کہ کیسے مخالف دین کے قاعدے مقرر کئے ہین اور

[1] پہینکدو پاجامون کو اور پہنو پاتابہ (موزہ) اور پہینکدو موزون کو اور جوتے پہنو اور بچو تم ناز و نعمت سے مثل اہل عجم کے ۱۲ منہ

ماتحت ہر ایک قاعدے کے صدہا فروعات ہین پس جب وہ قاعدہ غلط ہے تو سب فروعات بھی اسکے غلط۔ آب جو معنی بدعت کے بہ تحقیق ہوے کہ کوئی کام کسی زمانہ مین شیا مخالف حکم دین کے کوئی نکالے وہ بدعت سیئہ اور ضلالت ہے یعنی حرام ہے یا مکروہ اور جو موافق اور موئد احکام دین ہے وہ بدعت حسنہ ہے یعنی واجب یا مستحب یا مباح ہے چنانچہ معنی بدعت کے حدیث سے بیان کئے گئے اور گواہی لائی گئی اسپر قول امام شافعی اور دیگر علمائے دین سے جیساکہ اوپر گذرا برخلاف وہابیہ کے کہ کہین دلیل انکی اقوال پر علمائے سابق سے نہین اور سب قیدین اپنی طرف سے لگائی ہین بے سند اور وہ بھی مخالف حدیث اور اقوال علمائے سنت کے جیساکہ بیان ہوا معنی بدعت مین۔ آب ایک اصول وہابیہ سے یہ ہے کہ ہر فعل مباح بلکہ حسن اور خیر بھی مداومت اور ملازمت سے اور اسیطرح تخصیص زمانی اور مکانی سے بدعت ضلالت یعنی حرام یا کفر ہو جاتا ہے اسپر کوئی دلیل آجتک قرآن اور حدیث سے صریح نہین لاسکتے نہ قول کسی مجتہد کا ایمہ دین سے بلکہ قیاس ہے اُنکا اپنا فقط جیسے کہتے ہین کہ ایصال ثواب بروح صلحا و دیگر اموات نیک ہے اور شرع سے ثابت مگر تخصیص یوم اور طعام وغیرہ سے بدعت ہو جاتا ہے اور اسیطرح ہر عبادت نافلہ کو مداومت اور لزوم سے بدعت کہتے ہین اور یہ قاعدہ مخالف حدیث ہے جیساکہ صحیح مسلم مین عائشہ رض سے روایت ہے کہ فرمایا اَحب الاعمال الی الله ادومہا وان قل اور صحیح بخاری مین مسروق رض سے کہا ای شئی الاعمال احب الی الله قالت الدائم اور صحیحین مین روایت ہے عبد الله ابن عمرو ابن عاص سے کہا فرمایا رسول خدا صلے الله علیہ وسلم نے یا عبد الله لا تکن مثل فلان انه کان یقوم من اللیل فترك قیام اللیل اور مسلم مین عمر رض سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی الله علیہ وسلم نے من نام عن حزبه او نسی فقرء ما بین صلوة الفجر کتب له کانما قرء من اللیل اور حصن حصین مین لکھا ہے وینبغی من کان له ورد فی وقت من لیل او نهار او عقب صلوة او غیر ذلك ففاته ان یتدارکه و یاتی به اذا امکنه ولا یهمله لیعتاد الملازمة ولا یتساهل فی قضائه پس غور کرنا چاہئے کہ ایک امر خیر غیر فرض کے لئے کسقدر تاکید مداومت ہے حدیثون مین کہ ہمیشگی اور ملازمت ایک وقت پر رکھے اور اگر وقت پر ادا نہو قضا کرے دوسرے وقت بالکل نچھوڑے کچھ اس مداومت سے ایک وقت پر شارع نے نظر تشابہ بفرض نہ کی اور کہین یہ نفرمایا کہ غیر فرض کا اہتمام مثل فرض کے کرنے سے بمداومت و ملازمت تشابہ بفرض لازم آتا ہے یہ

نجا ہئے کفر ہے یا بدعت ضلالت ہے جیساکہ یہ لوگ مخالفِ دین کہتے ہین کہ اہتمام امر مباح اور نیک کا جیسے ایصال ثواب باموات یا ذکر اللہ یا نماز نفل وغیرہ بہ تعین یوم و وقت کہ وہ دن فوت نہو یا وقت سے غیر وقت نہو جو وقت دن یا رات سے مقرر کیا اُسمین ادا ہونا چاہئے یہ تعین اس امر مباح اور نیک کو حرام کر دیتا ہے اسلئے کہ اہتمام مثل فرائض کے لازم آتا ہے اور یہ دعویٰ اُنکا مخالف حدیث ہے جیساکہ اوپر بیان ہوا بلکہ اصل یہ ہے کہ فرض سمجھنے سے فرض ہوتا ہے فقط اہتمام اور ملازمت سے فرض نہین سمجھا جاتا جیساکہ سنن وضو اور نماز مین کمال اہتمام اور ملازمت رہتی ہے مگر جو فرض جانکر نہین کرتے تو کچھ قباحت نہین موجب ثواب ہے یہ کام دل کا ہے موقوف نیت پر نہ اہتمام ظاہر پر بلکہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تخصیص یوم کو درست رکھا ہے چنانچہ صحیح مسلم مین رعایت ہے ابن عباس رض سے قال قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینة فوجد الیهود یصومون صوم عاشوراء فسئلوا عن ذلك وقالوا هذا الیوم الذی اظهر اللہ فیه موسیٰ وبنی اسرائیل علی فرعون فنحن نصومه تعظیما فقال النبی صلعم نحن اولی بموسی عنکم فامر بصومه اور روایت ہے ابو موسی سے قال کان اهل خیبر یصومون صوم عاشوراء ویتخذونه عیدا ویلبسون نساءهم فیه حلیهم فقال رسول اللہ صلعم فصوموه انتم یہان لکھا ہے لمعۂ مکیہ مین کہ یہ حدیث مبطل ہے دعویٰ نجدیہ کو جیساکہتے ہین ائمہ دین کہ یہود نے عاشورا کو مقرر کیا تھا دن عید کا اور روزہ رکھتے تھے ہر سال واسطے تعظیم اس دن کے کہ غالب کیا تھا اللہ نے بنی اسرائیل کو فرعون پر اور مقبول رکھا پیغمبر خدا صلعم نے یہ اُنسے اور مقرر فرمایا روزہ ہر سال پس معلوم ہوا کہ نفس تقیید کچھ بدعت نہین ورنہ کیونکر قبول رکھتے جناب رسالت مآب صلعم تقیید یہود کی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خوشی کرنی اور شکریہ ادا کرنا دن ظاہر ہونے آثار رحمت آلہی کے محمود ہے کہ حضرت صلعم نے روزہ عاشورا قبول رکھا جیساکہ یوم مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین روزہ رکھنا اور خوشی کرنی بسبب شکر پیدا ہونے نبی الرحمة کے بہتر ہے اور ایسے ہی ثابت ہوتا ہے خاص کرنا وقت کا حدیث مسلم سے کہ تعریف کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کی اور سنی آواز نعلین اُنکی جنت مین اپنے آگے چلنے کی بسبب دو رکعت نماز بعد ہر وضو کے باوجودیکہ نہین سیکھا تھا اُسکو آنحضرت صلعم سے بنص بلکہ استنباط کیا تھا مطلق نماز کے حکم سے اور ایسی حدیث مسلم کی قتادہ رض سے دلالت کرتی ہے تخصیص یوم پر جب پوچھا صحابہ نے کہ خاص

دوشنبہ کو بسبب شرف ولادت آپکے روزہ رکھین تو اجازت دی خاتم المرسلین نے بسبب شرف ولادت
اپنی کے اور کہا نووی نے بیچ اس حدیث کے دلیل ہے اسپر کہ زمانہ کو بھی شرف ہوتا ہے بسبب واقع
ہونے امر خیر کے اسمین مانند مکان کے پس یہ حدیث ظاہر کرتی ہے قول انکا جو تخصیص زمانی اور مکانی
سے ہر فعل نیک کو ضلالت کہتے ہین اور تعجب ہے اُن لوگون کی عقل سے جو ایسا کہتے ہین کہ فقط ملازمت
اور مداومت اور تخصیص زمانی وغیرہ سے ہر فعل مباح اور نیک بے اعتقاد فرضیت اُس تخصیص اور مداومت
کے ضلالت ہو جاتا ہے آیا نہین غور کرتے کہ سنن موکدہ نماز پر کیسی مداومت اور ملازمت ہمراہ فرضون
کے کیجاتی ہے اور اس اہتمام سے مثل فرض کے کوئی ممانعت نہین کرتا ہے بلکہ ترک پر ملامت ہے
ہان البتہ اگر کوئی عقیدہ فرض کا کرے اور یہ کہے کہ یہ رکعات بھی فرض ہین یا یہ تخصیصات شرط اس
فعل نیک کی ہین تو یہ امر بدعت ہے اُسکو اسطرح سمجھنے سے منع کرنا چاہئے اور یہ کہنا کہ یہ خصوصیت
شرط نہین ہے اُسکو شرط نہ سمجھنا چاہئے اور اُس کام نیک کو منع کرنا مناسب نہین اگر کسیکا یہ عقیدہ
ہوا اور وہ یہ کہے کہ دو رکعت بعد نماز مغرب کے جو پڑھتے ہین یہ منجملہ انہین تین رکعت مغرب کے داخل
فرائض ہین سنت نہین پس علمائے دین کو لازم ہے کہ اس عقیدہ سے اُسے باز رکھین اور سمجھا دین
کہ یہ فرض نہین ہین نہ یہ کہ ان دو رکعتون کے پڑھنے سے ممانعت کرین اور ایک فعل نیک سے باز
رکھین بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ ان دو رکعتون کو فرض مت کہو اور نہ عقیدہ فرض ہونیکا رکھو سنت جانکر
پڑھو اور ناغہ نکرو اور فقط اہتمام مداومت سے یہ گمان کرنا کہ فرض جاننا ہی نادانی ہے آیا دیکھین کہ
حدیثون مین کسقدر تاکید اور اہتمام مداومت کا امور غیر مفروضہ پر ہے اور ایسا ہی اگر کوئی کلی کرنے ناک
مین پانی دینے یا بسم اللہ کہنے کو مثلاً اسکے کسی امر سنت یا مستحب کو فرض کہتا ہو تو اُسکو یہ سمجھانا چاہئے
کہ یہ فرض نہین ہے اور اس فعل مسنون یا مستحب کو منع کرنا نچاہئے اور یہ سمجھ کر کہ جیسے وضو مین منھ
دھونے کو کہ فرض ہے ناغہ نہین کرتے ہین ایسے ہی مضمضہ اور استنشاق کو بھی ناغہ نہین کرتے
لوگون نے اس سنت کو برابر فرض کے سمجھ لیا ہے یہ کہنے لگے کہ مضمضہ اور استنشاق اسطرح بدعت ہے
تو خود بھی گمراہ ہوا اور دوسرون کو بھی گمراہ کیا جیسا کہ وہابیہ امور مباح اور نیک کو فقط مباح اور تخصیص
سے یہ گمان کرکے کہ لوگ اسکو فرض جانتے ہین جو اہتمام اور مداومت کرتے ہین حرام اور بدعت کہنے
لگے اور نہ دیکھا کہ حدیثون مین کیسی تاکید مداومت کی امور خیر اور وظیفون مین ہے اور نہ سمجھے کہ اہتمام

اور مداومت سے کچھ فرض نہین جانا جاتا جب تک عقیدہ فرض کا نہو اور حال عقیدہ کا بے زبان
سے کہے دوسرے کو نہین کھلتا پس ایک گمان غلط پر حکم کفر اور حرام کا کرنا بے تامل کام علما کے دیندار
کا نہین ہے یہان یاد رکھنا چاہیئے کہ فرض اور سنت سمجھنا کام دل کا ہے فقط مداومت اور اہتمام
سے سنت وغیرہ فرض نہین ہو جاتی ہین اور ایسی ہی ثابت ہوتی ہے تخصیص حدیث ابو داؤد
سے کہ نذر کی ایک شخص نے زمانۂ رسول خدا صلعم مین قربانی اونٹ کی بوانہ مین اور فرمایا پیغمبر خدا
صلعم نے اوف بنذرك اور اسیطرح نذر کی لبید صحابی نے ان لا تهب الصبا الا نحر واطعم جیسا
کہ تہذیب نووی مین تمام قصہ لکھا ہے اور اسیطرح ایک عورت نے کہا کہ یا رسول اللہ نذرت
ان اضرب علی راسك الدف قال اوفی نذرك رواه ابو داود اور اسیطرح کہا ایک عورت
نے نذرت ان اذبح بمکان کذا وکذا مکان یذبح اهل الجاهلیة فقال هل کان
بذلك المکان وثن من اوثان الجاهلیة یعبد قالت لا قال هل کان فیه عید من
اعیادهم قالت لا قال اوفی بنذرك اور اسیطرح ابو داؤد اور دارمی مین ہے کہ کہا ایک رجل نے
دن فتح مکہ کے انی نذرت لله ان فتح الله علیك ان اصلی فی بیت المقدس رکعتین قال
صل ههنا ثم عاد فقال شانك اذا اور ایسے ہی کتب فقہ مین لکھا ہے کہ اگر نذر کرے روزہ یوم
معین کا تو اُسی دن واجب ہے کچھ تعین یوم سے نذر حرام نہین ہوتی اور اگر نذر کرے کوئی طعام
خاص تو ویسا ہی کھلاوے کچھ تعین طعام بدعت نہین ہے پس یہ بیان اُن خصوصیات زمانی اور
مکانی کا تھا کہ زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین صحابہ رض سے ظہور مین آیا اور آنحضرت صلعم نے جائز فرمایا
اور جو تاکید اور اہتمام مداومت کا امور نیک غیر مفروضہ پر حدیثون مین وارد ہوا اب علاوہ اُسکے جو اور
ازمنہ مین اتفاق ہوا اور علمائے دین نے اسے نیک کہا تحریر ہوتا ہے - چنانچہ لمعۂ مکیہ مین ہے
کہ اتفاق ہے علما کو بیچ حُسنِ تخصیص دن پیدایش رسول الثقلین صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر سال نیکی اور
احسان کرنے مین اور رد کیا گیا ہے قول اُنکا جنہنے کچھ کلام کیا ہے اور وہ کوئی شاذ و نادر ہوا ہے
اور ایسے ہی حکم اباحت کا ہے قید لگانے مصافحہ مین بعد عصر اور صبح کے جو شامل نماز ہون اور
ایسی ہی بدعت حسنہ مین اتفاق ہے علما کو کہ جایز ہے کرنا اُسکا بلکہ مستحب اور امید ثواب ہے اگر نیک
ہو نیت کرنیوالی اُسمین - اور ایسے ہی تعین ذبح کا ہے ماہ رجب مین جسکو عتیرہ کہتے مین ایک فعل

مشرکین کا ساتھ بتون اپنے کے اور بعد دور ہونے قبح بتون کے اور داخل ہونے نیکی کے یعنی ذبح واسطے اللہ کے مقرر رکھا اُسکو پیغمبر خدا صلعم نے جیسا کہ مذہب ایک جماعت کا ہے اور مستحسن کہا بعض اامون نے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سے اور نہ حرام کیا گیا کچھ تقیید زمان سے باوجودیکہ تقیید مشرکین تھی آور جو حکم کرتا ہے کراہت کا وہ بسبب تعارض دلیلون کے کرتا ہے نہ کچھ تقیید زمانی کے سبب سے پس ظاہر ہوا بطلان مذہب مبتدعین نجد کا فقط اب جسوقت یہ قاعدہ حدیث سے غلط معلوم ہوا تو واضح ہوا کہ جسقدر کامون کو اس قاعدہ پر بدعت کہتے ہین سب غلط اور جھوٹ ہین جیسے کہتے ہین کہ ایصال ثواب بروح اموات امر نیک ہے مگر تعین یوم اور تخصیص پڑھنے سورۂ فاتحہ سے بدعت ہو جاتا ہے اور اسی تعین کے سبب سے دسوین بیسوین چہلم اور ششماہی برسی وغیرہ سب کو بدعت کہتے ہین اور یہ سب غلط اور افترا ہے کیونکہ جس قاعدہ پر اسکی تفریع ہے وہ قاعدہ ہی جھوٹ اور غلط ہے اور طرفہ تر یہ ہے کہ اُنکو علم بھی اسکا نہین ہے ورنہ کبھو ایسا نہ کہتے اسلئے کہ چہلم وغیرہ سب مین رسم ہے کہ پورے چالیس دن مقرر نہین رکھتے ہین کچھ دو تین دن غیر معین کم کر دیتے ہین اور اسیطرح دسوین وغیرہ مین پھر تعین یوم کہان رہا مگر یہ لوگ نادان اپنی طرف سے ایک بات افترا کر کے اُسپر حکم بدعت کا کرتے ہین اور کچھ خوف خدا جھوٹ حکم کرنے سے یا معذب ہونے کسی مردہ سے نہین کرتے اور نہین پڑھتے آیۃ وَيَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ کہ جھوٹ مسئلہ کہنے پر کیا وعید ہے یعنی مخالف حکم شارع کو حکم شرع کہنا کیسا سخت گناہ ہے آور ایسا ہی حال ہے بہت سارے خصوصیتون کا کہ اُنکو وہابیہ بدعت کہتے ہین اور علمائے سلف نے مستحب لکھا ہے جیسے عشرہ محرم کو فاتحہ جناب سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کی کھچڑہ پر خاصکر یا معصومون کی دودھ خشکہ پر بدعت کہتے ہین آور مولوی رفیع الدین صاحب نے اس باب مین فتویٰ لکھا ہے کہ تخصیص ماکولات در فاتحۂ بزرگان مثل کھچڑہ در فاتحہ امام حسین رضی اللہ عنہ و توشہ در فاتحۂ شیخ عبد الحق وغیرہ ذلک و ہمچنان تخصیص خورندگان چہ حکم ست (جواب) فاتحہ و طعام کہ بے شبہ از مستحسنات است و تخصیص کہ فعل مخصص ست باختیار اوست باعث منع نمی تواند شد و این تخصیصات از قسم عرف و عادت اند کہ بمصالحۂ خاصہ و مناشی خفیہ ابتدا بظہور آمدہ رفتہ رفتہ شیوع یافتہ در حق کھچڑہ صاحب در مختار و صاحب قنیہ و دیگر فقہا تصریح نمودہ اند و تخصیص آنحضرت صلعم ذبح جانور بعد ائق خدیجہ

رضی اللہ عنہا از بطریق صحیح ثابت است اب دیکھو فقہا کیا لکھتے ہین اور واعظین وہابی مشرب
کیا کہتے ہین ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + اور تفسیر عزیزی مین خواص مجربہ سورۂ
بقر سے لکھا ہے کہ زمانۂ برآمد چیچک لڑکون مین وقت صبح نہار موہنہ اس سورت کو تجوید سے
روبرو لڑکے کے پڑھے اور دم کرے اور وہ لڑکا بھی نہار موہنہ ہو بفضل الٰہی اُس سال چیچک
نہ نکلیگی یا آسانی ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ وقت قرات سورہ ڈھائی پاؤ چانول ساتھ دہی
اور شکر کے کسی مستحق کو اُسی مجلس مین روبرو لڑکے اور قاری کے کھلاوین آور ایسی قیدین اور
تخصیصین پیغمبر خدا صلعم اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور اکابر لاحقین سے ہر زمانہ مین
باعتبار تجربہ اور عادت اور نقل کے مروی ہین پس جو کام ممنوع شرعی ہین بے تخصیص اور
باتخصیص دونو طرح منع ہین اور جو کام کہ مباح اور نیک ہین ہر تخصیص قلب ماہیت اُنکا نہین
کرتی کہ حرام اور کفر کردے مباح سے - دیکھو عمل دفع عین مین کہ کیسی تقیدات اور تخصیصات
تمام صحاح مین مروی ہین اور سب معمول صحابہ اور تابعین علی الاستمرار چلی آتی ہین جیسا کہ ابن اثیر
نے نہایہ مین لکھا ہے کہ تھی عادت آنکی کہ جب کسی آدمی کو کسیکی نظر لگتی تھی تو لاتے تھے نظر
لگانیوالے کے پاس ایک پیالہ پانی کا پس وہ ہاتھ ڈالکر ہلاتا تھا پھر تھوکتا تھا پیالہ مین پھر
داخل کرتا تھا ہاتھ بایان پھر ڈالتا تھا دائین ہاتھ پر اور داخل کرتا تھا داہنا ہاتھ پھر ڈالتا
تھا بائین ہاتھ پر پھر ڈالتا تھا داہنی کوہنی پر پھر داخل کرتا تھا داہنا پھر ڈالتا تھا بائین قدم
پر پھر داخل کرتا تھا ہاتھ بایان پس ڈالتا تھا زانو داہین پر پھر داخل کرتا تھا داہنا ہاتھ پس
ڈالتا تھا زانو بائین پر پھر دھوتا تھا داخل ازار اپنے کو نہ رکھتا تھا پیالہ زمین پر پھر ڈالتا تھا وہ
پانی مستعمل چشم زخم رسیدہ پر اُسکی پشت پر ایک دفعہ پس اچھا ہوجاتا خدا کے حکم سے آور مواہب
مین بعد اس عبارت کے لکھا ہے کہ ممکن نہین جاننی وجہ اسکی عقل سے اور یہ سبب نہ سمجھنے مین
آنکے مردود بھی نہین آور کہا ابن عربی نے کہ اگر توقف کرے کوئی متشرع تو کہینگے ہم اُسکو
کہ خدا اور رسول داناتر ہے صدق معانی اسکے کو اور تجربہ گواہ اور اگر توقف کرے کوئی فلسفی پس
ادویہ نزدیک اسکے کبھی فعل بالقوۃ کرتے ہین کبھی بمعنی کہ نہین مفہوم ہوتا سبب اُسکا اور اُسکو
خواص ادویہ کہتے ہین فقط اور حصن حصین مین ہے کہ بعد نکاح حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

کے آنحضرت صلعم نے پانی منگایا حضرت فاطمہ سے اور تھو کا اسمین اور ڈالا اُنکے سر اور سینہ اور پشت پر اور دعا کی اور اسیطرح پانی منگایا جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے اور تھو کا اسمین اور ڈالا سر اور سینہ اور پشت اُنکی پر اور بہت تخصیصات اس قسم کی جیسے رقیہ پھوڑے پر انگلی زمین پر رکھنی وغیرہ حدیثون مین مذکور ہین پس خصوصیات اعمال وغیرہ جو صلحاے مؤمنین سے منقول ہین انہین خصوصیات واردہ صحاح پر قیاس کرنا چاہیئے اسلئے کہ قیاس عمل کرنا عمل کا ہے مثل پر اور قیاس صلحائے مؤمنین کا مقبول ہے ورنہ فقہ علم دین نرہے بدعت سیئہ ہو جائے اور حال خصوصیات کا زمانہ سلف سے شاہ عبد العزیز صاحب تک لکھا گیا اور حدیثون مین جو تخصیصات مذکور تھین بعض جگہ سنداً لکھی گئین آیندہ ہادی حقیقی خدا ہے اور اعمال کشف قبور اور چیچک وغیرہ صدہا قسم کے شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھے ہین اور سابق بہت صلحا سے منقول ہین اور بہت خصوصیات حضرت شیخ عبد الحق محدث رح نے اپنی تصانیف مین ذکر کئے ہین جسکو تامل ہو دیکھے اور مولانا عبد اللہ گجراتی کہ بڑے عالم اپنے وقت کے اور ہمعصر حضرت شیخ عبد الحق کے ہین وہ اپنے وصیت نامہ مین لکھتے ہین کہ تقیدات وتخصیصات در اوضاع وتراکیب اکولات بفاتحہ ونیار ہاے بزرگان از ارتفاقات ورسوم صالحہ است چراکہ معمول مشائخ کرام واولیاء عظام است کسانیکہ کمال ظاہری وباطنی ایشان متفق علیہ کافہ انام است اہل اسلام بر آن مقید بودہ اند وعمل کردہ بلکہ بعضے از تراکیب مشہورہ کہ فاتحہ ونیاز فلان بزرگ باین طور وبرآن چیز باید در رسائل واوراد اکابر ہم بنظر آمدہ مثل ترکیب توشہ اصحاب کہف وغیرہ گو اصل لم معلوم نیست اما عمل بدان مناسب کہ داخل تجربیات است وظہور برکات وآثار درین تخصیصات از یقینیات است مثل سائر تجربیات فقط آب جاے غور ہے کہ تجربیات جالینوس وبقراط وغیرہ فلاسفہ یونان کو در باب معالجہ جس خصوصیت وزن اور ترکیب معجون وسفوف وغیرہ سے اُنہون نے لکھا ہے بلا تامل اُسکو یقین کرتے ہین اور اُسی ترکیب سے بکمال اہتمام استعمال مین لاتے ہین اور خصوصیات مجربہ علما اور صلحا کو بیچ اعمال علاج کے کہ حدیث سے ثابت ہے اور تجربیات اوضاع اُنکے کو بیچ ظہور برکت کے جو بحد تواتر ثابت ہے اُنمین کلام بیجا کرتے ہین اور بدعت سیئہ کہتے ہین پس اُن لوگون کے نزدیک صلحاے مؤمنین کا مجرب کہنا برابر ایک فلسفی ملحد کے مجرب کہنے کے معتبر نہین ہے اب یہ تو ہین اور

تحقیر علما اور صلحا نہین تو کیا ہے آور اگر کوئی کہے کہ اعتبار قول فلاسفہ دین مین نہین ہے تو کہتے ہین
ہم کہ معالجہ بدوا مثل سنا و کلونجی و عسل وغیرہ اور دعا اور رقیہ بآیات مثل سورۂ فاتحہ وغیرہ و اعمال
مثل عمل حصین امر مسنون ہے جیسا کہ ایصال ثواب خیرات و مبرات باموات امر مسنون ہے چنانچہ
اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہے کہ حج اور نماز اور روزہ وغیرہ نیک کام فلان
شخص کی طرف سے کیا جاوے تو آپنے اجازت دی ہے جیسا حدیثون مین لکھا ہے پس جسطرح علاج
برقیہ مین شرط ہے کہ کلمات کفر وغیرہ نہون اور علاج بدوا مین شرط ہے کہ دوا سمی نہو اور معالج دانا بکار
علاج ہو ورنہ ماخوذ ہوگا اسیطرح ایصال ثواب مین شرط ہے کہ مال حرام نہو اور ریاءً و نیاءً موتی کی طرف
سے دیا جاوے احکام دین سب سے متعلق ہین اب علاج بدوا مین قول اور تجربہ فلاسفہ کہ ملحد اور
بیدین تھے کافی تصور کرتے ہین اور علاج باعمال اور منتر بآیات قرآنی کیسی ہی نیک آدمی کہین مگر
خالی بدعت سے نہین کہتے اور اسیطرح خصوصیات طعام اور فاتحہ کو نیاز بزرگون مین اگرچہ اتفاقات
مصالحہ اور رسم کی قسم سے ہون یا مبنی کسی مصلحت وقت پر اور فاعل اُس خصوصیت کو دین مین دخیل نجانے
اور نہ شرط اور رکن سمجھے ایصال ثواب کا مگر بدعت سیئہ ہے آب دیکھا چاہئے کہ علما اور صلحا سے کہ جنکی
محبت اور تعظیم کا حکم ہے اور اہانت اُنکی کفر ہے کیا اعتقاد ہے کہ ایک ملحد کے تجربہ کے برابر اُنکے تجربہ
کا اعتقاد نہین بلکہ تجربہ علما اور صلحا کو کہ مستند اور مستنبط آیت اور حدیث سے ہو ضلالت کہدینگے
اور کسی طبیب ملحد کے تجربہ کو غیر مسلّم نہین کہنے کے - دوسرا اصول نجدیہ یہ ہے کہ جو کچھ شارع سے منقول
نہین ہے وہ حرام ہے یعنی اصل اشیا مین حرمت کہتے ہین موافق مذہب معتزلۂ بغداد کے اور نزدیک
اہل سنت وجماعت کے قبل ورود شرع اصل اشیا کے اباحت ہے اور یہی مختار ہے اکثر شافعیہ اور حنفیہ کا
اور یہ اباحت اہل سنت کے نزدیک حکم نہین ہے بلکہ یہ معنی ہین کہ ماخوذ نہین ہوتا آدمی ساتھ فعل
اور ترک کے مثل مباح کے برخلاف معتزلہ کے کہ اُنکے نزدیک حکم ہے اسلئے کہ کل معتزلہ کے نزدیک حسن
وقبح اشیاء کا عقلی ہے نہ شرعی اشیاء حسن واجب یا مندوب ہین اور اشیاء قبیحہ حرام یا مکروہ اور
جسکا حسن وقبح عقل سے دریافت نہین ہوا وہ مباح ہے قبل شرع اور بعد شرع بے مداخلت شارع
نزدیک معتزلۂ بصرہ کے اور اسکو اباحت اصلیہ و اباحت حقیقیہ کہتے ہین اور معتزلۂ بغداد ایسی چیز
کو جسکا حسن وقبح عقل سے دریافت نہو حرام کہتے ہین اور بعد ورود شرع کے اباحۃ شرعی مراد ہے خطا

شارع سے بہ تخییر یعنی جس چیز کے فعل اور ترک مین اختیار شارع کیطرف سے دیا گیا ہو مباح شرعی ہے اور جو کام کہ اُسکے کرنے نہ کرنے مین کچھ حرج شرع سے نہ معلوم ہو پس گویا شرع سے اُسمین حکم تخییر ہے اور یہ اباحت اصلیہ شرعیہ ہے اور اسمین کسی اہل سنت کے علمائے معتمدین کو اختلاف نہین ہے جیسا کہ مسلم مین ہے الاباحة حکم شرعي لانه خطاب الشرع بالتخيير والاباحة الاصلية نوع منه لان كل ما عدم فيه المدرك الشرعي للحرج في فعله وتركه فذلك حكم شرعي بحكم الشرع بالتخيير فهي لا يكون الا بعد الشرع خلافا لبعض المعتزلة اور ایسا ہی شرح مختصر الاصول مین ہے الاباحة حكم شرعي خلافا للمعتزلة فانهم يقولون المباح ما انتفى الحرج في فعله وتركه وذلك ثابت قبل الشرع وبعده ونحن ننكر ان يكون ذلك اباحة شرعية بل الاباحة الشرعية خطاب الشارع بذلك پس نزاع یہ ہے کہ آیا اباحت شرع مین نہونا حرج کا ہے بیچ فعل اور ترک ایک کام کے یا حکم شارع ہے ساتھ اُسکے اور تحقیق یہ ہے کہ جو کام ایسا ہے کہ عقل دریافت نہین کرسکتی اُسمین کہ آیا مشتمل ہے کسی مصلحت یا مفسدہ پر یا خالی ہے دونو سے اور نہ خطاب شارع اُس سے بالتصریح اس حال کو منکشف کرتا ہو پس وہ مباح ہے بالاتفاق نزدیک معتزلہ بصرہ کے اس جہت سے کہ اباحت نہونا حرج کا ہے بیچ فعل اور ترک اُس کام کے عقلاً اور یہ ایسا ہی ہے اور نزدیک جمہور کے اِس جہت سے کہ جب وقت شرع سے کچھ حرج اُسکے فعل اور ترک مین نہ معلوم ہوا پس گویا حکم ہوا شارع سے بہ تخییر کہ چاہے کرے چاہے نکرے ایسا ہی لکھا ہے کتب اصول حنفیہ مین الغرض بعد ورود شرع اور منعدم ہونے مدرک شرعی حرج کے بیچ فعل اور ترک ایک کام کے اُسکی اباحت پر اتفاق ہے علمائے اصول کو اور محدثین بھی گواہ ہین اسپر ظاہر جیسے کہ روایت ہے ابن عباس رض سے قال كان اهل الجاهلية يأكلون اشياء ويتركون اشياء تقذرا فبعث الله نبيه وانزل كتابه واحل حلاله وحرم حرامه فما احل فهو حلال وما حرم فهو حرام وما سكت فهو عفو اور شیخ عبدالحق محدث رح نے بیچ ترجمہ مشکوۃ کے اس حدیث مین لکھا ہے کہ ازینجا معلوم می شود کہ اصل در اشیا اباحت ست اور مشکوۃ مین ابو ثعلبہ خشنی سے روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے ان الله فرض فرائض فلا تضيعوها وحرم حرمات فلا تنتهكوها وحد حدودا فلا تعتدوها وسكت عن اشياء فلا تبحثوا عنها اور ملا علی قاری رح نے بیچ شرح اس

حدیث کے لکھا ہے کہ یہ دلالت ہے اوپر اسبات کے کہ اصل اشیاء مین اباحت ہے اور تفسیر مدارک مین
بیچ آیۂ قُل لَّا اَجِدُ فِیْمَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا کے لکھا ہے کہ فیہ تنبیہ علی ان التحریم انما یثبت بوحی
اللہ وشرعہ لا بھوی النفس اور ایسے ہی کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ شرح وقایہ مین ہے
لما حکم بحرمۃ المسفوح بقی غیر المسفوح علی اصلہ وھو الحل ویلزم منہ الطہارۃ اور ہدایہ مین ہے ان الاباحۃ
اصل اور باب غنائم مین ہے فبقی اصل الاباحۃ للحاجۃ پس یہ قول کہ جو کچھ پیغمبر خدا صلعم اور صحابہ کرام
سے منقول نہین خلاف شرع اور ضلالت ہے مخالف عقیدۂ اہل سنت اور جماعت کے ہے چنانچہ تلفظ
بہ نیت کو کہ اکثر علمائے حنفیہ اور شافعیہ نے مستحب لکھا ہے ظاہریہ اسکا انکار کرتے ہین اور کہتے ہین
کہ جیسی متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واجب ہے فعل مین واجب ہے ترک مین بھی پس جو کوئی
کرے وہ کام کہ نہین کیا ہے آنحضرت صلعم نے پس مبتدع ہے اسلئے کہ عدم فعل نبی صلعم بھی حجت
ہے مثل فعل نبی صلعم کے اور رد کیا ہے علامہ مصری نے اس مذہب ظاہریہ کو شرح مسند مین اور لکھا
کہ یہ مخالف ہے تمام علمائے اصول کے اور شرح اشباہ ونظائر حموی مین جو مذکور ہے اس سے بھی ظاہر
ہوتا ہے کہ متابعت ترک مین واجب نہین ہے بلکہ متابعت فعل مین بھی مطلق واجب نہین ہے
چنانچہ توضیح تلویح مین لکھا ہے کہ افعال غیر جبلی آنحضرت صلعم مثل اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے کی دو قسم
ہین ایک وہ ہین کہ اقتدا انکا واجب اور ایک غیر مقتدا بہ ہین اور مطلق فعل جو خالی ہو قرینہ فرض اور
وجوب اور استحباب اور اباحۃ سے مختلف فیہ ہے صاحب توضیح نے لکھا کہ مختار اباحۃ ہے اور صاحب
تلویح لکھتا ہے کہ اصل اشیاء مین اباحۃ ہے اور حجۃ اللہ البالغہ مین شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ مروی ہے دو قسم ہے ایک وہ کہ منصب تبلیغ رسالت سے ہے جیسے
مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا اور دوسرا تبلیغ رسالت کی قسم سے نہین
جیسے انما انا بشر اذا امرتکم بشیء من دینکم فخذوہ واذا امرتکم بشیء من رای فانما انا
بشر اور جیسا کہ تابیر نخل مین فرمایا ہے انی انما ظننت ظنا ولا تواخذونی بالظن ولکن اذا
اخذتکم عن اللہ شیئا فخذوا بہ فانی لم اکذب علی اللہ پس اسی غیر منصب رسالت سے ہے طب اور
اسی باب سے ہے یہ حدیث علیکم بالادھم الاقرح کہ اصل اسکی تجربہ ہے اور اسی سے ہین افعال
آنحضرت صلعم جو بطریق عادت تھے نہ بطریقہ عبادت سے اور اسی سے ہین افعال اتفاقیہ بغیر قصد کے

اور اُسی سے ہین باتین موافق باتون قوم کے جیسے حدیث ام ذرع کی اور اُسی مین سے ہین وہ کام
کہ کسی مصلحت جزئیہ کے لئے عمل مین آئے اُسوقت اور سب اُمت پر لازم نہین اور اُسی مین سے
ہے حکم اور فیصلہ خاص فقط پس وجوب متابعت فعل مین بھی اُن افعال مین ہے جو بابت سالت
سے تھی نہ ہر فعل مین کہ بسبیل عادت یا مصلحت وقت صادر ہوئے اور وجوب متابعت ترک
مین مذہب کسیکا علماے محققین سے نہین مگر ظاہریہ اسکے قائل ہوے ہین جو منکر قیاس ہین اور
یہ مذہب انکا اہل حق کے نزدیک بدعت مردودہ ہے مثل مذہب روافض اور خوارج اور یہ قول
وہابیہ کا بھی ماخوذ اُنہین کے عقائد باطلہ سے ہے اور صدہا کامون مین اسی پر تفریع کرکے بدعت
ضلالت کہتے ہین اور جب یہ اصل ہی مردود ہے تو فروعات جو اس اصل پر متفرع ہین بطریق اولی
مردود ہین اور اگر متابعت ترک مین بھی واجب ہو جیساکہ ظاہریہ اور وہابیہ کہتے ہین تو لازم آتا ہے
کہ ہزارہا مسائل فقہ کہ ائمہ دین نے مستنبط کرکے لکھے ہین اور آنحضرت صلعم سے وہ فعل اُس صورت
سے صادر نہین ہوے ہین وہ سب مسائل فقہ حنفی اور شافعی وغیرہ بدعت ضلالت ہو جائین اور
علاوہ اسکے جن امامون اور مجتہدون نے کہ صورتین افعال غیر مصدورہ آنحضرت صلعم انکا لکھی
ہین اور اُنپر حکم جواز اور استحباب وغیرہ کا کیا وہ حکم کرنیوالا جواز و استحباب کا ساتھ بدعت ضلالت
اور ترک واجب کے مقرر ٹھیرے عیاذاً باللہ ایسے مذہب سے کہ جس سے پیشوا اور ائمہ دین کا گمراہ اور موجد
بدعت ہونا لازم آوے اور حکم کرنے والے بہ ترک واجب قائم ہون اور فقہ کہ جسکو علم دین کہتے
ہین وہ بدعت ضلالت ہو جاوے اور اسیطرح صحابہ رض نے بہت سارے کام کئے ہین کہ آنحضرت
صلعم نے ترک کئے تھے جیسے حضرت عمر رض نے بعد ختم سورۂ بقر اونٹ نحر کیا اور دعوت صحابہ کی کہ
آنحضرت صلعم سے کہین منقول نہین اور تراویح مقرر فرمائی اور دو اذانین جمعہ مین مقرر کین اور اسیطرح
زمانۂ صحابہ مین قرآن شریف جمع ہوکر لکھا گیا اور ایسے ہی لکھنا باجرت اور بیچنا قرآن شریف کا
زمانہ تابعین اور تبع تابعین مین نکلا یہ سب باتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک کی تھین پس
اگر متابعت ترک مین واجب ہے تو تمام صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین سب تارک واجب
ہوے اور کسی نے نہ سمجھا اب تیرھوین صدی مین نجدیہ کو یہ ہدایت ہوئی کہ تمام سلف نے ترک
واجب کیا۔ اور ایسے ہی التباس اُنکو معنی حدیث ﷺ تشبہ بقوم فھو منھم مین ہے کہ تشبیہ

کو مطلقاً مستلزم مساوات جانتے ہین اور اسی قاعدہ پر بہت فروعات درباب کفر نکالے ہین پس
اول تو یہ روایت ابوداؤد کی ابن عمرؓ سے اسناد اسکی ضعیف لکھی ہین ایسی حدیث ضعیف احکام
مین معتبر نہین ہوتی ہے اور ہر کام مین کہ شباہت باہل کفر اور بدعت ہووہ کفر اور بدعت ہو جاے بلکہ صحیح یہ ہے
بلکہ بہت سارے کام کہ انمین مشابہت بکفار و مشرکین ہے اور شرع مین نیک ہین مسلمانون کو
حکم ہے انکے بجالانے کا جیسے تعظیم صفا اور مروہ مین مشابہت ہے مشرکین کے ساتھ کہ اسپر اساف
اور نائلہ دو بت دھرے تھے اور انکی تعظیم کرتے تھے۔ پس معلوم ہوا کہ مطلق تشابہ باہل کفر و بدعت سے
کافر نہین ہوتا نہ مذموم ہے جیسے وہابیہ کہتے ہین اور یہ خدا کی طرف سے مُہر ہے انکے دلون پر کہ جو علماء
دین اور ائمۂ سلف نے معنی آیت اور حدیث بیان کئے ہین انکو سنتے دیکھتے نہین اپنی عقل سے نئی
معنی نکالتے ہین اور اہل حق نے جو معنی لکھے ہین انکو قبول نہین کرتے جیسے کہ ایک فرقۂ معتزلہ اور
روافض قائل وجوب لطف کا حق تعالی پر ہے آیۂ کَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ سے اور ایسے ہی
فرقۂ مجسمہ کہ خدا تعالی کے بھی جسم ثابت کرتے ہین آیۂ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ سے اور ایسے ہی ناصبی
اور رافضی اور مرجئہ وغیرہ سب مبتدعین قرآن اور حدیث سے اپنی عقل کے موافق سمجھ کر گمراہ ہوے
ہین اگر اقوال اہل حق کو سنتے اور اپنی عقل کو دخل نہ دیتے تو گمراہ نہ ہوتے۔ اب اس حدیث کے معنی
جو شرح جامع صغیر مین لکھے ہین تحریر ہوتے ہین مَن تشبہ بقوم ای تزی بظاهره فی زیهم
فهو منهم ای من تشبه بالصلحاء یکرم کالصلحاء ومن تشبه بالفساق یهان ومن وضع علیه
علامة الشرف اکرم وان لم یتحقق شرفه وهذا البشری لمن تشبه باهل الله آ اور ملا علی قاری نے
شرح فقہ اکبر مین لکھا ہے انا ممنوعون من التشبه بالکفر واهل البدعة المنکرة فی شعارهم لا
منهیون عن کل بدعة ولو کانت مباحة سواء کان من افعال المشرکین او من افعال اهل
السنة او اهل البدعة فالمدار علی الشعار اور خشکی نے خزائن الاسرار مین لکھا ہے ان التشبه باهل
الکفر والبدعة لایکره فی کل شیء بل فی المذموم وفیما یقصد به التشبه اور شاہ عبد العزیز صاحب نے
بیچ تفسیر آیہ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ کے لکھا ہے کہ ہونا صفا اور مروہ کا شعائر خدا سے
برکت صبر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے حاصل ہوا کہ معیت خاصۂ الٰہی نے درمیان انہین دو پہاڑون کے
اپنی جلوہ گر ہوکر انکی مشکل کو حل فرمایا اور یہ دونو پہاڑ بسبب رکھنے مشرکین کے اساف اور نائلہ دو بتون کو

ان پر اور پرستش کرنی انکی بتون کو شعائر اللہ ہونے سے ساقط نہوے پس اگر یہود و نصارا تم پر طعن کرین کہ تم مکان بتون کی تعظیم اور طواف کرتے ہو اور مشابہت بت پرستون کی اپنے اوپر گوارا کرتے ہو کہ مخالف دین ہے پس اس طعن انکی سے پروا نکرو اور تنگدل نہو کہ معاملہ با خدا ہے اور نیت تمہاری بجالانا کار نیک حج و عمرہ کا ہے نہ تعظیم بتون کی فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا یعنی جو کوئی بقصد طاعت نیک کام کرے فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ پس خدا قدردان ہے وا عمل اسکا ضائع نہین کرتا گو بظاہر مشابہت کفار پیدا ہو جیسا روزہ عاشورا پس جو کوئی ان مکانون مین بہ نیت تعظیم بتون کے جاتا ہے عمل اسکا مردود ہے اور جو بہ نیت اداے حج جاتا ہے عمل اسکا مقبول جیسے محدثین شعبی سے روایت کرتے ہین کہ صفا پر ایک بت تھا اساف نام اور مروہ پر نائلہ مشرکین بعد طواف کعبہ درمیان صفا و مروہ کے سعی کرتے تھے اور ان دونو بتون کو بوسہ دیتے تھے اور ہاتھ لگاتے تھے جب حکم حج اور سعی صفا و مروہ کا ہوا تو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اہل جاہلیت سعی صفا و مروہ واسطے دو بتون کے کرتے تھے یہ شعائر اللہ نہین پس ہمکو کیا ضرور ہے بلکہ خوف مشابہت باہل جاہلیت ہے حق تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو چیز شعائر اللہ ہے مشابہت کفار سے اسمین کچھ قباحت نہین نیت اطاعت خدا رکھے مشابہت کفار اسوقت حرام ہے کہ مرضی ہونا اس کام کا شرع سے ثابت نہو جیسے تعظیم نوروز اور مہرجان اور ہولی اور دوالی اور بسنت اور دسہرہ اور جانا معبد کفار مین اور قشقہ لگانا اور زنار گلے مین ڈالنا یا داڑھی مونچھ وقت مصیبت منڈانا اور کہاتے پیتے وقت قصداً اسراو بدن برہنہ کرنا اور مثل اسکے اور اگر مطلق مشابہت کفار حرام ہوتی تو حج اور عمرہ اور ختنہ اور صوم عاشورا اور قربانی اور تعظیم اشہر حرم و تعظیم ہدی و قلائد اور بقیہ رسومات ملت ابراہیمی کہ کفار مین رائج تھین یا نماز کسوف اور خسوف اور دینا اسوقت اور آزاد کرنا بردہ اور ضیافت مہمانون کی اور سبیل لگانی پانی کی رستون پر واسطے مسافرون کے کہ رسم ہنود ہے یہ سب امور اور مثل اسکے حرام ہو جاتے یہ ہے خلاصہ تفسیر عزیزی کا - اور تحفہ اثنا عشریہ مین ہے کہ تشبیہ اور استعارہ برابری مشبہ کی مشابہ کر سمجھنی کمال نادانی ہے اشعار اور مدایح مین مشہور ہے کہ خاک صحن بادشاہون کو ساتھ مشک کے اور کنکرون کو وہان کے ساتھ موتیون کے تشبیہ دیتے ہین کوئی برابر نہین سمجھتا ہے اور احادیث صحیحہ مین تشبیہ ابوبکر رض کی ساتھ ابراہیم عم کے اور تشبیہ عمر رض کی ساتھ نوح عم کے اور تشبیہ ابوذر رض کی ساتھ عیسیٰ عم کے مروی ہے لیکن برابری انکی ساتھ انبیا کے گمان

نہین کی جاتی ہے پس یہی داب انہون مبتدعین سابقین مثل نواصب اور روافض اور معتزلہ کا ہے
کہ اپنے دل سے ایک معنی بلا سند ایمۂ دین کے نئی نکالتے ہین اور اُس بدعت ضلالت کو لوگون مین
جاری کرتے ہین پس ظاہر مین لوگون کو بدعت سے ڈراتی اور بچاتی ہین اور درحقیقت وادی بدعت ضلالت
مین گمراہ کرتی ہین۔ چنانچہ چند مسئلہ مین کہ اُنکو برخلاف تحقیق علمائے دین اور ایمۂ محققین لوگون مین
شرک اور بدعت مشہور کرتے ہین اور اُسی طریقہ سابقہ مبتدعین سے اپنا قیاس بیان کرتے ہین اور جو معنی
اُس آیت کے اہل تحقیق اور حق نے لکھے ہین نہین سُنتے چنانچہ ایاک نستعین مین تقدیم مفعول سے حصر
استعانت بخدا تعالیٰ ثابت کرکے کہتے ہین کہ استمداد انبیا اور صلحائے مومنین سے مطلقاً شرک ہے اور
یہ نہین سمجھتے کہ جب حصر استعانت کا بلا قید استقلال شرک ہوا تو استعانت انبیا اور صلحا سے کیا سبب
سے استعانت شرک ہوگی پس استعانت طبیب سے علاج مین اور باورچی سے پکانے مین اور خیاط سے
سلانے مین اور خدمتگارون سے تمام حوائج شبانہ روز مین اور راجاؤن اور امیرون سے استعانت وجہ
معاش مین اور مانند اسکے بموجب اس قاعدہ کے سب شرک ہوتے چاہئین لیکن چونکہ اصل مطلب
وہابیہ اہانت انبیا اور صلحا ہے اسلیئے ان چیزون کو شرک نہین کہتے فقط استمداد صلحا کو شرک بیان
کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ بر تقدیر صحت اس قاعدہ کے سب استعانتین شرک ہین اور اگر یہ سب
استعانتین شرک نہین تو جس قاعدہ سے استمداد بصلحا شرک کہتے ہو وہ قاعدہ غلط ہے اور وہ استمداد شرک
نہین اب واسطے توضیح معنی اس آیت کے عبارت تفسیر عزیزی کی کہ وہابیہ ہند کے بھی اُسکو تسلیم کرتے
ہین نقل کیجاتی ہے۔ ودرینجا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد بران غیر باشد و اورا مظہر عون الٰہی
نداند حرام است واگر التفات بجانب حق است واورا یکے از مظاہر عون دانستہ ونظر بکارخانۂ اسباب
وحکمت او تعالیٰ دران نمودہ بغیر استعانت ظاہر نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جائز ورواست و
انبیا و اولیا این نوع استعانت بغیر کردہ اند و درحقیقت این نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت
حق است۔ بلکہ اُسی تفسیر مین اس آیت کے معنی اور بھی لکھے ہین کہ بعض اہل معرفت کہتے ہین کہ استعانت
درینجا طلب عون نیست بلکہ طلب عین ومعائنہ است یعنی عبادت از ما است ومرتبہ معائنہ دادن وبعین الیقین
رسانیدن کار تست آمدہ اُسی تفسیر مین ہے کہ ایاک نعبد وایاک نستعین رد ہے جبریہ اور قدریہ کا اور اُسی
تفسیر مین ہے کہ جب نسبت عبادت سے اپنی طرف خود بینی پیدا ہوتی تھی اُسکے دفعیہ کے لئے ایاک

نستعین فرمایا ہے گویا فقط استعانت اِس عجب عبادت کے دفع کرنے مین ہے یا کل عبادات مین یا عام جمیع امور دنیا اور دین مین اگر کلی عبادات مین ہے تو خصوصیت یہ ہے کہ ہر چند عبادت کسب بندہ ہے مگر عمل بندہ کا ساتھ پیدا کرنے خدا کے ہے اور اگر عام ہے تو وجہ اختصاص یہ کہ جو کوئی کسیکی مدد کرتا ہے تو پیدا اُسکے دلمین ایک خواہش اُسکے مدد کی پیدا ہوتی ہے اور یہ فعل خدا تعالیٰ کا ہے پس سمجھ وہابیہ کے کہ استمداد بانبیاء وصلحا مطلقاً اس آیت سے شرک ہے غلط صریح ہے اسلئے کہ جب آیۃ محتمل دو معنون کو ہووے تو استدلال ایک مطلب خاص پر ثابت نہین ہوتا اور اسیطرح جب وجہ اختصاص مدد کی ساتھ پیدا کرنے عمل یا ایجاد داعیہ کے ٹھہرے تو استمداد دعا مین بصلحا شرک نہین ہوتا اسلئے کہ اُنسے خلق اور ایجاد داعیہ کا کسیکو وہم وگمان بھی نہین ہوتا پس واضح ہوا کہ یہ معنی افترا ہے وہابیہ کا برخلاف علماے دین کے اور یہی حال ہے کل مذاہب مبتدعین کا جبریہ اور قدریہ اور معتزلہ سے کہ آیت اور حدیث کے معنی اپنی سمجھ کے موافق لیتے ہین اور جیسے علمائے محققین نے لکھے ہین نہین کہتے اِسی سبب سے گمراہ ہوتے ہین - اور بعض انکار استمداد کا اس نظر سے کرتے ہین کہ مُردون کو ادراک وشعور نہین اور استمداد ایسے کسی سے کہ مطلب طالب آگاہ نہو لغو ہے اور استدلال کرتے ہین اس آیت سے اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرٰى إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى پس مُردہ اور سوتا دونو برابر ہین مردہ کو حکم آنیکا دنیا مین نہین اور سوتا پھر آتا ہے اور سوا موت دنیا پھر موت نہین ہے لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُوْلٰى اور یہ استدلال اس آیت سے انکا مثل دیگر مبتدعین کے غلط ہے یعنی منکرین مجازاۃ قبر اسی آیت سے دلیل لاتے ہین لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُوْلٰى کہ اگر قبر مین زندگی ہوتی تو موت بھی پھر ہوتی اور موت دوسری نہین ہے پس زندگی اور عذاب قبر بھی نہین اسلئے کہ جب زندگی نہین تو ادراک اور شعور کہان اور بے ادراک عذاب غیر ممکن اور اہل سُنّت کے نزدیک عذاب قبر کا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور عقیدہ منکرین عذاب قبر کا مردود ہے اور مثل منکرین عذاب قبر کے وہابیہ بھی اس آیت سے عدم شعور اور عدم سماعت موتیٰ ثابت کرتے ہین اور جواب اسکے علماے اہل سنت سے بہت ہوے ہین مگر شاہ عبد العزیز صاحب نے جو تحفۂ اثنا عشریہ مین نقل کیا ہے لکھا جاتا ہے کہ

قبر مین زندگی اور موت حقیقۃً نہین ہے بلکہ بسبب منعکس ہونے شعاعون روح کے بدن پر ایک
تعلق پیدا ہوتا ہے کہ تغذیہ اور تنمیہ بدن اُسکے ساتھ نہین ہے کہ زندگی حقیقی ثابت ہو بلکہ وہ ایک
علاقہ سببیہ کا ہے جیسے عاشق کو ساتھ معشوق کے یا مالک کو ساتھ غلام کے کہ وہ سبب عذاب اور نعمت
کا ہو سکتا ہے اور یہ اُس صورت مین ہے کہ بدن قائم اور مدفون ہو ورنہ عذاب اور نعمت فقط روح کو
ہے کہ جسکو نفس مجرد کہتے ہین اور بدن حقیقی اُسکا روح ہوائی ہے اور روحِ ہوائی کو متعلق کرتے ہین
اور بدن سے کہ وہ عالم مثال سے ہو یا اجزائے جماد سے اِسطرح کہ دیکھنے والے کو تمیز نہین ہوتی اس
بدن مین اور اُس بدن مین کہ دنیا مین تھا اور تعلق روح کا ساتھ بدن کے کسیطرح کا بدن ہو اُسکا
نام زندگی ہے اور بعضی آیتون اور حدیثون مین اِسی تعلق کو زندگی کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور قطع
اس تعلق کو مابین نفختین مین موت کہا ہے اور محتمل ہے کہ مراد موتِ اولیٰ سے جنس موت ہو کہ
پہلے زندگی سے تھی خواہ ایکبار رہو یا زیادہ پس اس صورت مین استدلال منکرین عذاب قبر کا اس
آیت سے بالکل باطل ہے اور یہ قول منکرین عذاب قبر کا کہ سوال وجواب اور تکلم اور لذت اور علم
اور ادراک سب موقوف زندگی پر ہے اور زندگی بعد فساد جسم اور بطلان مزاج ممکن نہین پس میت کو ان مین سے کچھ ممکن نہین غلط ہے
اسلئے کہ میت اس معنی کر بدن ہے نہ روح اور فسادِ جسم اور بطلان مزاج سب جسم پر واقع ہوا ہے
نہ روح پر روح کو واسطے تألم اور تلذذ جسمانی کے تعلق اُسی بدن اپنے سے یا کسی بدن مثالی سے
تعلق تدبیر و تصرف بے تغذیہ اور تنمیہ کے عنایت ہوگا۔ غرضکہ جب روح بدن سے جدا ہوتی ہے
قوائے نباتی اُس سے جدا ہوتے ہین نہ قوائے حیوانی اور نفسانی اور اگر ہوتا قوائے نفسانی اور حیوانی
کا فیضان یا بقا مین مشروط ہوتا ساتھ ہونے قوائے نباتی اور مزاج کے تو لازم آتا ہے کہ فرشتون
کو شعور و ادراک حسی اور حرکت اور غضب اور دفع منافر نہو پس حال ارواح کا مثل حال ملائکہ
ہے کہ بواسطۂ تشکل اور بدن کے کام کرتے ہین اور نفس نباتی ہمراہ نہین فرق اسیقدر ہے کہ ملائکہ
کو موافق اعمال کے تنعیم اور تعذیب نہین اور ارواح کو موافق اعمال مکسوبہ کے تنعیم اور تعذیب ہے
فقط۔ اور صحیح مسلم مین ہے کہ کہا عمرو بن عاص رضی نے مرتے وقت اپنے بیٹے کو اذا دفنتمونی فشنوا
علی التراب شنًّا ثم اقیموا حول قبری قدر ما ینحر جزور ویقسم لحمہا حتی استانس بکم وا
علم ماذا اراجع رسل ربی اور اسیطرح روایت ہے ابن ماجہ مین عبدالرحمان ابن کعبؓ سے کہ

وقت موت کعب کے آئین ام بشر اور کہا کہ اگر ملاقات ہو فلانے شخص سے پس میرا سلام کہنا کہا کعب نے ہم اپنے حال مین مشغول ہونگے کہا ام بشر نے اے عبد الرحمان کیا نہین سنا تو نے کہ آنحضرت صلعم سے کہ فرماتے تھے ان ارواح المؤمنین فی طیر خضر تعلق بشجر الجنة قال بلی قالت فھو ذالک اور اسیطرح محمد ابن منکدر نے کہا جابر ابن عبد اللہ سے وقت موت انکے اقرأ علی رسول الله صلعم السلام رواہ ابن ماجه پس یہ حدیثین دلالت کرتی ہین ادراک اور شعور اموات پر اور مثل اسکے بہت حدیثین ہین کہ بطور نمونہ کچھ ذکر کی ہین اگر کوئی چاہے کتب احادیث مین دیکھے مثل بد کنے گھوڑے اور خچر رسول اللہ صلعم کے یا کہنے مردے کے کہان لیچلے مجھے یا آگے لیچلو مجھے اور مثل اسکے اور ادراک و شعور بعد موت کے باتفاق اہل شرع اور فلاسفہ بخوبی ثابت ہے کہ شریعت مین عذاب قبر اور تنعیم قبر بتواتر ثابت ہے اور سوال منکر و نکیر ظاہر اور مبحث اثبات عذاب قبر متکلمین کے نزدیک بہت بڑا ہے کہ بعض اہل کلام نے منکرین عذاب قبر کو کافر لکھا ہے اور تعذیب اور تنعیم بے ادراک و شعور غیر ممکن اور احادیث صحیحہ مشہورہ مین بیچ باب زیارت قبور کے سلام موتی پر اور کلام انسے کہ انتم سلفنا ونحن بالاثر وانا انشاء الله بکم لاحقون - اور صحیحین مین موجود ہے کہ آنحضرت صلعم نے کفار سے کہ جنگ بدر مین مارے گئے تھے خطاب فرمایا ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا اور حضرت عمر رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اتکلم من اجساد لیس فیہا ارواح فرمایا کہ ما انتم باسمع منھم ولکن لا یجیبون اور قرآن شریف مین ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ بلکہ پس ماندون کے حال سے بھی استبشار ثابت ہے وَ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور ایسے ہی شعور اور وقوف اپنا اور پس ماندونکا اس آیت سے ثابت ہے قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ اور ایسے ہی اتفاق فلاسفہ ہے کہ ارواح بعد مفارقت بدن باقی رہتی ہے اور واسطے استیفائے لذت اور الم کے شعور اور ادراک اسکو ثابت ہے اور تفسیر آیۂ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات مین شاہ عبد العزیز صاحب نے لکھا ہے کہ روح آدمی کے جسد سے جدا ہونے کو موت کہتے ہین پس عدم حس و حرکت اور ادراک و شعور جسد کو بسبب جدائی روح کے حاصل

ہوتا ہے اور روح کو کچھ تغیر نہین ہوتا ہے جو کچھ شعور اور ادراک تھا ویسا ہی رہتا ہے بلکہ اور صاف اور روشن ہوجاتا ہے پس حیات شہید بمعنی تعلق ارواح ہے ابدان سے واسطے ایفاے لذت بدنی کی نہ باقی رہنا روح کا بادراک وشعور کہ روح ہر مردہ کی اپنے ادراک وشعور پر رہتی ہے اور بعض لوگ عدم سماعت موتیٰ آیت إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ سے ثابت کرتے ہین اور یہ مثل لاتقربوا الصلوٰۃ کے ہے اگر ساری آیت پڑھین اور غور اسکے مضمون مین ماقبل اور مابعد سے کرین تو کبھی ایسا نہین کہہ سکتے اسلیئے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝ یعنی تو نہین سنا سکتا مُردون کو اور نہین سُنا سکتا بہرے کو پکار جب مونہہ پھیرین پیٹھ دیکر اور نہین تو ہدایت کرنیوالا اندھے کو گمراہی اُنکی سے اور نہین سُناتا تو مگر اُنکو جو ایمان لائے ہین ہماری آیتون پر اور وہ مسلمان ہین اب غور کرین کہ اگر مردے حقیقی مراد ہون تو روگردان ہونا اور پیٹھ پھیرنا اُنسے کیونکر متصور ہوسکتا ہے اور جب یہ فرمایا کہ نہین سناتا تو مگر مسلمانون کو اور نہین سنا سکتا تو مردون کو اور بہرون کو جب روگردان ہوکر پیٹھ پھیرین تو ظاہر مُردون اور بہرون سے مقابل مسلمانون کے کافر سمجھے جاتے ہین اور روگردان ہونا اور پیٹھ پھیرنا بھی نہین سے ممکن ہے نہ حقیقی مُردون سے اور سنانے سے مراد سنانا قبولیت کا ہے جیسے کہ جلالین مین لکھا ہے کہ لاتسمع سماع افہام وقبول الا المسلمین پس سماع یعنی سنانا امر دیگر ہے اور اسماع یعنی سنانا فہم اور قبول کا اور امر ہے نہ سنا سکنے سے نہ سنانا لازم نہین آتا کیا کفار کلام آنحضرت صلعم کا نہ سنتے تھے مگر اسماع مسلمانون کا تھا نہ کافرون کو اور ایسا ہی اس آیت کے معنی جلالین مین لکھے ہین اَنَّ اللہ یسمع من یشاء ہدایۃ فیجیبہ بالایمان وما انت بمسمع من فی القبور ای الکفار شبہھم بالموتی فلا یجیبون اور یہ بھی ممکن ہے کہ من فی القبور سے جسم مردہ مراد ہے نہ روح اُسکی روح کو سماع حاصل ہے جیساکہ حدیث بدر اور احادیث زیارت قبور وغیرہ سے کہ تسمع قرع نعالہم سماع ثابت ہے اور استبعاد صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کہ وہان بدر مین نہ تھین مقابل مین روایت عمرؓ کے کہ خود آنحضرت صلعم سے سنا اور اُس واقعہ مین موجود تھے قابل اعتبار نہین ہے اور یہ استبعاد بھی ابتدا تھا آخر مین جب اعیان صحابہ حاضرین معرکہ سے

سنا تو وہ استبعاد نہ رہا چنانچہ امام احمد وغیرہ نے حضرت عائشہ رضہ ہی سے اِس حدیث کو روایت
کیا ہے پس یہ روایت کرنا امام احمد کا صدیقہ سے صاف دلالت کرتا ہے اِس پر کہ صدیقہ کے نزدیک
یہ حدیث صحیح اور بات ثابت تھی پہلے بنظر سرسری بے تامل یعنی آیت قرآن استبعاد فرمایا تھا اور
روایت کیا ہے احمد نے عائشہ رضہ سے کہا جاتی تھی مین اپنے گھر مین جسمین رسول خدا صلعم اور میرے
باپ تھے بے کپڑا اوڑھے اور کہتی تھی ہین کہ سوا اسکے نہین کہ میرا باپ اور خاوند ہین پس دفن
ہوے عمر رضہ ساتھ اُنکے پس قسم خدا کی نہ داخل ہوئی مین بے کپڑا اوڑھے اچھی طرح حیاءً من عمر رضہ
اب اگر حضرت عائشہ شعور اور ادراک اموات کو نہ جانتی تھین تو حیا پتھر اور دیوارون سے تھی کیا
اور اگر بنظر جہالت اور ناواقفیت ہر قول صدیقہ رضہ کا قبول رکھا جاے تو منکرین دیدار الٰہی بھی
قیامت مین ساتھ قول عائشہ رضہ کے آیت لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ
سے استدلال کرتی ہین اُسکو بھی خلاف علماء سنت کے قبول رکھنا چاہیے اور منکرین معراج جسمانی
بھی حضرت عائشہ رضہ ہی کے قول سے استدلال کرتے اور اہل سنت کے علما نے اِن دونو مسئلون
مین جواب مفصل لکھے ہین اور قول صدیقہ نہین مسلّم رکھا غرض کتابون مین ہر قسم کی روایت ہوتی
ہے اب معتبر وہ قول ہے کہ علما نے برعایت شرائط فہم کتاب و سنت اور رعایت طرق تطبیق درجات
تحقیق کے اور نظر اطراف و جوانب اور فروعات پر رکھکر باتفاق اہل حل و عقد اجماع کیا ہو اور پے درپے
ہر زمانہ مین مذہب ایک جماعت حق کا رہا ہو ورنہ تمام اہل مذاہب باطلہ ناصبیہ اور مرجئہ وغیرہ استدلال
آیت و حدیث سے رکھتے ہین مگر جب اہل حق کے نزدیک معتبر نہین اسلئے باطل ہے ایسے ہی
یہ مذہب وہابیہ ہے کہ یہ بھی اپنی عقل کے موافق خلاف ائمہ دین کے استدلال کرتے ہین اور اگر
بالفرض قول پہلا حضرت عائشہ کا روایت امام احمد سے کہ جو حضرت عائشہ سے کی ہے رد کیا جاوے
تو مخالف قول حضرت عمر رضہ کے ٹھہریگا اور سماعت موتیٰ مین اختلاف صحابہ قائم رہیگا اور مختلف فیہ
مسئلہ مین حکم گمراہی اور شرک کرنا اب کسی مذہب کا نہین سوائے نجدیہ کے کہ پکارنے موتیٰ کو
بسبب عدم سماعت شرک کہتے ہین جیسا کہ آیت وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ کے جو اپنی عقل سے تفسیر
کرتے ہین وہ ایسا ہی کہتے ہین اور تفسیر علماء اور ائمہ دین کو نہین دیکھتے کہ تفسیر جلالین مین لکھا ہے

فان للصالحین ... من عبدالرحیم عفی عنہ

مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وھم الاصنام لا یجیبون عابدیھم الی شیٔ یسألونہ
ابدا وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غَافِلُوْنَ لانھم جماد لا یعقلون اور نہین غور کرتے کہ جب سماع موتی
بحدیث عمر رضی اللہ عنہ ثابت ہوا تو وھم عن دعائھم غافلون کہان رہا - آور شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر
سورۂ طارق مین لکھتے ہین جان آدمی کی ہرگز فنا پذیر نہین ہے اور شعور اور ادراک اور لذت اور الم خاصہ
اُسکا ہے آور شرح مقام علیین مین لکھا ہے کہ علیین مستقر انبیا اور اولیا ہے اور عوام صلحا کا نام
وہان لکھا جاتا ہے اور مقام آسمان دنیا یا چاہ زمزم یا اور جگہ درمیان آسمان و زمین ملتا ہے اور
ایک تعلق قبر سے بھی اُس ارواح کو رہتا ہے کہ بحضور زیارت کنندگان و اقارب و دیگر دوستان
بر قبر مطلع و مستانس می شوند زیرا کہ روح را قرب و بُعد مکانی مانع دریافت نمی شود مثال آن در انسان
روح باصرہ ہست کہ ستارہائے ہفت آسمان را درون چاہ می بیند آور تفسیر اماتہ فاقبرہ مین لکھا ہے
کہ دفن مین جب تمامی اجزائے بدن ایک جگہ ہوتے ہین علاقہ روح کا ساتھ بدن کے براہ نظر و
عنایت بحال رہتا ہے اور توجہ ساتھ زائرین اور مستانسین اور مستفیدین کی بسہولت ہوتی ہے کہ
تعین مکان بدن گویا مکان روح متعین ہے اور آثار اس عالم کے صدقات اور فاتحہ اور تلاوت قرآن
مجید کے جب اُس جگہ کہ مدفن بدن ہے واقع ہو بسہولت نافع ہوتی ہین - پس
دفن کرنا گویا مسکن واسطے روح کے بنانا ہے اسی سبب سے اولیاء مدفون اور دیگر مسلمانون سے انتفاع
اور استفادہ جاری ہے اور اُنکو بھی افادہ اور اعانت متصور - اور سورۂ انشقت کی تفسیر مین لکھا ہے
اول جو حال کہ روح کو بمجرد جدا ہونے بدن کے ہوتا ہے یہ ہے کہ کچھ اثر پہلی عبادت کا اور الفت بدن
اور دوستون کی ابنائے جنس سے باقی ہوتی ہے گویا یہ حال برزخ ہے زندگی دنیا اور استغراق حالت
قبر مین اور یہ حال وقت انکشاف جزائے نیکی اور بدی کا ہے اور مدد زندون کی اُسحالت مین جلد پہونچتی
ہے اور مردے منتظر پہونچنے مدد کے اُسطرف سے رہتے ہین اور گمان کرتے ہین کہ ابھی زندہ ہین اسلیئے
حدیث مین بیچ حال قبر کے وارد ہے کہ مسلمان کہتا ہے دعونی اُصلّی یعنی چھوڑدو مجھکو تو نماز پڑھ
لون آور یہ بھی آیا ہے کہ مُردہ اُسحالت مین مانند ڈوبتے کے منتظر اسکا کہ کوئی فریاد کو پہونچے اور صدقات
اور دعائین اور فاتحہ اُسوقت بہت بکار آتی ہین آور یہین سے ہے کہ گروہ بنی آدم ایک سال تک اور
خاص ایک چلہ تک بعد موت کے اس قسم کی مدد مین کوشش تمام کرتے ہین اور روح مُردے کی

بھی قریب موت کے عالمِ خواب اور عالمِ تمثل مین ملاقات زندون سے کرتی ہے اور ما فی الضمیر اپنا کہتی ہے اور دوسری حالت وہ ہے کہ بعد منقطع ہونے تعلق زندگی دنیا کے ہوتی ہے اور استغراق عظیم مشاہدۂ کیفیات مکسوبہ نیکی وبدی اپنے مین حاصل ہوتا ہے اور تمام قواے مدرکہ اور متصرفہ دنیا سے منقطع ہوکر اُدھر متوجہ ہوتے ہین اور حس و حرکت معنوی اُسکی اس جہان سے مطلق بیکار ہوجاتی ہے اور یہ حالت عوام مُردون کی ہے اور بعض اولیاء اللہ کو آلہ جارحہ تکمیل وارشاد بنی آدم کیا ہے اسحالت مین بھی تصرف دنیا مین دیا ہے اور استغراق اُنکا بسبب کمال کے مانعِ توجہ اسطرف کا نہین ہوتا اور اُونپر تحصیل کمالات باطن کا اُنسے کرتے ہین اور اہل حاجات اور اہلِ مطالب حل مشکلات اپنی کا اُنسے چاہتے ہین اور حاصل کرتے ہین اور زبانِ حال اُنکی اُسوقت مترنم ہوتی ہے اِس قول کے ساتھ ؎ من آیم بجان گر تو آئی بہ تن ✣ پس نسبت غفلت اور عدم استجابت بصلحاے اموات اس آیت سے ثابت نہین ہوتی۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہے ان الروح اذا فارقت الجسد بقیت حسّاسة مدرکة بالحسّ المشترك وغیرہ وبقیت علی علومها وظنونها التی کانت معه فی الحیٰوة الدنیا ویترشّح علیها من فوقها علوم یعذب لها او ینعم وهمم الصالحین من عباد الله ترتقی الی حظیرة القدس الی اٰخرہ اور اُسی حجۃ اللہ البالغہ مین ہے قد استفاض من الشرع ان لله عبادًا هم افاضل الملائکة ومقربوا الحضرة لا یزالون یدعون لمن اصلح نفسه وسعی فی اصلاح الناس فیکون دعائهم ذلك سببًا لنزول البرکات علیهم ویلعنون من عصی الله وسعی فی الفساد فیکون لعنهم سببًا لوجود حسرة وندامة فی نفس العامل والهامات فی صدور الملاء السافل ان یبغضوا هذا المسیء ویسیئوا الیه اما فی الدنیا او حین یخفف عنه جلباب بدنه بالموت الطبیعی وانهم یکونون سفیرا بین الله وبین عباده وانهم یلهمون فی قلوب بنی آدم خیرا ای یکونون اسبابا لحدوث خواطر فیهم بوجه من وجوه السببیة وان لهم اجتماعات یعبر عنهم بالرفیق الاعلی والندی الاعلی والملاء الاعلی وان ارواح افاضل الاولین دخلوا فیهم ولحقوا بهم کما قال الله تعالی یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً

مَرْضِيَّةً ط فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَ ادْخُلِيْ جَنَّتِيْ و قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رايت جعفر
ابن ابيطالب ملكا يطير في الجنة مع الملائكة بجناحين فقط اور اُسی حجۃ اللہ البالغہ مین ہے کہ جب مرتا ہے
آدمی ہوتا ہے واسطے نسمہ کے نشاد و سرایس پیدا کرتا ہے فیضان روح الٰہی کا اُسمین قوۃ بیچ بقیہ
حس مشترک کے کہ کفایت کرتی ہے سننے دیکھنے بولنے کو ساتھ مدد عالم مثال کے اور اسی حجۃ
اللہ البالغہ مین ہے کہ جب مرتا ہے آدمی منقطع ہو جاتے ہین علاقے اور رجوع کرتا ہے طرف ایک
مزاج کے پس ملحق ہوجاتا ہے فرشتون مین اور ہوجاتا ہے ایک فرشتون مین سے اور الہام کرتا
ہے مثل الہام فرشتون کے اور سعی کرتا ہے جسمین وہ سعی کرتے ہین اور کبھی مشغول ہوتے ہین بیچ
اعلائے کلمۃ اللہ اور مدد حزب اللہ کے اور کبھی ہوتا ہے واسطے اُنکے ملۃ نیک ساتھ اولاد آدم
کے اور کبھی مشتاق ہوتے ہین بعض اُنکے طرف صورت حسنی کے اصل خلقت سے ساتھ کمال
شوق کے پس کھلتا ہے دروازہ مثال کا اور ملتی ہے ایک قوۃ اُس سے ساتھ نسمہ ہوائی کے
اور ہوتا ہے مثل جسد نورانی کے اور کبھی مشتاق ہوتے ہین بعض اُنکے طرف کھانے کے اور مانند
اُسکے پس تائید ہوتی ہے اُنکی خواہش کی واسطے پورا کرنے شوق اُنکے کو اور اُسی کتاب مین
ہے کہ ملائکہ اور نفوس مجردہ علاقہ جسمانیہ سے منطبع ہوتا ہے اُنمین جو کچھ ارادہ کرتا ہے اللہ بیچ
خلق عالم اصلاح نظام سے اور مانند اسکے منقلب مرضیا تہا الی ما یناسب ذلک النظام الخ اور
اُسی مین ہے کہ جب متمکن ہوجاتی ہے عدالت انسان مین تو واقع ہوتا ہے اشتراک درمیان
اُسکے اور حاملین عرش کے اور جو مقرب درگاہ آلٰہی ہین فرشتون سے کہ وہ واسطے نزول بخشش
اور برکات کے ہین اور ہوتا ہے بیاب کشادہ درمیان اسکے اور اُنکے اور مہیا ہوتا ہے واسطے
نزول الوان اور رنگتون اُنکے کے بمنزلۃ تمکن النفس من الہام الملائکۃ والانبعاث حسبہا فقط -
پس آیہ من اضل مین مراد پکارنا صلحائے مومنین کا کسیطرح درست نہین ہوسکتا ہے کہ اُنکو ادراک
وشعور وغیرہ بخوبی ثابت ہے ومن لا یستجیب لہ اور ہم عن دعائہم غافلون کا مصداق یہ نہین ہوسکتے
اور اسیطرح آیۂ الہم ارجل یمشون بہا ام لہم ایدی یبطشون بہا ام لہم اعین یبصرون بہا ام لہم اذان
یسمعون بہا الخ کا مصداق صلحائے مومنین نہین ہوسکتے ہین کہ اُنکا ادراک وشعور اور سماع
اوپر بیان کیا گیا اور خاص یہان اس آیت مین حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہے کہ مشرک لوگ

ل آیا اُنکے ہاتھ ہین کہ پکڑتے ہین یا اُنکے پاؤن ہین کہ چلتے ہین یا اُنکے آنکھین ہین کہ دیکھتے ہین یا اُنکے کان ہین کہ سنتے ہین

یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ پہلے نیک بندون نے عبادت الٰہی کی مقرب ہوے اسقدر کہ عطا کی اللہ نے اُنکو الوہیت پس مستحق عبادت کے ہوے تمام خلق سے جیسے کہ کوئی شہنشاہ بسبب خدمت کے اپنے غلام کو ایک مُلک عطا کرتا ہے کہ وہ مالک ہوتا ہے اُس شہر کا اور مستحق فرمانبرداری کا اُس شہر کے رہنے والون سے اور کہتے تھے کہ نہین قبول ہوتی عبادت اللہ کی جب تک نہ مضموم ہو ساتھ عبادت اِنکے بلکہ حق تعالیٰ نہایت بلند ہے پس نہین مفید عبادت اُسکی قرب اُسکے کو پس ضرور ہے عبادت اِن لوگون سے تو تقرب ہو طرف خدا کے لیُقَرِّبُونَا اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی اور کہا کہ یہ سنتے ہین اور دیکھتے ہین اور شفاعت کرتے ہین واسطے عباد کرنیوالون اپنے کی اور تدبیر کرتے ہین اُنکے امور کی اور مدد کرتے ہین اُنکی پھر قائم کئے اُنکے نام پر پتھر اور کیا اُنکو قبلہ وقت توجہ کے طرف ان لوگون کے پھر پیچھے اور لوگون نے کچھ فرق نہ سمجھا بتون مین اور اُنمین پس گمان کیا بتون کو معبود بعینہ اسیواسطے رد کیا اللہ تعالیٰ نے کبھی اسیطرح کہ ان الحکم والملک خاصۃ للہ اور کبھی اسطرح کہ یہ جمادات ہین ام لہم ارجل یمشون بہا ام لہم ایدی یبطشون بہا ام لہم اعین یبصرون بہا ام لہم آذان یسمعون بہا پس حمل ان آیات کا ارواح کاملین پر بجز تحریف اور کچھ نہین بلکہ توسل بارواح صلحا اور انبیاء زمان آدم سے محمود چلا آتا ہے اور عملدرآمد اہل حق رہا اور حدیث اور اقوال علمائے دین سے ثابت ہے چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بیچ تفسیر صراط الذین انعمت علیہم کے لکھا ہے کہ راہِ راست راہ انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کی ہے وقت دعا بخدا چاہئے کہ بندہ بلحاظ ان چارون فرقونکا مجملاً رکھے اور راہ اُنکی طلب کرے اور معلوم کرے کہ عوام مؤمنین کو رفاقت صالحین طلب کرنی چاہئے اور صالحون کو رفاقت شہیدون کی اور شہیدون کو رفاقت صدیقون کی اور صدیقون کو رفاقت انبیا کی اگر کوئی عوام مسلمانون سے چاہے کہ رفاقت انبیا کی کرے اُسکو رفاقت اِن تینون گروہ سے درجہ بدرجہ ناچاری ہے جیسے کہ اگر کوئی رفاقت بادشاہ کی چاہے بدون رفاقت کسی جمعدار کی کہ وہ بیچ رفاقت رسالدار کے ہو اور وہ بیچ رفاقت میر کبیر کے ممکن نہین اسیواسطے داخل ہونا طریقۂ اہل اللہ مین اور توسل ڈھونڈنا ساتھ اُنکے محمود اہل اسلام ہے فقط اور انہین کے حالات مین لکھا ہے کہ حق تعالیٰ برکت اُنکے کلام مین اور انفاس مین اور افعال مین اور حرکات مین اور اُنکے ہمصحبتون مین اور اُنکی اولاد

ہین اور انکی نسل مین اور انکے زیارت کرنے والون مین پے در پے ظاہر کرتا ہے اور اپنے نزدیک
انکو جاہ اور مرتبہ عنایت کرتا ہے کہ دعا انکی مستجاب ہوتی ہے بلکہ کسی حاجت مین کہ ساتھ انکے توسل
کیا جاوے وہ حاجت روا ہوتی ہے اور خصوصیات اور علامات کہ عالم برزخ اور موقف قیامت مین
یا عالم ملکوت مین انکو عنایت ہوے ہین اس قبیل سے نہین کہ عوام مومنین اسکو جان سکین مگر بعد
مشاہدہ اس عالمون کے فقط اور تفسیر ایاک نعبد مین عبادت کو منقسم کر کے لکھا ہے کہ جو متعلق بچشم
ہے دیکھنا مشاہدہ خیر کا ہے مثل کعبہ شریفہ اور قرآن مجید اور دیکھنا بزرگون کا مثل انبیا اور اولیا اور
زیارت قبور شہدا و صالحین کہ جنہون نے جان اپنی راہ خدا مین دی اور اوقات اپنی اسکی یاد مین
گذاری ہین اور عبادت قلب محبت ہے ساتھ دوستون اسکے کے اور بغض رکھنا ہے ساتھ دشمنون
اسکے کے اور افراط استعانت مین لکھا ہے کہ ملائکہ اور ارواح انبیا اور اولیا کو بیچ پردہ صورت قبرون
اور تعزیہ کے معبود کرے اور شفاعت اور عرض انکی جناب الٰہی مین واجب القبول جانے تو مکروہ الٰہی
ہے اور تفسیر آیہ ربنا ظلمنا انفسنا مین لکھا ہے کہ طبرانی نے معجم صغیر مین اور ابو نعیم اور بیہقی نے حضرت
عمر رض سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ حضرت آدم ع نے عرش پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
لکھا دیکھا تو جانا کہ برابر اس شخص کے خدا کے نزدیک کسیکی قدر نہین کہ اپنے نام کے برابر اسکا نام لکھا
ہے تدبیر یہ ہے کہ بحق ایسے شخص کے سوال مغفرت کا کرون پس دعا مین کہا اللھم انی اسألك
بحق محمد ان تغفرلی اور روایت کی ابن منذر نے حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
سے اور الفاظ مع زیادت اسکے اللھم انی اسألك بجاہ محمد وکرامتہ عندك ان تغفر
لی خطیئتی اور اہل تحقیق لکھتے ہین کہ ہر ایک اکمل بنی آدم کو باعث کمال کا ایک اسم ہے
اسمائے الٰہی سے کہ مربی اسکا ہے اگر وقت سوال بحق کسی کامل کے ملاحظہ اس امر کا کہ مراد اس
کامل سے اشارہ طرف اس اسم کے ہے تو یقیناً کچھ جائے عتاب اور ملامت نہین ہے انتہی اور
حصن حصین مین آداب دعا مین لکھا ہے بروایت بخاری اور مستدرک حاکم اور بزار کے ان یتوسل
الی اللہ تعالی بانبیائہ والصالحین من عبادہ اور روایت ہے کہ کہا ہے حضرت عمر رض نے
دعائے استسقا مین اللھم انا کنا نتوسل الیك بنبیك صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا
وانا نتوسل بعم نبینا فاسقنا فیسقون اور بروایت ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور مستدرک

حاکم واسطے ضرورت کے یہ دعا لکھی ہے کہ بعد دو رکعت نماز کے کہے اللھم انی اسألك واتوجه بنبیك محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی لی اللھم فشفعه فی پس جو توسل کہ ثابت ہے حدیثون سے اور فعل ہے خلفاے راشدین کا اور لکھا ہے علماے دین نے کہ محمود ہے اسلام مین اُسکو یہ شرک اور بدعت کہتے ہین اور ایک جہان کو گمراہ کرتے ہین اور محبت وعظمت انبیا وصلحا کی جو ایمان ہے دلون مین سے کھوتے ہین- اور اسی طرح بحث شفاعت مین مخالف اہل سنت کے تقریر کرتے ہین مذہب اہل سنت یہ ہے کہ شفاعت دن قیامت کے حق ہے اور شفاعت عامہ خاتم المرسلین کی یقینی ہوگی اور واسطے اہل کبائر مستحقین عذاب کے بھی ہوگی- اور معتزلہ کہتے ہین کہ تاثیر شفاعت زیادتی ثواب ہے قدر استحقاق نہ اسقاط عذاب- غرض باتفاق شفاعت مخصوص ساتھ مسلمانون کے ہے اور کافرون کو اُس سے بہرہ نہین اور نفی نفع شفاعت یا نفی قبول شفاعت کی جہان قرآن مین ہے مراد کافر ہین نہ مومن بلکہ مومنین ماذون اور محکوم بشفاعت ہین جیسے دلالت کرتی ہے آیت لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهُ یعنی نہین نفع کرنیکی شفاعت نزدیک خدا کے مگر اُسکو کہ اذن ہوچکا واسطے اسکے اور وہ مومنین ہین کہ اذن شفاعت جنکا ہوچکا اسلئے کہ اَذِنَ صیغہ ماضی ہے جیسے فرمایا ہے آنحضرت صلعم نے شفاعتی لاهل الکبائر من امتی اور ایسے ہی دلالت کرتی ہین بہت سی حدیثین اوپر ماذون ہوچکنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہ شفاعت جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے انا اول من یقرع باب الجنة واول شافع واول مشفع اور صحیح بخاری اور مسلم دونو مین ہے اعطیت الشفاعة اور مسند دارمی مین ہے انا اول الناس خروجا اذا بعثوا ومستشفعهم اذا حبسوا اور ترمذی مین ہے اذا کان یوم القیمة کنت امام النبیین وصاحب شفاعتهم ولا فخر اور صحیح مسلم مین روایت ہے ابو ہریرہ رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے لا یصبر علی لاواء المدینة وشدتها احد من امتی الا کنت له شفیعا یوم القیامة اور اسطرح کی بہت روایتین ہین صحیح کہ جنسے ماذون ہوچکنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت ہوتا ہے اور طریقہ محمدیہ اور سیراج احمدیہ مین ہے کہ من انکر شفاعة الشافعین یوم القیامة فهو کافر اور شفاعت قرآن شریف وصلحاے امت محمدیہ ثابت ہے واسطے مسلمانون کے اور نجدیہ کہتے ہین کہ شفاعت بعد حکم یا نی اور بہ پروانگی ہوگی آیة مَنْ ذَا الَّذِی

یشفع عندہٗ اِلّا باذنہٖ سے پس وقوع شفاعت انکے نزدیک یقینی نہین ہے بطریق قضیہ شرطیہ ہے برخلاف عقیدۂ اہل سنت جماعت ہر کہ اُنکے نزدیک شفاعت حق ہے اور منشاء غلطی یہ ہے کہ اذن کے معنی حکم بیانی کہتے ہین اور یہ معنی بہت جگہ قرآن مین درست نہین ہین جیسے آیہ یفرقون بہٖ بین المرء وزوجہٖ ط وما ہم بضارین بہٖ من احد الّا باذن اللّٰہ ط مین اگر پروانگی یا حکم بیانی مراد لیا جائے تو لازم آتا ہے کہ خدا کی طرف سے سحر اور اضرار کی اجازت اور حکم صادر ہوتے ہین انکو اور ایسے ہی فہزموہم باذن اللّٰہ ۔ وکم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللّٰہ ط مین اور اسیطرح لشکر غالب کو کافر ہو یا مؤمن حکم بیانی بالہام یا وحی آتا ہے جب غالب ہوتا ہے اور ایسے ہی وما کان لنفس ان تموت الّا باذن اللّٰہ ط مین جب تک حکم مرنے کا بالہام یا وحی نہین آتا کوئی نہین مرتا اور اس آیت مین اذن کے جو معنی تفسیر عزیزی مین لکھے ہین درست ہین کہ اگر حقیقت شفاعت کو غور کرین ہم تو مذہب اہل سنت کا مثل آفتاب کے روشن ہوتا ہے اسلئے کہ حقیقت شفاعت یہ ہے کہ کمال نفس کامل آدمی کا فراخی پیدا کرے اور نفوس ناقصہ اپنے تابعدارون کے اپنے کمال مین شامل کردے پس مدار اس شفاعت کا دو چیز پر ہے اول انبساط کمال نفس کاملہ کا دن قیامت کے کہ محض بعنایت الٰہی موعود ہے نہ بواسطہ کسی عمل اور کوشش اور تلاش کے اسلئے کہ نہایت کوشش کی تحصیل کمال ذاتی ہے نہ گھیرنا اُس کمال مین پیرودن اپنے کو اسطرح پر کہ اُنکے نقصان برنگ کمال ظاہر کرے اور اس بسط اور احاطہ ہی کو شریعت مین اذن اور حکم کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور دوسرے یہ کہ وہ نفس ناقص اہل کمال ہو کہ بدون ایمان وصحت عقیدہ کی محال ہے اور اس امر سے شریعت مین تعبیر فرمایا ہے کہ کافر اور منافق کو شفاعت نہین ہے اور عقیدۂ شفاعت بوجاہت اور بمحبت کو کفر کہتی ہین اسلئے کہ یہ دو تو صورتین مستلزم قہر اور غلبہ شفیع ہین یہ غلط فہمی وہابیہ سے ہے دراصل یہ قسم شفاعت سے نہین ہے بلکہ قسیم شفاعت ہی جیسا کہ کہا شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر آیہ واتقوا یوماً لا تجزی نفس عن نفس شیئاً ولا یقبل منہا شفاعۃ ولا یؤخذ منہا عدل ولا ہم ینصرون کی مین طریق دفع عذاب در دنیا منحصر در ہمین چار چیز ہست یا بقہر وغلبہ ہست وآنرا نصرت گویند یا بدون قہر وغلبہ آن دو قسم ہست یا مفت بدون داون چیزے خلاص کنند وآن

شفاعت است یا بدادن چیزے وآن نیز دوقسم ست یا بدادن چیزے کہ بر ذمۂ او واجب بود مثل اوائے قرض وتاوان ومصادر یا بدادن عوض اوست پس نصرت کا نام شفاعت رکھنا یہ نتیجہ مُہرِ آلہی ہے کہ قسم اور قسیم شئے مین فرق نہین سمجھتے اور مراد اس سے ان لوگون کی توہین شانِ انبیا اور صلحا ہے ورنہ نصرت کی نفی خود آیت قرآن مجید مین ہے اُسکا نام شفاعت رکھنا اور اُسکا انکار کرنا بجز خراب کرنے عقیدہ عوام اور تحقیر بزرگون کے اور کیا بات ہے عیاذاً باللہ من ذالک - اور اسیطرح سے انکار تبرک آثار انبیا اور صلحا سے اور تعظیم اور تکریم اُسکے سے شعار وہابیہ ہے کہ جو قرآن اور حدیث اور اقوال سلف سے ثابت ہے اُسکا انکار کرتے ہین اسلئے کہ اصل اصول اس مذہب کا توہین انبیا اور صلحا ہے در پردہ اظہار شرک وبدعت کے اور جب اہانت انکی بجائے محبت اور تعظیم کے دل مین متمکن ہوئی تو ایمان کہان قائم رہا مَن اهانني فقد اهان الله ومن اهان الله فقد كفر حدیث صحیح ہے اب ثبوت اسکا قرآن مجید سے آیت اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اور تفسیرون مین لکھا ہے کہ اُس صندوق مین ٹکڑے الواح کے اور عصائے موسیٰ اور عمامہ ہارون ؑ وغیرہ تھا وقت لڑائی کے فرشتے اُس صندوق کو بنی اسرائیل کے سرون پر اُٹھا لیتے تھے جب اُسمین سے آواز آتی فتح ہو جاتی اور آیہ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ؕ اور وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى یہ سب تعظیم بسبب ظہور برکت آلہی کے تھی حضرت ابراہیم اور اسماعیل پر ان مقامون مین جیسا کہ ان آیتون کی تفسیر مین مفسرین نے لکھا ہے اور تفسیر عزیزی مین بہت سا بیان کیا ہے اور آیہ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ کی تفسیر مین شاہ عبد العزیز صاحب نے لکھا ہے کہ جو مقام متبرک کہ جائے ورودِ نعمت اور رحمتِ آلہی ہوتے ہین یا بعضے خاندانِ قدیم کہ اہلِ صلاح اور تقوی کی ایسی خاصیت اُنمین پیدا ہو جاتی ہے کہ اُنمین توبہ اور بندگی بجالانے باعث جلدی قبول اور حاصل ہونے نیک ثمرونکا ہے اسی جگہ سے ہے کہ ابن مردویہ نے ابوسعید خدری سے حکایت کی کہ ہم ایکدن ہمراہ آنحضرت صلعم کے شب کو کسی غزوہ یا سفر مین جاتے تھے جب آخر شب ہوئی تو ایک پشتہ کوہ پر گذرے ہم کہ اُسکو دارالحنظل کہتے تھے پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا مثل هذه الثنية الامثل لباب الذى قال الله لبنى اسرائيل

ادخلوا الباب سجدا و قولوا حطة نغفر لكم خطايا كم اور ابوبکر ابن ابی شیبہ نے بروایت صحیح
حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کہا انما مثلنا فی هذه الامة کسفینه نوح وکباب حطة
فی بنی اسرائیل نجات نفس و شیطان سے اور صحیح ہونا توبہ کا اور معاف ہونا گناہونکا بسبب
داخل ہونے اس امت کے اولیاؤن کے سلسلہ مین تعلق انہین بزرگون کے ساتھ رکھتا ہے
جیسا کہ اس زمانہ مین ظاہر ہے کہ سلاسل سلوک راہ خدا اور توبہ اور انابت کے اسی خاندان
علیہم الرحمۃ کیطرف منتہی ہوتے ہین انتہی ترجمہ تفسیر عزیزی۔ پس اسی جگہ سے ہے کہ لوگ اس سلسلہ
مین بیعت کرتے ہین کہ قبولیت توبہ اور معافی گناہونکی باحسن وجہ ہو اور انہین بزرگون کی
عبادتگاہون مین اور زیارتگاہون مین عبادت اختیار کرتے ہین تاکہ جلد ثمرہ نیک حاصل ہو
اور قبولیت جناب باری مین حاصل ہو جسکو یہ لوگ جاہل بدعت سیئہ کہتے ہین۔ اور باب حطہ
نام ایک دروازہ بیت المقدس کا بھی اُسکے دروازون مین سے ہے کہ واسطے استغفار گناہون کے
مسجد مین اُسی دروازہ سے جاتے ہین اور مشہور زبان مجاورون پر ہے کہ داخل ہونا اس دروازہ
کا موجب پاکی گناہونکا ہے اور اتبک زیارتگاہ ہے شاید حضرت سلیمان یا بعد اُنکے کسی نبی نے
بوحی یا کشف مشابہت بدروازۂ قریہ دیگر باب حطہ نام رکھا ہوگا کہ خاصیت مین مشابہ باب
قریہ تھا انتہی ما فی التفسیر العزیزی اور تفسیر صراط الذین انعمت علیہم مین لکھا ہے کہ برکت درکلام و
درانفاس و درافعال و درمکانات ایشان وہم درصحبتیان و اولاد و نسل ایشان و زیارت کنندگان
ایشان پے درپے ظاہر میگردد اور تفسیر سورۂ قدر مین ہے کہ از مضمون این سورہ معلوم میشود
کہ عبادات و طاعات را بسبب اوقات نیک و مکانات متبرک و حضور اجتماع صالحان در ایجاب
ثواب و ایراث برکات و انوار مرتبۂ عظیم حاصل میشود اور حدیث مین ہے عبدالرحمن ابی قراد سے
کہ نبی صلعم نے وضو کیا فجعل اصحابه یتمسحون بوضوئه فقال النبی صلعم ما یحملکم
علی هذا قالوا حب الله ورسوله اور ایسی ہی حدیث مین وارد ہے کہ تمام اہل مدینہ پانی برتن
آپکا ہاتھ ڈلوا کر لیجاتے تھے اپنے گھرون مین یہ حاصل کرنا برکت کا ہے صلحا سے اور بڑھانا محبت
اور عظمت اُنکا دلمین پس اسی جگہ سے ہے کہ لوگ نیک جمع ہو کر ذکر اللہ کرتے ہین اور قرآن شریف
پڑھتے ہین اور ختم کرتے ہین تا موجب زیادتی ثواب اور برکات کا ہو اور اسکو وہابیہ بدعت سیئہ

کہتے ہین اور تفسیر طور سینین مین شاہ عبدالعزیز صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت صفیہ رضہ زوجۂ مطہرہ واسطے
زیارت بیت المقدس کے تشریف لیگئین اور بعد فراغت نماز کے مسجد سے باہر نکل کر طور زیتا کے
پہاڑ پر چڑھین اور وہان بھی نماز پڑھی اور پہاڑ کے کنارے پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ اسی جگہ سے آدمی
قیامت کو متفرق ہونگے کچھ بہشت مین اور کچھ دوزخ مین اور یہی پہاڑ ہے کہ حضرت عیسی کو اسی
جگہ سے آسمان پر لیگئے - ایک نصرانیہ نے وہان کنیسہ اور قبہ مصعد عیسی بنایا تھا وہ اب منہدم
ہوگیا لیکن اب درخت خرنوب نبطی ہے کہ متصل اُسکے مسجد اور نیچے اُسکے غار ہے بہت لوگ زیارت
کو جاتے ہین وہان اور اُس درخت کو خرنوب العشرہ کہتے ہین پس جانا صحابیہ رضہ کا طور زیتا پر واسطے
زیارت کے کہ مکان مصعد عیسی تھا ثابت ہے - اور قرطبی اور ابن ہمام وغیرہ نے اکابر متقدمین سے
روایت کی کہ اطراف قبا مین پیغمبر خدا صلعم ایک پتھر پر بیٹھے تھے کہ ایک عورت بانجھ نے دعا چاہی
اور آنحضرت صلعم نے دعا فرمائی عقم اُسکا جاتا رہا اُسکے بعد یہ فیض خاصہ جاری ہوا ہے کہ جو عورت
بانجھ باطہارت باخلاص نیت اُس پتھر پر بیٹھکر درود پڑھے عقم جاتا رہتا ہے اور یہ معاملہ تجربہ کیا ہے
اور روایت ہے صحیح مسلم مین اسما بنت ابی بکر رضہ سے کہ جبہ طیالسیہ کسروانیہ حضرت عائشہ سے اُنکے
پاس آیا تھا وکان النبی صلعم یلبسہا ونحن نغسلہا للمرضی نستشفی بہا اس حدیث سے تبرک اخذ
شفا ساتھ دھونے جبہ رسول خدا صلعم کے بفعل صحابہ رضہ ثابت ہے غرض اسطرح بہت حدیثین اور
اقوال ہین اب ایک استفتا شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم کہ مسلم الثبوت وہابیہ ہند بھی ہین لکھا جاتا ہے -
چہ میفرمایند علماء دین در تعظیم تبرکات انبیاء و صلحا و تبرک بآثار ایشان شرعاً جائز است یا نہ مثلاً
پیغمبرے یا پیرے در جائے نماز گذارد یا اعتکاف نمودہ آنمکان را متبرک دانستن و عبادت را در آن
بہتر دانستن و محل قبولیت دعا و عبادت فہمیدن چہ حکم دارد و پارچہ و کفش و عصا و امثال آن
اشیاء مستعملہ بزرگان تبرک دانستن و باحتیاط داشتن و ہمچنین موئے و ناخن وغیرہ را چہ حکم - و
بقیۂ آب وضو و پس خوردہ و دم کردہ بزرگان را متبرک دانستن و از جائے بجائے بردن چہ حکم دارد
بینوا توجروا الجواب تبرک بآثار صالحین شعار دین است قدیماً و حدیثاً و از کتاب و سنت ثابت
انکار آن و کلام در آن غیر از الحاد و زندقہ چہ توان گفت در قرآن مجید وارد است یاتیکم التابوت
فیہ سکینۃ من ربکم وبقیۃ مما ترک آل موسی وآل ہارون تحملہ الملائکۃ در

تفاسیر معتبر مرویست کہ بود در آن صندوق پارہ ہائے الواح وعصائے موسیٰ وعمامہ ہارون وغیرہ و
بود بدست بنی اسرائیل ودر وقت قتال پیش میکردند آنرا وبسبب آن فتحیاب می شدند بر اعدا و
وقت جنگ فرشتگان بر می داشتند بالائے سرہائے بنی اسرائیل وبنی اسرائیل قتال میکردند
ہمین کہ از ان تابوت آواز می آمد نصرت می یافتند ہرگاہ بنی اسرائیل عصیان وفساد نمودند اللہ
تعالیٰ مسلط نمود بر ایشان عمالقہ را کہ آن تابوت از ایشان سلب کردند ہرگاہ بے ادبی کردند با تابوت
اللہ تعالیٰ بر آن کفار بلا مسلط نمود ہر کہ قریب آن بول وبراز میکرد بہ بواسیر مبتلا میگرد بدیس کفار دانستند
کہ این بلا بسبب بے ادبی تابوت است بر گاوان نہادہ خود روانہ ساختند فرشتگان بمنزل طالوت
رسانیدند ودر صحیح مسلم از ابن مالک مرویست کہ قال اصابنی فی بصری بعض الشئ فبعثت الی
رسول اللہ صلعم انی احب ان تاتینی وتصلی فی منزلی فاتخذہ مصلے قال فاتی النبی صلعم
ومن شاء اللہ من اصحابہ فدخل وھو یصلی فی منزلی واصحابہ یتحدثون بینھم الخ
ودر روایت دیگر مسلم آمد فقال تعال فخط لی مسجدا فجاء رسول اللہ صلعم الخ نووی در شرح مسلم
نوشتہ قولہ فخط لی مسجدا ای اعلم لی علی موضع لاتخذہ مسجدا ای موضعا اجعل صلوتی
فیہ متبرکا باثارک وفی ھذا الحدیث انواع من العلم تقدم کثیر منھا ففیہ التبرک
باثار الصالحین ودر صحیح بخاری در باب خضاب مرویست کہ بود نزد ام سلمہ رض موے مبارک آنحضرت
صلعم در جلجلہ از نقرہ ہرگاہ میرسید بصحابہ رنجے میرفتند نزد ام سلمہ رض وعرض میکردند پس می برآورد آنرا
وحرکت میداد در آب واستشفا میکردند صحابہ رض بآن وحدیث طلق ابن علی در بارہ تبرک کردہ بردن آب
بقیہ وضوے آنحضرت صلعم ببلاد خود در مشکوٰۃ از نسائی منقول است ملا علی قاری در شرح نوشتہ۔
وفیہ التبرک بفضلہ صلعم ونقلہ الی البلاد نظیر ماء زمزم فانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان
استھداہ من امیر مکۃ لیتبرک بہ اھل المدینۃ ویوخذ من ذلک ان فضلۃ وارثیہ
من العلماء والصلحاء کذلک وہمچنان شیخ عبد الحق در ترجمہ شرح ودیگر شراح نوشتہ۔ الغرض کتب حدیث
وسیر ازین امور پر اند شفائے قاضی عیاض وشروح آن وتصانیف سمہودی باید دید ودر جذب
القلوب ودیگر کتب شیخ عبد الحق ہم این مطلب بخوب وجہ ادا گردیدہ است نزد فقیر این امر قابل
استفتا واجازت نیست محبت با کسیکہ واجب التعظیم است بالطبع اقتضائے محبت تعظیم آثار ومنتسبات

او می کند و تہاون و عدم اعتنا بآن دلیل است بر عدم محبت با مبدء و منشاء آثار و کا و دیگر در تنقید روایات و اثبات اصلیت آثار می کنند خالی از سوء سیرت نیست اصل اہتمام این امور در علمیات است بیشتر در عملیات و در فضائل اعمال وغیرہ وسعت است الم یکفیک ان سمعت اگر شنیدہ باشند در امثال ہمین امور است بادنی نسبتے و اقل مشابہتے تعظیم بجا باید آورد کابس ابن ربیعہ ہرگاہ داخل شد بر معاویہ بن ابی سفیان معاویہ بلحاظ آن گونہ مشابہت صوری کہ بآنحضرت صلعم داشت از تخت خود بیتابانہ برائے تعظیم برخاستہ کابس را بر تخت نشاندہ خود دور باادب نشستہ بتوقیر تمام رخصت نمود و مداخل مرغاب را بکابس انگشت در مواہب لدنیہ وغیرہ مذکور است و شیخ عبد الحق در مدارج نقل نمودہ کہ یکے از اہل بیت کرام را کہ نام او یحیی ابن القاسم بن محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی کرم اللہ وجہہ کہ ملقب بود بشبیہ در موضع خاتم نبوت شامہ[ـه] بود بمقدار بیضۃ الحمام مشابہ خاتم النبوت چون در حمام می درآمد و می دیدندا و را مردم درود می فرستادند بر حضرت رسول صلعم و ازدحام می نمودند برو کہ بوسہ دہند پشت او را تبرکاً اور اسیطرح تمثال نعل مبارک کہ کاغذ یا کپڑے پر لکھتے ہین آور مدینہ شریفہ مین سنا ہے کہ بعض کلاہ پر بکار سوزن بنے ہوے ہوتے ہین قسطلانی نے ابو الیمان ابن عساکر سے اُسکی برکت اور منافع ذکر کئے کہ ابو جعفر ابن عبد المجید نے درد پر رکھا اور شفا ہوئی اور ابو القاسم ابن محمد کہتے ہین کہ مجرب ہے اِسکی برکات سے کہ یہ حرز ہے شیطان سے اور بغاوت باغیون سے اور امان غلبۂ اعدا سے اور اگر حاملہ اُسکو دائین ہاتھ مین رکھے وقت درد زہ کے تو آسانی ہوتی ہے اور ابو الیمان ابن عساکر نے مدح تمثال نعل مبارک مین قصیدہ لکھا ہے اور حافظ علامہ احمد مقری التلمسانی نے اِس باب مین ایک کتاب مسمی بفتح المتعال فی مدح النعال لکھی ہے مشتمل فاتحہ اور چار باب اور خاتمہ پر اور اُسکی سلسلہ اسناد اور اجازت مین نام بہت بزرگون کے لکھے ہین مثل امام ابوبکر وابن عربی و حافظ ابو الربیع و حافظ ابو عبد اللہ و خطیب الخطبا ابو عبد اللہ بن مرزوق تلمسانی او ابو اسحاق اور مانند انکی بہت لوگ ہین جسکو منظور ہو اُس کتاب مین سند اسکی دیکھے اور حال برکت کا دریافت کرے اور تفسیر عزیزی مین ہے کہ قاعدہ آنحضرت صلعم کا تھا کہ جب نماز صبح سے فارغ ہوتے تو غلام اور لونڈیان اہل مدینہ کی ہر ایک برتن پانی سے بھرا ہوا لاتا آپ اُسمین ہاتھ

ـه شامہ نشان سیاہ در بدن ۱۲ منتخب

مبارک اپنا ڈالیں تو وہ پانی متبرک ہو جاوے اور تمام دن اُس پانی کو کھانے پینے اور وضو میں صرف
کرتے تھے فقط اور اسیطرح ایک مسئلہ باطل انکے سے یہ ہے کہ اگر اوپر جانور زندہ کے کہا جاوے کہ یہ
واسطے پیغمبر کے ہے حرام اور نجس ہو جاتا ہے اگرچہ ذبح کیا جاوے بنامِ خدا تو بھی یہ ذبیحہ حرام ہے اور
ذابح مرتد اگرچہ غیر مقرر کرنیوالا ہو پس جہاں کسی مخلوق کے نام پر جانور مشہور کیا کوئی جانور حلال ہو
جیسے گائے سید احمد کبیر کی یا اونٹ یا مرغی فلان شہید کی یا نبی کی یا باپ دادا کی یا جن کی یا پری
کی کوئی ہو وہ سب بسبب مشہور ہونے نام غیر خدا حرام اور ناپاک ہے اور دلیل اسکی یہ آیت ہے
وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ یعنی جو چیز کہ مشہور کی گئی ساتھ غیر خدا کے وہ حرام ہے اور یہ فہم انکا
مخالف جمہور مفسرین اور علمائے سلف کے ہے تفسیر بغوی میں ہے کہ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ای ما ذبح
للاصنام والطواغیت واصل الاہلال رفع الصوت وکانوا اذا ذبحوا لآلہتہم یرفعون
اصواتہم بذکرہا فجری ذلک من امرہم حتی قیل لکل ذابح وان لم یجہر بالتسمیۃ
مہل قال الربیع ابن انس وغیرہ ما اہل بہ لغیر اللہ ما ذکر علیہ اسم غیر اللہ اور تفسیر نیشاپوری
میں ہے وما اہل بہ لغیر اللہ فمعناہ رفع بہ الصوت للصنم وذلک قول اہل الجاہلیۃ
باسم اللات والعزّی واہل المعتمر اذا رفع صوتہ بالتلبیۃ اور بعد اسکے لکھا ہے ویستثنی مما
اُہل بہ لغیر اللہ ذبائح اہل الکتاب اذا سمی علیہا باسم المسیح مثلاً لاطلاق قولہ تعالی
وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ ولان النصرانی اذا سمی اللہ تعالی فانما یرید بہ
المسیح وہو مذہب عطاء ومکحول والحسن والشعبی وسعید بن المسیب وقال مالک و
الشافعی وابو حنیفۃ واصحابہ اذا ذبحوا علی اسم المسیح فقد اہلوا بہ لغیر اللہ فوجب ان
یحرم واذا ذبحوا علی اسم اللہ فظاہر اللفظ یقتضی الحل ولا عبرۃ لغیر اللفظ وعن علی علیہ
السلام اذا سمعتم الیہود والنصاری یہلون لغیر اللہ فلا تاکلوا واذا لم تسمعوہم فکلوا
فان اللہ تعالی قد احل ذبائحہم وہو اعلم بما یقولون انتہی اور تفسیر جلالین میں ہے وما اہل
بہ لغیر اللہ ای ما ذبح علی اسم غیر اللہ والاہلال رفع الصوت وکانوا یرفعونہ عند الذبح
لآلہتہم فقط اور در منثور میں مذکور ہے کہ اخرج ابن المنذر عن ابن عباس فی قولہ ما اہل ما
ذبح واخرج ابن ابی حاتم عن مجاہد وما اہل بہ لغیر اللہ قال ما ذبح لغیر اللہ واخرج ابن

ابی حاتم عن ابی العالیة وما اهل به لغیر اللہ یقول ما ذکر علیہ اسم غیر اللہ اور تفسیر احمدی
مین لکھا ہے اهل به لغیر اللہ معناہ ذبح لاسم غیر اللہ تعالیٰ مثل اللات والعزی واسماء الانبیاء
وغیر ذلك بان افرد باسم غیر اللہ وذکر مع اسم اللہ عطفا اور بعد اسکے عبارت ہدایہ ذکر کرکے
لکھا ومن ههنا علم ان البقرة المنذورة للاولیاء کما هو الرسم فی زماننا حلال طیب لانه
لم یذکر اسم غیر اللہ وقت الذبح وان کانوا ینذرونها لهم اور تفسیر بیضاوی مین ہے کہ ما اهل
به لغیر اللہ ای ما رفع الصوت عند ذبحه للصنم الخ اور تفسیر حقانی مین ہے فانه ان ذکر
معه اسم اللہ فقد عارض فیه المطهر المنجس مع نجاسته بالموت وان لم یذکر فقد ذبح
فی تنجیسه اور شاہ ولی اللہ صاحب نے ترجمہ فارسی مین لکھا ہے آنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح وی بغیر خدا
پس ان سب تفسیرون سے ظاہر ہے کہ مراد اہلال سے رفع الصوت عند الذبح ہے اور نووی نے
شرح مسلم مین لکھا ہے اما الذبح لغیر اللہ فالمراد به ان یذبح باسم غیر اللہ تعالیٰ کمن ذبح
للصنم او للصلیب او لموسیٰ او لعیسی او لکعبة او نحو ذلك فکل ذلك حرام ولا تحل هذه الذبیحة
سواء کان الذابح مسلما او نصرانیا او یهودیا نص علیه الشافعی فان قصد مع ذلك تعظیم
المذبوح له غیر اللہ تعالیٰ والعبادة کان ذلك کفرا فان کان الذابح قبل ذلك مسلما صار
مرتدا وذکر الشیخ ابراهیم المروزی من اصحابنا ان ما ذبح عند استقبال السلطان تقربا
الیه وفتی اهل بخارا بتحریمه لانه مما اهل به لغیر اللہ قال الرافعی هذا انما ذبحوه استبشارا
لقدومه فهو کذبح العقیقة لولادة المولود ومثل هذا لا یوجب التحریم انتهی اب یہ جو قول ابراہیم مروزی
کا بحوالہ اہل بخارا نووی نے ذکر کیا ہے اور پھر اُسکو قول رافعی سے رد کیا کہ ذبح قدوم سلطان مثل
ذبح عقیقہ ہے واسطے خوشی کے نہ تقربًا اور عبادةً ہے کہ حرام ہو اسکو وہابیہ قول نووی کرکے لکھتے ہین
اور آگے اُسکو جو قول رافعی سے رد کیا ہے وہ نہین لکھتے اور نہ جو کچھ پہلے امام نووی نے اپنی تحقیق
لکھی ہے وہ لکھتے ہین کہ ذبح باسم غیر خدا مراد ہے اور اسطرح کی فریب اور حیل کی باتین مثل روافض
اکثر ان وہابیون کے کلام مین ہین کہ عبارت بیچ مین سے مخالف ما قبل اور ما بعد کے جو کسی عالم نے
بطور شبہ کے بیان کرکے رد کیا ہے اُسکو سند اپنے ذکر عبارت ما قبل اور ما بعد کے ذکر کرتے ہین اور
نہین غور کرتے کہ جب کوئی اصل کتاب کو دیکھیگا تو کیا فضیحت ہوگی فقط بنظر سخن پروری کسیکا قول

کسیکی طرف نسبت کرتے ہین اور قول مردود کو سنداً لکھتے ہین چنانچہ مولوی فضل رسول صاحب نے اُنۃ
المسائل کے جواب مین اس قسم کے دھوکے بہت پکڑے ہین جسکو معلوم کرنا ہو اُسمین دیکھے اور بعض
لوگ سند پکڑتے ہین حدیث نہی[۱] عن ذبائح الجن کو اور کہتے ہین کہ غیر اللہ سب مثل جن کے ہین اور حوالہ
کرتے ہین اشباہ ونظائر پر عبارت اُسکی یہ ہے ومنہا ان ذبیحتہ لا تحل قال فی الملتقط وعن
رسول اللہ صلعم انہ نہی عن ذبائح الجن پس تحریر اشباہ ونظائر سے صاف ظاہر ہے کہ مراد ذبائح
جن سے وہ جانور ہے کہ جسکو جن نے ذبح کیا ہو اور بعض لوگ سند پکڑتے ہین حدیث[۲] لا تذکرونی عند
تسمیۃ الطعام وعند الذبح وعند العطاس سو یہ حدیث صحیح نہین ہے منہیہ حصن حصین مین
لکھا ہے اما الحدیث الذی روی مرفوعاً لا تذکرونی عند تسمیۃ الطعام وعند الذبح وعند
العطاس فلا تصح فانہ من حدیث سلیمان بن عیسی السجزی وھو متہم بوضع الحدیث و
فیہ ایضاً عبد الرحیم العمی وھو ایضاً ضعیف اور قطع نظر اسکی حدیث ذبائح الجن اور حدیث
لا تذکرونی اور قول نووی جو سند مین بیان کرتے ہین کچھ مفید دعوی مدعیان نہین اسلئے کہ دعوی
یہ ہے کہ جانور تشہیر سے بنام غیر خدا تعالی حرام ہوجاتا ہے ذبح سے کچھ بحث نہین باسم اللہ ہو یا
غیر اسم اللہ اور ان سندون مین سب مین ذکر ذبح ہے اور حسب اہلال کے معنی آیت مین مدعی فقط
تشہیر کہتا ہے نہ رفع الصوت عند الذبح پس اسکا ثبوت کہ اہلال سے تشہیر مراد ہے کسی حدیث اور
تفسیر سے نہین جو حدیث یا قول کسی مفسر وغیرہ کا بیان کرتے ہین اُسمین ذکر ذبح ہوتا ہے اور اُلٹا
مخالف دعوے کے پڑتا ہے اب تحقیق یہ ہے کہ مشہور کرنے سے کوئی جانور بنام غیر خدا اگرچہ بت
ہو حرام نہین ہوتا ہے جیسے بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ کہ مشرکین عرب بتون کے نام مقرر کرتے تھے
شرع مین اسکی تحریم پر انکار واقع ہوا ہے اور نووی نے بیچ شرح اس حدیث مسلم کے کل مال نحلتہ
عبد لکھا ہے المراد انکار ما حرموا علی انفسہم من السائبۃ والوصیلۃ والبحیرۃ والحام وانھا
لم تصر حراماً بتحریمہم وکل مال ملکہ العبد فھو حلال اور ایسے ہی بیچار کہ ہنود بنام بتان مطلق العنان
کرتے ہین اور اُسکو کسیکی ملک نہین کہتے فقہا نے لکھا ہے کہ اگر کوئی اُسکو پوشیدہ پکڑکے ذبح بنام خدا
کرے تو کھانا جائز ہے اکثرون نے اس دلیل سے کہ مالک نے اُسے اپنی ملک سے اور حراست سے خارج
کردیا ہے اب وہ حکم جانور صحرائی مین ہے اور نہ ذبح کرنے مین اُسکے باقی چھوڑنا علامات شرک کا ہے

[۱] منع کیا ذبائح جن سے ۱۲

[۲] نہ ذکر کرو میرا وقت بسم اللہ کہنے کھانے کے اور ذبح کے وقت اور چھینک لینے کے وقت ۱۲

اور ذبح کرنے مین مثانا ہے علاقہ شرک کا اور خصومت مشرکین وقت اطلاع کے نہ قسم دعوی سے ہے
بلکہ قسم عداوت مذہبی سے ہے اور استعلاء دین جائز - اور بعض کہتے ہین کہ قیمت مالک کو دینی چاہئے
کہ مغصوب کے حکم مین ہے چنانچہ فوائد برہانی مین سب تفصیل مذکور ہے اور کتب فقہ اس سے بھری
ہوئی ہین کہ جو جانور واسطے بتون کے مقرر کیا گیا ہے اگر مسلمان ذبح کرے کھانا جائز ہے چنانچہ فتاوا
عالمگیری مین ہے مسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارہم او الکافر لآلہتھم توکل لانہ
سمی اللہ تعالی اور بیچ فوائد برہانی کے ہے کہ اگر مجوسی گاؤ مسلمان کو دے کہ بنام نار کہ معبود انکا ہے
ذبح کرے اور مسلمان نے بنام خدا ذبح کی گوشت اسکا حلال ہے کذا فی کتب الفقہ اور اجماع سلف
ہوا ہے کہ فقط اہلال لغیر اللہ وقت ذبح موجب حرمت ہے اور نہین اسلیئے کہ زیلعی نے شرح کنز مین
لکھا ہے لا یقال ان الآیۃ مجملۃ لا یدری ہل ارید بہا حالۃ الذبح او الجرح او حالۃ الاکل
لانا نقول اجمع السلف علی ان المراد بہا حالۃ الذبح فیکون مفسرۃ فتم الاحتجاج بہا پس
حرام نہین ہوتا جانور فقط مشہور ہونے سے کسیکے نام کا جیسے بکرا فلان بزرگ کا یا اونٹ فلان پیغمبر کا
یا مرغی فلان شیخ کی اور مثل اسکے جبتک کہ نہ ذبح کیا جاوے ساتھ نام غیر خدا کیا ساتھ نام خدا و غیر خدا
دونون کے جب مذکور ہوا نام غیر کا بوجہ عطف اور شرکت کے اور اگر ذکر کیا معطوف بغیر وجہ شرکت
کے اور کہا بسم اللہ و صلی اللہ علی محمد تو اسمین تفصیل ہے عینی نے حاشیہ ہدایہ مین لکھا ہے کہ حلال
ہے والاولی ان یقال اور مبسوط شیخ الاسلام مین ہے ولو قال بسم اللہ واللہ اکبر وصلی اللہ
علی محمد ان اراد بذکر محمد الاشتراک فی التسمیۃ لا یحل اکلہ وان اراد التبرک بدون
الاشتراک یحل اور اسیطرح برجندی اور ہدایہ مین ہے وفی الروضۃ ان قال بسم اللہ ومحمد
الرسول اللہ بالرفع کانت اضحیۃ وقال الامام محمد بن الفضل اذا قال بسم اللہ وباسم
محمد ان اراد بذکر النبی صلعم تعظیمہ جاز ولا باس بہ وان اراد الشرکۃ مع اللہ لا تحل
الذبیحۃ اور بستان ابو اللیث مین ہے وبہذا ناخذ اذا کان النثر فی العرس او فی ولیمۃ
او فی رجل نحر جزورا واباح النہبۃ للناس او قدم رجل فی سفرہ فنثر علیہ فلا باس بان
ینہب لان النثر علیہم بمنزلۃ الرشوۃ الا تری ان ہدیۃ الامراء مکروہ وقد جاء عن
النبی صلعم انہ قال ہدایا الامراء غلول فلذلک النثر علیہم وکذلک اذا ذبح البقر لاجل

الاسماء فانه یکفر ۲ البحر ملخصا وفی المحیط اذا اتخذت خوانات کفر ای اذا لم یسم الله تعالی فی ذبحها او شارك القادر فی التسمیة واما بدون ذلك فلا یظهر وجه الکفر فی هذه القضیة یہ عبارت ملا علی قاری کی شرح اکبر سے ہے پس تمامی کتب فقہ اور تفاسیر مین یہی لکھا ہے کہ وقت ذبح کے نام غیر خدا سے ذبیحہ حرام ہوتا ہے نہ پہلے کسیکے نام کا مشہور ہونے سے اور اہلال کے معنی رفع الصوت عند الذبح مراد ہین اور اگر پہلے پیچھے مشتہر کرنا بنام غیر خدا حرام ہوتا تو فقہا بیچارے ہنود اور بحیرہ وغیرہ جانور کو کہ واسطے آتشکدہ کے آتش پرست مقرر کرتے ہین ذبح کرنے مسلمان سے بنام خدا کیونکر حلال لکھتے یہ مغالطہ اور غلط فہمی انکی ہے کہ علمائے سلف کے کلام کو نہین دیکھتے اپنی عقل سے برخلاف مجتہدین نئے معنی نکالتے ہین مثل روافض اور مرجئہ کے اور گمراہ کرتے ہین لوگون کو اور جو کچھ شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر مین لکھا ہے کہ اہلال کے معنی تشہیر ہین اور اس سے استدلال کیا کہ نذر اور بھوگ کے طور پر جو جانور غیر خدا کے واسطے ذبح کیا جاوے وہ حرام ہے اسمین باہم اس زمانہ مین بھی بہت گفتگو رہی ہے مولوی عبد الحکیم پنجابی ثم الکھنوی نے اسپر تردید کی اور مولوی رفیع الدین صاحب اور مولوی عبد الحی اور خود شاہ صاحب نے بھی اسکا جواب لکھا اور کئی استفتا رد و بدل ہوے اول مدار حلت و حرمت تشہیر پر تھا پھر مدار حلت و حرمت نذابح نیت پر ہوا پھر اسمین بھی قیل و قال رہا کہ ذبیحہ نصرانی باسم اللہ حلال ہے اور اسکے نزدیک اللہ مسیح ہے بدلیل قولہ تعالی ان اللہ ہو المسیح ابن مریم پس مدار نیت پر کیونکر رہا پھر تقرب الی اللہ اور نذر کے معنی قرار دیکر حرام کیا غرض عہد شاہ صاحب مین انکے معصر علمانے اسمین گفتگو کی اور شاہ صاحب نے بھی اپنی تقریر کو تغیر اور تبدیل کیا اور بہت عرصہ تک تحریرات باہم گفتگو رہی اور یہ کمال انصاف شاہ صاحب سے تھا کہ اصرار نکیا اور اس سے کچھ انکی فضیلت اور بزرگی مین قدح نہین ہو سکتا کہ خطا تمام علمائے سلف سے ہوتی آئی ہے چنانچہ کچھ حال اس گفتگو اور رد و بدل باہمی عبد الحکیم اور شاہ صاحب کا بوارق مین مولوی فضل رسول صاحب نے بھی لکھا ہے اور بعض فتوے بھی شاہ صاحب کے نقل کئے ہین جسکو منظور ہو اسمین دیکھے اور اسوقت مین جو رسائل مولوی رفیع الدین صاحب اور مولوی اسماعیل صاحب اور جو تحریرات مولوی مبین اور مولوی عبد الحکیم و دیگر علما کے اور فتوے شاہ صاحب کے لکھے گئے ہین انکو مطالعہ کرے جو ذکر نذر کا اسجگہ آگیا اور مسئلہ اسی ذیل کا ہے لہذا

۲ یعنی بحر الرائق شرح کنز الدقائق

اسکا بھی حال لکھا جاتا ہے کہ نذر اللہ کی ماننی کچھ عبادت نہین ہے اگر اصل نذر عبادت ہوتی تو جناب
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم منع نفرماتے بلکہ ممنوع ہے جیسے حدیث صحیحین مین ہے لا تنذروا
فان النذر لا تغني عن القدر شيئا وانما يستخرج به من البخيل اور ادنی درجہ نہی کا تنزیہی
ہے اور قسم اور نذر کے ایک معنی اور ایک حکم ہے شرع مین چنانچہ شیخ ابن ہمام نے لکھا ہے کہ
لا شك ان اليمين في معنى النذر اور روایت ابن عباس سے ہے من نذر نذرا لم يسمه
فكفارته كفارة يمين پس کتب فقہ مین ہے کہ جیسے قسم منعقد ہوتی ہے واللہ باللہ یا دیگر اسمائے صفات
سے مثل رحمان اور رحیم کے یا تعلیق سے جیسے ان خرجت الدار فانت طالق اسیطرح منعقد
ہوتی ہے اس کہنے سے کہ اوپر میرے نذر ہے یا نذر کی مینے اور اگر نذر معلق کی ساتھ کسی شرط
کے مثلاً کہا کہ اگر زید آوے تو مجھ پر روزہ ہے اور وہ کام ہو گیا تو واجب ہے ایفا اسکا مثل قسم
معلق کے بدلیل وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ پس اگر ہے وہ قسم اور نذر کسی معصیت پر جیسے ترک کلام
ساتھ والدین کے یا ترک نماز کے تو واجب ہے مخالفت اُس نذر اور قسم کی اور دینا کفارہ قسم کا
اور اسیطرح اگر وہ قسم یا نذر غیر مقدور پر ہے جیسے چڑھنا آسمان پر تو بسبب عدم قدرت کے ایفا
پر کفارہ قسم دے اور کفارہ نذر اور قسم ایک ہے اسلئے کہ نذر بھی ایک قسم ہے شرع مین جیسا
کتب فقہ مین لکھا ہے - اب اگر نذر جس کام پر کی ہے وہ قسم عبادات یا مباحات شرع سے
ہے جیسے روزہ یا عمرہ یا ہدی یا قربانی یا نماز نفل یا مسکینون کو کھلانا یا دیگر امور مباحہ سے تو
واجب ہے ایفائے نذر کا جسطرح سے نذر مانی ہے معین بخصوصیات مکانی و زمانی وغیرہ شلاً
نذر کیا روزہ کسی خاص دن مین یا اعتکاف کسی خاص مسجد مکہ یا مدینہ وغیرہ مین یا اطعام کسی خاص
قسم کا روٹی یا شیرینی سے واسطے مساکین کے کسی خاص دن مین پس اس نذر معین کو اسیطرح
ادا کرے جیسا کہ ہدایہ و وقایہ وغیرہ کتب فقہ مین درباب نذر معین لکھا ہے اور صحیح ابوداود
مین ہے کہ نذر کی ایک شخص نے قربانی اونٹ کی بوانہ مین اور پوچھا آنحضرت صلعم سے پس بعد
دریافت اس امر کے کہ وہان نہ کوئی بت تھا جاہلیت مین نہ کوئی عید کفار کی حکم فرمایا اُوفِ
بِنَذْرِكَ - اور اسیطرح ایک عورت نے کہا کہ یا رسول اللہ نذرت ان اضرب على راسك
الدف قال اوفي بنذرك اور نذر کی ایک عورت نے اسیطرح اور پوچھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ

وسلم سے کہ نذر کی ہے مینے کہ ذبح کرون مین فلان جگہ جہان جاہلیت مین ذبح کرتے تھے تو پوچھا کہ
کوئی بت یا عید مشرکین کی اُس جگہ ہے کہا کہ نہین حکم فرمایا اوفی بنذرک رواہ ابوداود پس نذر جسطرح
مانے اُسی خصوصیات سے اداکرنی واجب ہین جیسا کتب فقہ مین لکھا ہے اوراحادیث صحیح سے
ثابت ہے پس خصوصیات زمانی اور مکانی بدعت کیونکر رہے یہ محض افترا ہے وہابیہ کا اور اگر
وہ نذر غیر معین ہے مثلاً نذر کیا روزہ اور کوئی دن مقرر نہ کیا یا نذر کیا کھلانا مساکین کا اور کوئی کھانا
یا دن مقرر نہ کیا تو جب چاہے روزہ رکھے اور جو کھانا چاہے جسوقت چاہے کھلا دے نذر ادا ورنہ قسم
ادا ہوجائیگی کفارہ دینا لازم آویگا - اور نذر اصطلاح شرع مین واجب کرلینا ایک کام غیر واجب
کا ہے عبادات یا مباحات سے اپنے اوپر واسطے حاصل کرنے قرب خدا کے عبادۃً اور جو تقرب
اسطرح سے بغیر خدا حرام ہے اسی سبب سے نذر بغیر خدا حرام ہے آور جو نذر انبیا اور اولیا کو حرام کہتے
ہین انہین معنون کر کہتے ہین کہ جو واسطے تقرب اور عبادت اولیا کے کیجاوے اور یہ غلط فہمی
لوگون کی ہے اسلئے کہ صاحب تفسیر احمدی نے حاشیہ لکھا ہے تفسیر آیہ وما اُھِلّ بہ لغیر اللہ مین
اُسمین لکھا ہے قد تقرر ان النذر لغیر اللہ حرام و نذر الاولیاء مأول بان النذر للہ وثوابہ
لھم یعنی نذر اولیا کے یہ معنی ہین کہ یہ نذر واسطے خدا کے ہے اور ثواب اُسکا واسطے اولیا کے اور
جب مقصود ثواب نذر کا واسطے اُنکے تھا لہذا مجازاً نسبت نذر کی اُنکی طرف واقع ہے جیسے کہ روزہ قضا
کا یا رمضان کا بولتے ہین اور روزہ خدا کا ہوتا ہے مگر مجازاً بعلاقہ ظرفیت رمضان کا کہتے ہین اور علاقہ ایہا
مجاز بہت ہین جیسے کہ کتب اس فن مین مذکور ہین آور رسالہ نذور مزارات مولوی رفیع الدین صاحب
مین ہے کہ لفظ نذر مشترک ست در نذر شرعی و نذر عرفی - نذر شرعی ایجاب غیر واجب تقرباً الی اللہ
است و عرفی آنچہ پیش بزرگان می برند نذر و نیاز میگویند - آور اُسی رسالہ مین ہے کہ نذر اولیا بر سہ
وجہ مباح است یکی آنکہ بگوید کہ آلہی اگر آن مراد من حاصل شود نذر تو بخدام مزار آن صالح رسانم
دوم اینکہ بگوید یا حضرت در جناب آلہی برائے این مشکل دعا کنید کہ این مراد حاصل شود از طرف
شما در جناب آلہی بنقدر طعام یا نقد رسانم تا ثواب عاید شما شود - سیوم آنکہ آن بزرگ را وسیلہ و شفیع
در جناب آلہی سازد گویا می گوید کہ آلہی ببرکت روح فلان بزرگ و بحق عنایات و مہربانی خود برا و
اگر مشکل من آسان کنی بنقدر مال برائے تو دہم و ثواب آن نخواہ روح آن بزرگ سازم تا از بر

واحسان بآن بزرگ خوشنودی فقط پس جو مراد صاحب تفسیر احمدی کے اول کہنے سے ہے وہی
مولوی رفیع الدین صاحب کی تحریر سے پائی جاتی ہے اور اسی مضمون نذر کو ہندی مین منت کہتے
ہین اسلئے کہ معنی نذر لغت مین عہد وپیمان کے ہین جیسے صراح وغیرہ مین لکھا ہے پس نذر اولیاء اللہ
کے یہ معنی ہین کہ عہد کیا ساتھ اولیاء اللہ کے اسقدر ایصال ثواب کا اور اس عہد کو ہندی مین منت
کہتے ہین کہ فلان بزرگ کی منت مانی یعنی عہد کیا کہ اسقدر طعام وغیرہ کا ثواب انکی روح کو پہنچاوینگے
نہ کہ مراد نذر اور منت اولیا سے عبادت اولیا ہے یہ کج فہمی اور دھوکہ دہی وہابیون کی ہے عوام الناس
کو کہ عظمت اور محبت خدا اور دوستان خدا کی دلون مین سے کم کرکے جڑ ایمان کی منقطع کرتے
ہین عیاذاً باللہ من ذلک اور ایک استفتا کے جواب مین مولوی اسمٰعیل صاحب نے لکھا ہے کہ نذر
اولیا دو طریق است حسن وقبیح اگر طریق حسن در دل باشد واز زبان لفظ نذر کند خللے در آن ہست
یا نہ نظر بآنکہ این لفظ در شرع مستعمل برائے معنی است کہ مختص بخدا است باید کہ شائبہ از ممنوعات
شرعیہ در آن باشد واد نائے او ترک اولی است اما حرام نتوان گفت قصہ مسلمانان کہ بجائے اسلمنا
صبانا گفتند شاہد آنست چون معذور شدند پس از الفاظ مشترکہ بسبب استعمال عرف این دیار اشتراک
پیدا شود باکے نیست فقط پس اس تقریر اساتذہ سے صاف ظاہر ہے کہ نذر کے معنی عرف مین مصطلح
شرعی نہین بلکہ ہر شخص جو کچھ کسی بزرگ یا بالاتر کو اپنے سے دیتا ہے اور پیش کرتا ہے اُسکو نذر کہتا
ہے جیسے رعایا جو کچھ حاکم کو یا ملازم کسی نواب یا راجہ کو جو کچھ دیتے ہین اُسکو نذر کہتے ہین اور اکثر رئیس
مسلمان نواب وغیرہ درویشون اور علماؤن کو جو کچھ دیتے ہین کہتے ہین کہ فلان مولوی صاحب
کے نذر کیا کوئی حرام نہین کہتا اور اسیطرح راجون اور انگریزون کو نذر کرنا بولتے ہین کوئی حرام نہین
کہتا اسی لئے کہ پیش کرنیکے عرفی معنی ہین نہ شرعی پس انبیا اور اولیا کو جو ثواب پہونچایا جاتا ہے
اُسکو بھی نذر اور نیاز اولیا کی اسی پیش کرنیکے معنون مین کہتے ہین یا عہد کرنیکے معنون مین جسکو
منت کہتے ہین یعنی اگر حق تعالی فلان حاجت برلاوے تو ہم عہد کرتے ہین کہ فلان ولی اللہ یا
نبی اللہ کی ارواح کو اسقدر ثواب پہونچائینگے اور یہ اسلئے ہے کہ ہدیہ اور تحفہ اور خدمتگذاری انبیا
اور اولیا کی موجب محبت خدا اور رضائے خدا ہے اور اموات سے یہ امر بجز ایصال ثواب عبادت کے
اور طرح ممکن نہین پس تعظیم اور محبت انکی عین محبت الٰہی ہے اور قطع محبت انسے انقطاع محبت خدا

ہے کہ دلیل ضعف ایمان ہے عیاذاً باللہ من ذلک پس نذر اولیاء اللہ کا بھی یہی حکم ہے جو نذر امرا کا پیش کرتے معنون مین کچھ اس قول اور فعل مین حرمت نہین ہے بلکہ جب ایصال نفع ہر شخص کو واسطے خدا کے موجب ثواب ہے پس ایصال ثواب بروح انبیا و صلحا موجب زیادتی ثواب کا ہے اور اگر براہ محبت ایصال ثواب بروح صلحائے مومنین کرتا ہے تو امید ہے کہ حشر اُسکا انہین صلحا کے ساتھ ہو اسلئے کہ المرء مع من احب حدیث صحیح شاہد ہے مگر جو کہ شیطان دشمن انسان ہے اس مغالطہ اور اشتباہ مین ڈالکر بعض لوگون کو اس دولت سے محروم رکھا یہان سمجھانا چاہیئے تھا کہ نذر تقرباً سوائے خدا کے کسی بزرگ کی نہ کرے کہ حرام ہے بلکہ نذر صلحا سے ایصال ثواب عمل صالح منذور کا مراد رکھنا اور سمجھنا چاہیئے نہ یہ کہ اس عمل خیر سے بمغالطہ لوگون کو باز رکھنا اور محبت انبیا اور صلحا کا اُنکے دل سے کھونا اور جو تدبیر حشر مع الصالحین تھی اُس سے روکنا اور خیرات اور صدقات طعام سے منع کرنا یہ کام علما کا نہین مثلاً ایک شخص روزہ مین غیبت کرتا ہے یا اشعار تشبیب پڑھتا ہے تو ایسی جگہ یہ سمجھانا چاہیئے کہ فحش اور غیبت بدتر اور روزہ مین زیادہ بدتر کہ روزہ بھی خراب ہوتا ہے غیبت اور فحش سے باز رہنا چاہیئے نہ کہ بسبب اسکے روزہ کو بھی منع کرے اور کہے کہ جب تو غیبت کرتا ہے تو روزہ رکھنا موقوف کر یہ کام اہل عقل اور اہل علم کا نہین ہے اب رہا یہ مسئلہ کہ گائے سید احمد کبیر رضی اللہ عنہ کی اور بکرا شیخ سدو کا جو نذر کرتے ہین شرع کا اسمین کیا حکم ہے آیا حرام ہے یا حلال وہابی ۔ اسکو مطلق حرام کہتے ہین اسوجہ سے کہ ما اُہل بہ لغیر اللہ مین داخل ہے اور یہ بات بالکل غلط ہے اسلئے کہ جو جانور کہ بنام بتون کے اور آتشکدون کے مشہور ہوتے ہین مانند بچار ہندؤن کے یا مثل اسکے جب بنام خدا ذبح کئے جاوین حلال ہے کھانا اُنکا جیسا کتب فقہ مین لکھا ہے پس مشہور ہونا غیر خدا کے نام سے وجہ حرمت نہین ہوتی ہے یہ غلط فہمی انکی ہے۔

مگر ذبح بنام خدا دو طرح پر ہے ایک مثل اضحیہ قربانی اور ہدی کعبہ ہے کہ اراقہ دم خاص واسطے عظمت اور تقرب خدا کے عبادتاً ہوتا ہے گوشت وغیرہ اس ذبح سے مقصود نہین ہوتا بجز رضائے الٰہی کے یہ ذبح عبادت ہے اور ثواب اسپر موعود اور اسطرح واسطے عظمت اور تقرب کے غیر خدا کے واسطے ذبح کرنا شرک ہے اور ذابح مرتد ہوتا ہے اگر مسلمان ہو اور دوسرا ذبح مباح ہے وہ ذبح کرنا بنام خدا ہے واسطے حصول نفع کے ساتھ گوشت وغیرہ اُسکے اور یہ ذبح واسطے غیر خدا کے بھی مباح اور

درست ہے جب بنام خدا ذبح کیا جاوے جیسے قصاب مراد بیچنے کے واسطے لوگون کے ذبح کرتے ہین
یا اور لوگ اپنے کھانے کے واسطے یا مہمان کے واسطے ذبح جانور کرتے ہین یا اور شادی وغیرہ مین
واسطے کھلانے مساکین یا مہمانون کے ذبح کرتے ہین یہ شرک نہین اسلئے کہ مقصود اس ذبح سے
گوشت وغیرہ ہے واسطے اپنے یا مہمان یا مساکین وغیرہ کے اور اراقۂ دم واسطے عبادت اور قرب
غیر خدا کے مقصود نہین ہے ہان اگر کسی غیر کے واسطے اراقۂ دم بطور عبادت و قرب مقصود ہو تو وہ
ذبح حرام ہے اور ذابح مشرک و مرتد جیسا کتب فقہ او تفسیر نیشاپوری مین مرقوم ہے لو ان مسلما
ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحھا التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا وذبیحتہ ذبیحۃ مرتد
اسلئے کہ اراقۂ دم یعنی ذبح عباداتا و تقربا خاص ہے واسطے خدا کے پس جب اسطرحپر واسطے غیر خدا کے
ذبح کیا تو گویا عبادت غیر خدا بجا لایا پس لامحالہ مشرک اور مرتد ہوا اگر مسلم تھا اور اسی جگہ سے گائے
سید احمد کبیر قدس سرہ اور بکرا شیخ سدھو وغیرہ کو حرام کہتے ہین جب ذبح کیا جاوے واسطے حاصل کرنے
قرب وعظمت سید احمد کبیر رض اور شیخ سدھو کے یعنی اراقہ دم واسطے تعظیم اور تقرب انکی مدنظر ہو گوشت
وغیرہ مقصود نہو اور ایسے ہی بکرا توپ کا ہے جسوقت اسکے ذبح سے تعظیم اُس جن کی منظور ہو جو
مانع روانی توپ ہے غرض جو جانور کہ واسطے تعظیم اور تقرب ساتھ غیر خدا کے ذبح کیا جاوے حرام ہے اور ذابح
مشرک اور مرتد اور اگر نذر کی خدا کی اور ذبح کیا گائے یا بکرہ کو خالص واسطے خدا کے بنام خدا اور اُسکا
ثواب پہونچایا سید احمد صاحب کبیر رض کو یا شیخ سدھو کو تو یہ حلال اور درست ہے باتفاق سب علما کے
اسلئے کہ ثواب اس عمل قربانی کا خدا کی طرف سے اُسکو ملا ہے اسکو اختیار ہے جسکو چاہے دے جیسے کہ
حدیث صحیح مین قربانی وضحیہ مردہ کی طرف سے کرنا آیا ہے تو معنی اُسکے یہی ہین کہ جو ثواب اس ذبح
کا کہ واسطے خدا کے کیا ہے مردے کو بخشا جاوے نہ یہ کہ ذبح واسطے تعظیم مردے کے کیا جاوے اسلئے
جب مردہ قابل انتفاع بعین مال و متاع دنیاوی نہین رہا تو شرع مین طریقہ نفع پہونچانیکا اُسکو یہ
مقرر ہوا کہ ثواب اموال جو مستحقون کو پہونچتا ہے اُسکی طرف عائد کیا جاوے۔ اب اگر جانور زندہ
نذر کیا اور وہ نذر گوشت پر ہے یعنی یہ کہا کہ اگر فلان حاجت میری بر آئے تو اسقدر طعام پلاو وغیرہ
نیاز سید احمد کبیر لوگون کو کھلاؤنگا یا اسقدر نیاز کرونگا تو یہ طعام حلال ہے اگرچہ نذر مین گفتگو ہو کہ
اگر نذر شرعی مراد ہے واسطے سید احمد کبیر صاحب کے تو حرام اور اگر نذر عرفی مراد ہے تو مباح ہے اور

اسیطرح اگر کوئی کہے کہ دو من یا تین من گوشت نذر حضرت سید احمد کبیر بعد بر آمد حاجت کھلاؤنگا گوشت حلال ہے اگرچہ گوشت گائے کا کہے تو بھی اور اسیطرح اگر گائے زندہ بنام سید احمد کبیر کسیکو دیوے بطور نقد کے تو بھی درست ہے اور گوشت اُسکا حلال غرض گائے سے مالیت ہے پس جب مقصود جانور سے گوشت ہو یا مالیت ہو اور نذر کرے کسی اموات کے تو وہ جانور حلال ہے گو نذر مین گفتگو ہو اور اگر مقصود ذبح واسطے میت کے ہے پس اگر ایصال ثواب ذبح واسطے میت کے مراد ہے تو حلال ہے اور اگر تقرب بذبح طرف میت کے مقصود ہے تو حرام اور ذابح مرتد اور اگر کوئی شخص بکرا یا دنبہ یا گائے وغیرہ خانہ پرور کرے تا گوشت اُسکا خوب چرب ہو اور پھر ذبح کرکے پکا کے فاتحہ کسی بزرگ کی دیکر کھلاوے کچھ خلل نہین ہے یہ ایسا ہے کہ واسطے اُس بزرگ کے حالت زندگی مین یہ کام کرتا اور اگر نذر کرے کہ بشرط برآمد فلان حاجت کے گائے دو سالہ یا فربہ یا بکری یکسالہ نیاز حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کی کرونگا پس حکم اُسکا مثل حکم طعام ہے اگر نذر بطریق نیک ہے کچھ خلل نہین اور اگر نذر بطریق قبیح ہے فعل اُسکا حرام ہے اور جانور حلال اور مولوی برہان الدین نے لکھا ہے کہ جانور منذور کہ واسطے بزرگ کے مقرر ہوا ہے اگر مقصود ہے کہ مسلمان کھاوین بے شبہ حلال ہے۔ اور جیسے کہ اختراع معانی جدیدہ آیت و حدیث برخلاف اہل حق کے اور تحریف معانی داب ان نجدیون کا ہے اسیطرح تحریف کلام علمائے سلف بھی کرتے ہین اور اکثر جگہ جو سند کلام علمائے متقدمین سے لاتے ہین تحریف کرکے اپنے مطلب کے موافق بنا لیتے ہین کہین ایک فقرہ عبارت منقولہ سے حذف کر دیتے ہین جیسے کہ حدیث لعن اللہ[۱] الیہود و النصاری الذین اتخذوا قبور انبیاءھم و صالحیھم مساجد مین مرقاۃ شرح ملا علی قاری کی عبارت نقل کرتے ہین انما حرم اتخاذ المساجد علیہا لان فی الصلوۃ فیہا استنانا بالسنۃ الیہود و یدل علیہ قولہ صلعم لعن اللہ الیہود و النصاری الخ اور عبارت شرح ملا علی یہ ہے قال ابن الملک[۲] انما حرم اتخاذ المساجد علیہا لان فی الصلوۃ فیہا استنانا بالسنۃ الیہود انتھی و قید علیہا یفید ان اتخاذ المساجد بجنبہا لا بأس بہ و یدل علیہا قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ الیہود و النصاری اخر الحدیث پس فائدہ قید علیہا کو ترک کیا کہ مسجد پہلوے قبر مین بنانی درست ہے اور جو حدیث اسکے سند مین تھی اُسکو سند حرمت اتخاذ مسجد کر دیا اور اسیطرح بیان کرتے ہین کہ مکان قبر پر مثل قبۃ وغیرہ بنانا حرام ہے بموجب روایت جابر رض کہ مشکوۃ مین ہے

[۱] لعنت کرے اللہ یہود اور نصاریٰ پر کہ انہون نے اپنے نبیون اور نیکون کی قبرون کو بنایا مسجد ۱۲

[۲] کہا ابن الملک نے کہ حرام ہوا بنانا مسجدونکا قبرون پر اسواسطے کہ انپر نماز پڑھنا طریقہ یہود ہے اور بعضنے کیا اسکو منقول

اور حدیث عام ہے کہ عمارت ہو یا خیمہ کھڑا کیا جاوے چنانچہ ترجمہ مشکوٰۃ حضرت شیخ عبد الحق رح و شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری سے بھی معلوم ہوتا ہے اور یہ حوالہ غلط ہے چنانچہ اول ملا علی قاری نقل لکھتے ہین کتاب تورپشتی سے یحتمل الوجہین احدہما البناء علی القبر بالحجارۃ وما یجری مجراہا والاخری ان یضرب علیہا خباء ونحوہ وکلاہما منہی لعدم الفائدۃ اور بعدہ قید عدم فائدہ کے بیان مین لکھا ہے قلت مستفاد منہ انکانت الخیمۃ لفائدۃ مثل ان یقعد تحتہا للقراءۃ فلا یکون منہیًا قال ابن ہمام واختلف فی اجلاس القاریین عند القبر والمختار عدم الکراہۃ اور بعد اسکے لکھا ہے فقد اباح السلف البناء علی قبر المشائخ والعلماء المشہورین لیزورہم الناس فیستریحوا بالجلوس اور کھڑا کرنا خیمہ کا قبر پر قرون مشہود لہا مین واقع ہوا ہے کہ جو انکے معتقدات کے موافق ممنوع نہین ہو سکتا بلکہ داخل سنت ہے جیسے اوپر بیان ہو چکا اور تعلیقات بخاری مین ہے لما مات الحسن بن الحسن بن علیؓ ضربت امرأتہ القبۃ علی قبرہ سنۃ اور اسیطرح نقل کرتے ہین سند اپنے مطلب مین ایک قول کو آدھا یعنی ایسے قول کو جو رد کیا گیا ہے اگلے قول سے پس قول مردود کو سندًا نقل کر کے لوگون کو دھوکہ مین ڈالتے ہین جیسے کہ حدیث لا تشد الرحال مین ملا علی قاری نے لکھا ہے ذہب بعض العلماء الی الاستدلال علی المنع فی الرحلۃ لزیارۃ المشاہد وقبور العلماء والصالحین فقط اور عبارت شرح ملا علی رح اسطرح پر ہے کہ فی الاحیاء ذہب بعض العلماء الی الاستدلال علی المنع من الرحلۃ لزیارۃ المشاہد وقبور العلماء والصالحین وما تبین لی ان الامر لیس کذلک فان الزیارۃ ماموربہا بخبر کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا والحدیث انما ورد نہیًا عن الشد لغیر الثلثۃ من المساجد لتماثلہا بل لا بلد الا وفیہا مساجد فلا حاجۃ للرحلۃ الی مسجد آخر اما المشاہد فلا تتساوی بل برکۃ زیارتہا علی قدر درجاتہم عند اللہ ثم لیت شعری ہل یمنع ہذا القائل من شد الرحال لقبور الانبیاء کابراہیم وموسی ویحیی والمنع من ذلک فی غایۃ الاحالۃ واذا جوز ذلک لقبور الانبیاء والاولیاء فی معناہم ولا یبعد ان یکون من اغراض الرحلۃ کما ان زیارۃ العلماء فی الحیوۃ من المقاصد اور اسیطرح نقل کرتے ہین انکار استمداد مین عبارت ترجمہ مشکوٰۃ حضرت شیخ عبد الحق رح کی اما استمداد باہل قبور در غیر انبیا منکر شدہ اند آنرا بسیاری فقہا و میگویند نیست زیارت مگر برائے نفع رسانیدن باموات بدعا

واستغفار و قائل گشتہ اند بعضے از ایشان و ظاہر نیست کہ از فقہا آنان کہ قائل بسمع و ادراک میت
اند قائل بجواز اند و آنانکہ منکر اند آنرا این را نیز انکار کنند و نیست صورت استمداد مگر ہمین کہ محتاج
طلب کند حاجت خود را از جناب الٰہی بتوسل روحانیت بندہ مقرب درگاہ والا الخ اور
ایسے ہی شرح عربی سے واما الاستمداد باھل القبور فقد انکرہ کثیر من الفقہاء فی غیر
النبی والانبیاء وقالوا لیس الزیارۃ الا للدعاء والاستغفار للموتی وایصال النفع الیھم
بالدعاء والتلاوۃ الخ اور جو کہ عبارت ترجمہ فارسی مشکوٰۃ بعینہ مطابق شرح عربی ہے لہذا عبارت
فارسی شیخ علیہ الرحمہ نقل کیجاتی ہے تا لوگ دیکھین کہ شیخ منکرین استمداد پر طعن کرتے ہین اور
رد کرتے ہین مذہب اُنکا اور وہابیہ ایک جملہ اُسمین سے نقل کرکے کچھ اپنی طرف سے ملا کر اپنی
مدعا کو ثابت کرتے ہین کلام شیخ سے یہ بات صاف افترا اور تحریف معلوم ہوتی ہے اس سند سے
کچھ استحکام انکار استمداد نہین معلوم ہوتا بلکہ جو کوئی ترجمہ شیخ مین دیکھیگا معنوی تصریح جانیگا پھر دیکھین جملہ ظاہر
نیست کہ از فقہا آنانکہ قائل بسمع و ادراک میت اند بجواز قائل اند و آنانکہ منکر اند آنرا این را نیز انکار کنند
کہین ترجمہ شیخ مین نہین ہے یہ اپنی طرف سے درمیان عبارت شیخ کے ٹھادیا ہے عبارت ترجمہ
شیخ علیہ الرحمہ یہ ہے باب زیارت قبور مین واما استمداد باہل قبور در غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا
غیر انبیا علیہم السلام منکر شدہ اند آنرا بسیاری از فقہا و می گویند کہ نیست زیارت قبور مگر از برائے
دعاے موتی و استغفار برائے ایشان و رسانیدن نفع بایشان بدعا و استغفار و تلاوت قرآن
و ثابت کردہ اند آنرا مشائخ صوفیہ قدس اسرارہم و بعض فقہا رحمہم اللہ تعالی و این امر محقق و معتبر
است نزد اہل کشف و کمال از ایشان تا بسیاری را فیوض و فتوح از ارواح رسیدہ و این طائفہ را در
اصطلاح ایشان اُویسی خوانند۔ امام شافعی رحمہ اللہ گفتہ قبر موسی کاظم تریاق مجرب است مر اجابت
دعا را و حجۃ الاسلام امام غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ می شود بوے در حیات استمداد کردہ می شود بوے
بعد از وفات و یکے از مشائخ عظام گفتہ دیدم چہار کس را از مشائخ تصرف میکنند در قبور خود مانند
تصرفہائے ایشان در حیات خود یا بیشتر از ان شیخ معروف و عبد القادر جیلانی و دو کس دیگر را
از اولیا شمردہ و مقصود حصر نیست آنچہ خود دیدہ و یافتہ گفتہ است۔ سیدی احمد ابن مرزوق کہ از
اعاظم فقہا و علما و مشائخ دیار مغرب است گفت کہ روزے شیخ ابو العباس حضرمی از من پرسید کہ امداد

حی قوی است یا امداد میت من گفتم که قومے می گویند که امداد حی قوی تر است و من میگویم امداد میت
قوی تر است شیخ گفت نعم زیراکه وے در بساط قرب حق است و در حضرت اوست و نقل درین معنی ازین
طائفه بیشتر ازانست که حصر و احصا کرده شود و یافته نمی شود در کتاب و سنت و اقوال سلف صالح چیزے
که منافی و مخالف این باشد و رد کند این را و بتحقیق ثابت شده بآیات و احادیث که روح باقی است
و او را علم و شعور بزائران و احوال ایشان ثابت و ارواح کامله را قرب و مکانتے در جناب حق ثابت
چنانچه در حیات بود یا بیشتر ازان و اولیا را کرامات و تصرف در اکوان حاصل است و این نیست مگر
ارواح ایشانرا و آن باقیست و متصرف حقیقی نیست مگر خدائے عزشانه و همه بقدرت اوست و ایشان
فانی اند در جلال حق در حیات و بعد از ممات پس اگر داده شود مر احدے را چیزے بوساطت یکے از
دوستان حق و مکانتے که نزد خدا دارد دور نباشد چنانکه در حالت حیات بود و نیست فعل و تصرف
در هر دو حالت مگر حق را جل جلاله و عم نواله و نیست چیزیکه فرق کند میان هر دو حالت و یافته نشده است
دلیل بر آن در شرح شیخ ابن حجر در میان حدیث لعن الله الیهود والنصاری اتخذوا قبور انبیاءهم مساجد
گفته است این بر تقدیریست که نماز گذارد بجانب قبر بجهت تعظیم وے که آن حرام است باتفاق و اما
اتخاذ مسجد در جوار پیغمبرے علیه السلام یا صالحے و نماز گذاردن قبر وے نه بقصد تعظیم قبر و توجه بجانب
قبر بلکه به نیت حصول مدد از وے تا کامل شود ثواب عبادت ببرکت قرب و مجاورت آن روح پاک
حرجے نیست و در آخر باب چیزے بیاید متعلق باین سخن و تمام گردد این بحث در کتاب جهاد در قصه
قتلائے بدر والله اعلم اور عبارت ترجمه کی کتاب الجهاد میں یه ہے و اما استمداد باهل قبور منکر
شده اند آنرا بعض فقها اگر انکار از جهت آنست که سماع و علم نیست ایشانرا بزائران و احوال ایشان
پس بطلان او ثابت شد و اگر بسبب آنست که قدرت و تصرف نیست مر ایشان را دران موطن
تا مدد کنند بلکه محبوس و ممنوع اند و مشغول بآنچه عارض شده است ایشانرا از محنت و شدت آنچه باز
داشته است از دیگران ممنوع که این کلیه باشد خصوصاً در شان متقین که دوستان خدا اند شاید که حاصل
شود ارواح ایشان را از قرب و منزلت در برزخ و قوت و قدرت بر شفاعت و دعا و طلب
حاجات مر زائران را که متوسل اند بایشان چنانچه روز قیامت خواهد بود و چیست دلیل بر آن و تفسیر
کرده است بیضاوی آیه کریمه والنازعات غرقاً الآیه را بصفات نفوس کامله فاضله در حال مفارقت

از بدن کشیده می شوند از ابدان و نشاط می کنند بسوی عالم ملکوت و سیاحت می کنند و در آن پس
سبقت میکنند بمظاهر قدس پس میگردند بشرف و قوة از مدبرات ولیت شعری چه میخواهند
ایشان باستمداد و امداد که این فرقه منکر اند آنرا آنچه ما می فهمیم ازان اینست که داعی محتاج الی الله دعا
میکند و طلب حاجات خود را از قرب جناب عزت و غنی وے و توسل میکند بروحانیت این
بنده مقرب مکرم درگاه عزت وے و میگوید خداوندا برکت این بندهٔ تو که رحمت کردهٔ بروے و اکرام
کردهٔ او را بلطف و کرمے که بوے داری برآورده گردان حاجت مرا که تو معطی و کریمی یا ندا کند این بندهٔ
مقرب را که اے بندهٔ خدا و ولی وے شفاعت کن مرا و بخواه از خدا که بدهد مسئول و مطلوب مرا قضا
کند حاجت مرا پس معطی و مسئول و مامول پروردگار ست تعالی و تقدس و نیست این بنده درمیان
مگر وسیله و نیست قادر و فاعل و متصرف در وجود مگر حق سبحانه و اولیا فانی و هالک اند در فعل الٰهی
و قوت و سطوت وے و نیست ایشانرا اصلاً قدرت و تصرف نه اکنون که در قبور اند و نه آن هنگام
که زنده بودند در دنیا و اگر همین معنی که در امداد و استمداد ذکر کردیم موجب شرک و توجه بما سوای حق باشد
چنانچه منکر زعم میکند پس باید که منع کرده شود توسل و طلب دعا از صالحان و دوستان خدا در حالت
حیات و این ممنوع نیست بلکه مستحب است باتفاق و شایع است در دین و اگر گویند که ایشان
بعد از موت معزول شده اند و بیرون آورده شده اند ازان حالت و کرامت که بود ایشانرا در حالت حیات
چیست دلیل بر آن یا گویند که مشغول و ممنوع شده اند بآنچه عارض شد ایشانرا از آفات بعد از ممات پس
کلیه نیست دوام و استمرار آن تا روز قیامت نهایت اینکه این کلیه نباشد و فائده استمداد عام نباشد
بلکه ممکن است که بعضے منجذب باشند بعالم قدس و مستهلک باشند در لاهوت حق چنانکه ایشانرا
شعورے و توجهے بعالم دنیا نمانده باشد و تصرفے و تدبیرے در وے نه چنانکه درین عالم نیز از تفاوت
حال مجذوبان و متمکنان ظاهر میگردد نعم اگر زائران اعتقاد کنند که اهل قبور متصرف و مستبد و قادر اند
بے توجه بحضرت حق و التجا بجناب وے تعالی چنانکه عوام و جاهلان و غافلان اعتقاد دارند و چنانکه
می کنند آنچه حرام و منهی عنه است در دین از تقبیل قبر و سجده مر آنرا و نماز بسوے وے و جز آن که ازان
نهی و تحذیر واقع شده این اعتقاد و این افعال ممنوع و حرام خواهد بود و فعل عوام اعتبارے ندارد و خارج
مبحث است و حاشا از عالم شریعت و عارف باحکام دین که این اعتقاد بکند یا این افعال و آنچه

مرویست از مشائخ اہل کشف و استمداد از ارواح کمل و استفادہ از آن خارج از حصر است و مذکور در کتب و رسائل ایشان و مشہور است میان ایشان حاجت نیست کہ آنرا ذکر کنیم و شاید کہ منکر متعصب شود و منکر کلمات ایشان عافانا اللہ من ذلک سخن درینجا از وجۂ علم شریعت است آرے مروی و مسنون و زیارت سلام بر موتی و استغفار برائے ایشان و قرأت است لیکن درینجا نہی از استمداد نیست پس زیارت برائے امداد موتی و استمداد از ایشان ہر دو باشد بر تفاوت حال زائر و مزور باید دانست کہ خلاف در غیر انبیا است صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہم اجمعین کہ ایشان احیا اند بحیات حقیقی و دنیاوی باتفاق و اولیا بحیات اخروی و معنوی و کلام درین مقام بحد اطناب و تطویل کشید بزعم منکران کہ در قرب این زمان این فرقہ پیدا شدہ منکر اند استمداد و استعانت را از اولیاء خدا کہ نقل کردہ شدہ اند ازین دار فانی بدار بقا و زندہ اند بنزد پروردگار خود و مرزوق و خوشحال اند و مردم را از آن شعور نیست و متوجہان بجناب ایشان را مشرک بخدا و عبدۂ اصنام میدانند و میگویند آنچہ میگویند و عمر ما است کہ تحقیق و تفصیل این مسئلہ مخطور خاطر فاتر بود الآن توفیق الٰہی مساعدت کرد اب لکھنا چاہیئے کہ شیخ علیہ الرحمۃ ثابت کرتے ہین استمداد کو اور منکر اپنے مطلب پر دلیل لاتا ہے اُنکے قول سے یہ کیا بیباکی اور جرأت ہے یہ ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ قرآن مین نماز سے منع فرمایا ہے اور پڑھے آیت وَلَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ اور وَاَنْتُمْ سُکَارٰی نہ پڑھے اور ایسی ہی سند بیان کرتے ہین عبارت فتح القدیر کی کتاب جنائز مین عدم سماعت موتی پر ہذا عند اکثر مشائخنا وہو ان المیت لا یسمع عندہم اور حالانکہ عبارت فتح القدیر یہ ہے اما التلقین بعد الموت وھی فی القبر قیل لا یومر ولا ینھی وقیل یفعل وتحقیقہ ما روینا ونسب الی اہل السنۃ والجماعۃ وخلافہ الی المعتزلۃ ویقول یا فلان بن فلان اذکر دینک الذی کنت علیہ فی الدنیا بشہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ پس شیخ ابن ہمام ثابت کرتا ہے تلقین کو اور کہتا ہے کہ یہ مذہب اہل سنت جماعت ہے اور مانعین تلقین معتزلہ ہین جو منکر سماعت موتی ہین اور دلیل مانعین تلقین کو رد کیا ہے یہان منکر اُسی قول مردود شیخ ابن ہمام کو قول شیخ قرار دیکر سندًا بیان کرتا ہے کہ شیخ ابن ہمام کا یہ قول ہے اور اس قسم کے افترا اور تحریف اور جعل ان لوگون کے کلام مین بہت ہین اسلیئے لازم ہے کہ جس مسئلہ مین سند علمائے سلف کی بیان کرین بغیر مطالعہ اُس کتاب کے باور نکرے

اور اسیطرح بہت آیتین اور حدیثین ہین کہ علمائے سلف اور مفسرین نے اُنکے معنی کچھ اور تحقیق کئے ہین اور یہ برخلاف اُسکے بیان کرتے ہین لہذا چاہیے کہ پہلے علمائے مفسرین اور ائمۂ دین نے جو کچھ تحقیق کیا ہے اُسکو بھی معلوم کرے جب حقیقت اُنکے جھوٹ سچ کی معلوم ہو اور اسیطرح حدیث ضعیف جب اپنی راے کے موافق ہو سند پکڑتے ہین جیسے حدیث ابن عمر کی ترمذی سے دربارہ منع کراہت نماز کے قبرستان مین سند لاتے ہین اور وہ حدیث ضعیف ہے خود ترمذی نے لکھا ہے کہ حدیث ابن عمر لیس بذلك القوی وقد تکلم فی زید بن جبیرة من قبل حفظه اور ایسی ہی حدیث ابو سعید کی اُسی باب مین ترمذی سے سند لاتے ہین خود ترمذی نے لکھا ہے کہ حدیث فیه اضطراب اور ایسے ہی کبھی سند پکڑتے ہین ایسی حدیث سے کہ اُسکے معنی کو کچھ مناسبت اُس مطلب سے نہین ہوتی جیسے اُسی باب مین حدیث ابو مرثد غنوی کی لاتے ہین لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیها یعنی نہ بیٹھو قبر پر اور نہ نماز پڑھو طرف قبر کے۔ یہ ممانعت اُسوقت ہے جب قبر روبرو بجانب سجدہ کے ہو نہ قبرستان مین الغرض ہر مسلمان کو لازم ہے کہ قرآن و حدیث سے موافق تحقیق علمائے حق اور ائمۂ دین کے اپنے عقائد اور اعمال درست کرے ورنہ تمام فرق باطلہ روافض اور مرجیہ اور قدریہ اور معتزلہ وغیرہ سب قرآن و حدیث سے سند پکڑتے ہین مگر جب خلاف تحقیق علمائے اہل سنت وجماعت ہے لہذا باطل اور مردود ہے۔ یہ چند مسائل اور کتنی سندین بطور نمونہ واسطے آگاہ کرنے لوگون کے ذکر کی گئی ہین آیندہ ہادی حقیقی خدا تعالیٰ ہے یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ اور جبکہ اس رسالہ مین بلا تعصب سخن محقق لکھا گیا ہے لہذا اسکا نام **جواہر الایقان فی حفظ الایمان** رکھا ہے واللہ اعلم ؞

تمام شد

تقریظ ریختۂ کلک جواہر سلک عالم کامل و علامۂ فاضل جناب ابو محمد عبد الحق صاحب مصنف تفسیر حقانی دام فیضہ

نحمدہ ونستعینه ونصلی علی رسوله صلی الله علیه وآله واصحابه وسلم اما بعد اگرچہ حرفاً حرفاً اس رسالہ کے مطالعہ کی فقیر کو مہلت نملی مگر تاہم اکثر مباحث کو دیکھا اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمۃ نے

مسائل مختلف فیہا مین مخالفون کے ساکت کرنیکی بہت کچھ کوشش کی ہے اور بہت کچھ لکھا ہے۔ اگرچہ اس فن مین اور علمار نے بھی اس سے بیشتر بہت کچھ لکھا ہے مگر مصنف مرحوم نے بہت ہی اچھا لکھا ہے اور حق ظاہر کرنے مین بڑی کوشش کی ہے۔ یہ لکھنا کہ یہ رسالہ اس فن مین بےمثل ہے یا اسکی مانند اور کسی نے آجتک نہین لکھا مبالغہ ہے جیساکہ اکثر لوگ مصنفون کی تصانیف پر رائے ظاہر کرتے وقت مبالغہ کرجاتے ہین مین اسکو پسند نہین کرتا صرف سچی بات اسقدر کافی ہے کہ بہت خوب لکھا ہے۔ ہان یہ بات ضرور رہگئی کہ اول مخالفین کے عقیدہ کو بلا تعصب اُنکی کسی معتبر کتاب سے نقل کرتے اور اُسکے ساتھ اُنکے دلائل بھی بیان کردیتے پھر اُسکا جواب یا اُسکے خلاف مین دلائل پیش کرتے آجتک مسائل متنازعہ مین میری نظر سے ایسی کتاب نہین گذری اور نہ آجکل ہمارے معاصرین کو اسطرف توجہ ہے قدیم سے باہم اسی قسم کی قیل و قال کرتے آئے ہین الا قلیلا

اسمین توکوئی شبہ نہین کہ اسلام نے دنیا کو توحید خالص سے بہرہ مند فرمایا اور مسلمانونکے دلونمین مسائل توحید ایسے پیوست ہوگئے کہ جسکا نظیر کسی مذہب و ملت مین نہین پایا جاتا ہے۔ اس مذہب کا یہ ایک ایسا سچا اصول ہے کہ جس سے اسنے تمام مذاہب پر فتحیابی حاصل کی جبل الطارق سے لیکر چین تک ایسا کوئی بھی مسلمان نہوگا جو خداتعالی کی قدرت و صفات مین کسی امر کو بھی شریک کرتا ہو یا اُسکے احکام کے مقابلہ مین کسی امر کے حکم کو واجب التعمیل سمجھے ہان اسمین بھی کوئی شبہ نہین کہ جب مسلمان دنیا مین پھیلے اور ہر ملک و قوم سے اُنکا سابقہ پڑا اور صحبت اور بود و باش بھی ہوئی تو جہل کی وجہ سے اور لوگون کے مسائل کو دوسرا لباس بدلکر اپنے دین مین داخل کیا دیکھو ہنود کے ہان دیوالی مین روشنی ہوتی ہے ان جاہلون نے شب برات مین آتشبازی جاری کی یا اُنکے ہان ہولی مین سوانگ بناتے ہین ہندوستان خصوصا مدراس و دکن و ممالک متوسطہ کے جاہل مسلمانون نے عشرۂ محرم مین اس سے بھی بڑھ چڑھکر کرنا شروع کیا کوئی حسینؑ کا ریچھ بنتا ہے کوئی لنگور اور کیا کیا خرافات کرتے ہین۔ ہندون مین بت پرستی عرصۂ دراز سے جاری ہے ہزارون خیالی معبود ہین اور تھان اور جھنڈے کھڑے ہوے پوجتے ہین اسیطرح جاہل مسلمانون نے اپنے اولیار کرام اور اُنکے مقابر و مشاہد مقدسہ کے ساتھ کرنا شروع کیا جسکو قرآن اور سچے اسلام سے ملاکر دیکھئے تو بالکل شرک معلوم ہوگا۔ علمار کی ایک جماعت نے اُسکے منع کرنے پر کمر باندھی مگر شدہ شدہ یہانتک بڑھ گئی کہ جو جائز اور مستحسن باتین تھین اُنکو بھی حرام اور شرک قرار دیدیا اور پھر اُنکے پیرو دون نے اور بھی غلو کیا یہانتک کہ مسلمانون مین تلاطم پیدا ہوا اور جھگڑے برپا ہوے اسلئے اُنکی اس زیادتی کے روکنے کے لئے اس کتاب مین لکھی گئین اور ضرور لکھنی چاہئے تھین ہان باہم ذاتیات سے بحث کرنا اور سخت کلامی اور سب و شتم تک نوبت

تقریظ دلپذیر حلیه قلم معجز رقم زبدة الحکما سید الشعرا وحید زمن جامع علم وفن
ابو احمد حکیم محمد حسن المتخلص به حسن دہلوی مقیم الورعم فیضه

متاع بیش بہائے ایمان کے غارتگر۔ الناہی عن المعروف والآمر بالمنکر آثاثہ عقائد صحیحہ اہل سنت وجماعت کے چور سرکش گستاخ بے ادب بدلگام مونہہ زور۔ ماحئ آثار تکریم وتبجیل حضرت خیر الوری۔ معرض اتباع واقتدائی حضرت ائمہ ہدی عظمت وکرامت جناب مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر لفظاً مومن معناً کافر۔ یزید علیہ ما یستحقہ کی امامت اور جناب سید الشہدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بغاوت لکھے قائل۔ حق سے روگردان۔ باطل کے مائل۔ زیارت مشاہد کرام سے نفور۔ سرگردان فیافی ضلالت منزل مقصود نجات سے کوسون دور۔ ابواب ایصال ثواب اموات کے مغلاق۔ مرگئے مردود جنکی فاتحہ نہ درود کے مصدق وممنوعون الماعون کے مصداق۔ صدقات وخیرات کے راہ بند کرنیوالے۔ بزرگان دین کے ارادتمندون کے نام دھرنیوالے۔ شریعت کے رہزن طریقت کے قطاع الطریق ورطہ وساوس شیطانی کے غریق۔ اہل بیت نبوت کے دشمن اولیاء اللہ سے بیزار۔ ابن تیمیہ کے دلبند شیخ نجدی کے یادگار۔ گم کردہ صراط المستقیم ایمان نام کے عباد اللہ کام کے عبد الطاغوت عبید الشیطان مطفی نور اللہ بافواہہم ضلالت وگمرہی مین راسخ ثابت قائم۔ کتاب التوحید کے حافظ تقویۃ الایمان کے بل۔ معانی کتاب اللہ مین ناصواب اندیش مملو از خلاف وخلل کے ہر اسے کج طبع کج فہم کج بین بدگو بدشنو بددین بدآئین لوگون کی خانہ خرابی کے ساعت استیصال کی گھڑی آئی کہ روشن روان دانا دل تفقہ فی الدین مین مشار الیہ انامل۔ جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول۔ حامی ملت بیضا مقتدی ائمہ ہدی ممیز حق وباطل اثبات حقیت عقائد کے شاہد عادل قالع آثار رسوم فضیحہ قامع بنیان بدعات قبیحہ قائد شاہراہ طریقہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سائق سبیل سنت مصطفوی ہادی صراط المستقیم۔ سالک منہج قویم عالم فقید المثل فاضل عدیم السہیم حضرت مولانا حکیم مولوی مفتی محمد عبد الکریم صاحب دہلوی برد اللہ مضجعہ ونور اللہ مرقدہ نے رسالہ جواہر الایقان فی حفظ الایمان کو بکمال حسن عقیدت وخلوص نیت باستدلال آیات کلام الٰہی وتطبیق احادیث حضرت نبوت پناہی حسب عقائد صحیحہ اہل سنت وجماعت ایسی صحیح کے ساتھ عبارت سلیس وفصیح اردو مین لکھا ہے کہ دیدۂ بصیرت سے دیکھنے والون اور چشم انصاف سے پڑھنے والون کے لئے ایک تبصرہ کامل مکمل کردیا ہے رسالہ کیا لکھا ہے گویا مستسقیان جگر تشنۂ زلال تحقیق کے لئے برفاب مسکن کی سبیل لگا دی ہے اور گمرہان بادیہ طلب حق الامر کے لئے خضر رہنمون ہدایت پیدا کر دیا ہے یہ رسالہ ایسے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے معرض غیط مین آیا ہے کہ خوبیان اسکی اور محامد ومحاسن اسکے ملا خطہ پر موقوف ہین اللہ تعالیٰ اسکے مولف ومرسل اور شائع کو جزاء خیر دے اور انکی سعی کو مشکور کرے ہر مسلمان مومن دیندار کو جو نجات کا طالب اور اتباع سنت سنیہ کا راغب ہے اس جزیرہ کاملہ کا بغرض تکمیل ایمان وتصحیح عقائد اپنے پاس رکھنا واجب ہے۔ اللہم وفقنا لما تحب وترضی من الاقوال والاعمال والاحوال [illegible]

اعلان

ہر خاص و عام کو اطلاع

دیجاتی ہے کہ اس کتاب مسمی جوہر الایقان فی حفظ

الایمان کا حق تصنیف و تالیف بہ بیضہ کے لیے مشتہر کو حسب

اقرار نامہ اسٹامپ کے عطا کیا گیا ہے اور مشتہر نے بموجب قانون نمبر

۲۵ سنہ ۱۸۶۷ع درج فہرست رجسٹری گورنمنٹ انڈیا بھی کرا دیا ہے لہذا بخدمات

اہل مطابع و تاجران کتب وغیرہ التماس ہے کہ کوئی صاحب اس کتاب کے چھاپنے (جزو یا کل)

طبع کا بدون اجازت تحریری میری کے قصد نہ فرمائیں ہاں جس قدر

جلدیں مطلوب ہوں مشتہر سے طلب فرمالیں فقط

المشتہر

مرزا محمد عبد الغفار

بیگ مہتمم اکمل الاخبار دہلی

ساکن بازار دریا گنج محلہ

قاضی واڑہ